خواتین کا اسلام
11
572 بدھ 25 ربیع الثانی 1435ھ مطابق 26 فروری 2014ء
دعا نمبر
جنّت میں لوں گا
ایک ہی در کھلا ہے
AL-KHAIR
SALE UP TO 55% OFF
Kidz n Kidz
SMART LITTLE FASHION!
for more further information please contact
03218287487
•Hyderabad • Lahore
22-2780705 042-36369684
• Rawalpindi • Gujranwala
051-5123036 055-3843800- 055-384330
www.kidznkidz.com.pk facebook.com/kidznkidz
KARACHI OUTLETS
• Dolmen Mall (Tariq Road)
• Bahadurabad (Dolmen Arcade)
• Saima Mall & Residency (Gulshan)
• Millennium Mega Mall
• Al-Madni Shopping Mall (Hyderi)
• Saima Paari Mall (Hyderi)

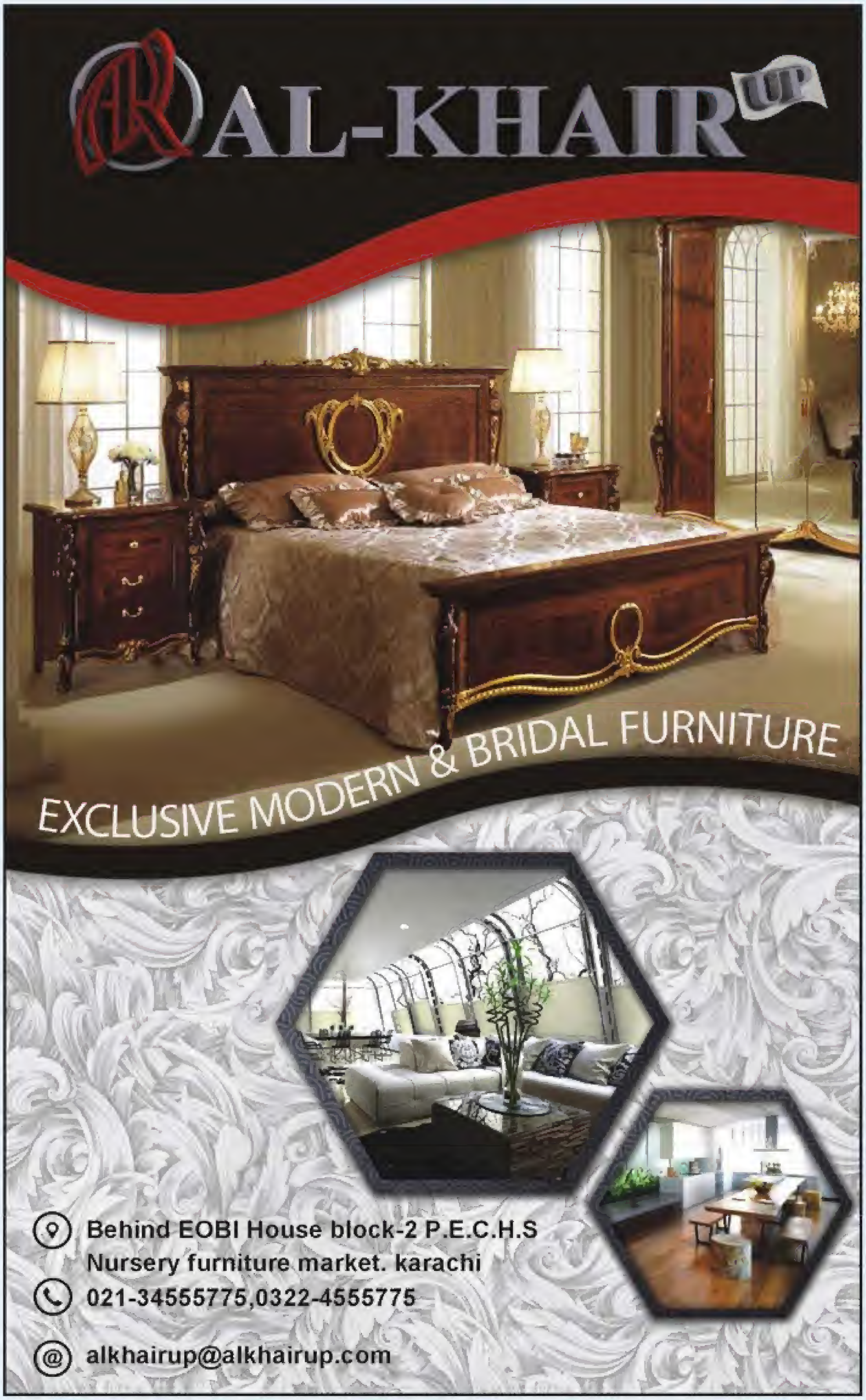
AL-KHAIR UP
EXCLUSIVE MODERN & BRIDAL FURNITURE
Behind EOBI House block-2 P.E.C.H.S
Nursery furniture market. karachi
021-34555775,0322-4555775
alkhairup@alkhairup.com

USMAN BIN AFFAN SCHOOL SYSTEM

عثمان بن عفان اسکول سسٹم

ہم فراہم کرتے ہیں جدید اور معیاری تعلیم کے ساتھ اسلامی اقدار اور سوچ

We Provide Modern and quality Education with Islamic thoughts and values.

قاعدہ | ناظرہ | حفظ | گردان | پلے گروپ | پری پرائمری | پرائمری

Salient features

Spacious, airy and well ventilated class rooms with comfortable furniture.
Qualified and experienced staff.
Power generator for emergency electric supply.
Transport facility available.
The Curriculam is based on the Islamic vision and values.
Security guard for protection of our students.

نمایاں خصوصیات

- کشادہ اور ہوادار کلاس رومز بمعہ آرام دہ فرنیچر
- مشفق اور تجربہ کار اساتذہ کرام
- شعبہ قاعدہ، ناظرہ میں منفرد انداز میں قرآنی عربی سکھانے کی کلاسز
- دینی شعار اور اقدار کے مطابق تربیت
- وقتاً فوقتاً علمائے کرام کے اصلاحی بیانات
- ٹرانسپورٹ کی سہولت
- اسٹینڈ بائی جنریٹر بجلی کی فراہمی کیلئے
- بچوں کے کھیلنے کیلئے جھولے
- بچوں کی حفاظت کیلئے سیکیورٹی گارڈ کی سہولت

نصاب تعلیم	
پلے گروپ:	3 سے 4 سال
پری پرائمری: (قاعدہ)	4 سے 5 سال
کلاس 1+ (ناظرہ)	6 سے 7 سال
کلاس 2+ (آغاز حفظ)	7 سے 8 سال
کلاس 3+ (حفظ)	8 سے 9 سال
کلاس 4+ (حفظ)	9 سے 10 سال
کلاس 5+ (گردان)	10 سے 11 سال

ان شاء اللہ
درجہ بنین وبنات میں قاعدہ، ناظرہ وحفظ کی محدود نشستوں پر رجسٹریشن جاری ہے

B-215, Block 'A' North Nazimabad Karachi. Phone # 36625906 , 36625143

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

القرآن

اتباع رسول ﷺ

"کہہ دیجیے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، خود اللہ تم سے محبت کرے گا اور وہ تمہارے گناہ معاف فرما دے گا، اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔" [آل عمران:۳۱]

تشریح: آیت کریمہ میں محبت الٰہی کے حصول کا سبب اتباع رسول ﷺ قرار دیا گیا ہے۔ اور حدیث قدسی میں اسی محبت الٰہی کے حصول کا سبب فرائض کی ادائیگی اور نوافل پر دوام بتایا گیا ہے۔ گویا اتباع رسول ﷺ ان دو کا مرکب ہے۔ فرائض کو پورا کرنا تو محبت الٰہی کے راستے کا پہلا محبوب ترین اور ناگزیر قدم ہے۔ جب کہ نوافل نام ہی فرض سے زائد اعمال کا ہے جن کا حکم ہم پر فرض کی طرح تو عائد نہیں کیا گیا مگر جن پر مسلسل عمل کیے بغیر اس محبت میں ترقی اور کمال بھی ممکن نہیں ہے۔ اطاعتِ رسول ﷺ کے بغیر تو مسلمان، مسلمان نہیں رہ سکتا مگر محبتِ الٰہی کا حصول بھی رسول ﷺ کی کامل اتباع کے بغیر میسر نہیں۔

الحدیث

آسان حساب کی دعا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے بعض نمازوں میں رسول اللہ ﷺ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا:

"اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا"

"اے اللہ! میرا حساب آسان فرما"

میں نے عرض کیا: "حضرت! آسان حساب کا کیا مطلب ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: "آسان حساب یہ ہے کہ بندہ کے اعمال نامہ پر نظر ڈالی جائے اور اس سے درگذر کی جائے (یعنی کوئی پوچھ گچھ اور جرح نہ کی جائے) بات یہ ہے کہ جس کے حساب میں اس دن جرح کی جائے گی، اے عائشہ (اس کی خیر نہیں) وہ ہلاک ہو جائے گا۔"

(معارف الحدیث)

پیاو سحر

گر قبول افتد....

'خواتین کا اسلام' کی کامیاب اشاعت کے گیارہ سال پورے ہونے پر ۵۷۲واں شمارہ، دعا نمبر کے عنوان سے پیش خدمت ہے۔ اس شمارے کو ایک رنگارنگ گلدستہ سمجھ لیجیے جس میں سجانے کے لیے قارئین نے اپنی یادوں کے چمنستان سے چن کر حسین پھول بھیجے، ہم نے تو بس گلدستہ ترتیب دے کر اسے دوبارہ قارئین کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔

دعا نمبر کے اعلان کے بعد سے تیاری تک ہمیں انوکھے اور خوشگوار تجربے ہوئے۔ جو کچھ اس خاص نمبر کے حوالے سے ہم سوچتے کہ دعا کے اس پہلو پر بھی تحریر ہونی چاہیے، اگلے دو چار دنوں میں ہی بالکل اسی مرکزی خیال پر کوئی نہ کوئی خوبصورت تحریر آ جاتی۔ ہماری کئی لکھاری اور قاری بزرگ خواتین نے خود سے اس خاص نمبر کے لیے خوب دعائیں کیں اور پھر حوصلہ افزائی کے لیے فون کر کے بتایا بھی۔ اس سالنامے کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ اس سے کئی بہنوں نے لکھنے کی شروعات کی ہے۔ امید ہے کہ ان شاء اللہ ان کا قلمی تعاون میگزین کے ساتھ دیرپا رہے گا۔ اور بھی کچھ باتیں ایسی ہیں، جو اس شمارے کے ساتھ خاص ہیں لیکن ان کا تذکرہ پھر کبھی سہی!

☆

اس بار بھی صفحات کی کمی کی وجہ سے پچھلے دو سالوں کی طرح یہی فیصلہ کیا گیا تھا کہ اگلا شمارہ 'دعا نمبر' کا ضمیمہ ہو گا، لیکن جب اچھی اچھی کہانیوں اور مضامین کی تعداد دیکھی تو ایک شمارہ اور اس کے لیے مختص کرنے کا فیصلہ کیا، تاکہ کسی قسم کی تشنگی باقی نہ رہے۔ قربانی نمبر میں بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ اب تو لگتا ہے کہ یہ ضمیمے ہماری جان کو مستقل چمٹ گئے ہیں...... خیر قاریات کے لیے تو خوشی کی بات ہے کہ اب انہیں خاص نمبر 52 صفحات کا نہیں بلکہ 92 صفحات کا ملے گا! کیسے؟ حساب خود ہی کر لیجیے۔ ہمارا مشورہ ہے کہ آپ تینوں شماروں کو ایک ساتھ منسلک کر کے محفوظ کیجیے اور چاہے تو ہمارے سرکولیشن ڈیپارٹمنٹ سے بنا بنایا سیٹ طلب کیجیے!

☆

یاد رہے کہ یہ خاص نمبر چونکہ گیارہ سال پورے ہونے پر نکالا جا رہا ہے، اس لیے یہ سالنامہ بھی ہے، اور سالنامے کا یہ رواج سا ہو گیا ہے کہ اس میں گزرے سال کی تحریروں کا سرسری سا جائزہ پیش کیا جائے۔ ہمارے ہاں یہ ذمہ داری محترمہ شگفتہ کنول نے خود ہی پچھلے دو سالوں سے لے رکھی ہے۔ اس بار بھی انہوں نے ایک سال کی تحریروں کا مختصر مگر بھرپور جائزہ بھیجا ہے، جو آپ اگلے شمارے میں پڑھیے گا۔

☆

۵۷۲، ۵۷۳ اور ۵۷۴ تینوں شمارے پڑھنے کے بعد ہمیں اپنی بے لاگ رائے سے ضرور آگاہ کیجیے گا کہ دعا نمبر آپ کو کیسا لگا؟...... ہم سے پوچھیے تو ان سطور کے ذریعے ہم یہ اعتراف کرتے ہیں کہ یہ یقیناً اس سے زیادہ بہتر ہو سکتا تھا...... بہتری کی گنجائش ہمیشہ رہتی ہے...... مگر جو کچھ میسر ہوا، اسے نکھار کر آپ کے ہاتھوں تک پہنچا دیا...... گر قبول افتد زہے عز و شرف!

☆

آخر میں ہم اُن تمام بہنوں کا جنہوں نے دعا نمبر کے لیے قلمی تعاون کیا، شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ادارے کے مختلف شعبوں کے ساتھیوں نے دن رات محنت کر کے اس خصوصی نمبر کو آپ کے ہاتھوں تک پہنچانے میں حصہ لیا، ان کی محنت بھی قابلِ داد ہے۔ ہم سب کے لیے دعا ضرور کیجیے گا کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی سیئات کو حسنات سے بدل دے اور اخلاص کے ساتھ موت تک دین کی خدمت کرنے کی توفیق دے۔ آمین

مدیر اعلیٰ : مفتی فیصل احمد
مدیر : انجینئر مولانا محمد افضل
"خواتین کا اسلام" دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فون: 021 36609983
خواتین کا اسلام انٹرنیٹ پر www.dailyislam.pk سالانہ زرِ تعاون اندرونِ ملک: 600 روپے، بیرونِ ملک: 3700 روپے

سب سے مقبول دعا

حضور اقدس ﷺ پر درود شریف بھی دراصل دعا ہے جو سب سے مقبول اور بہترین دعا ہے، کیوں کہ اس کا حکم خود اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں، اور اسی کی مقبولیت کی وجہ سے اس کے ساتھ مانگی گئی دوسری دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں۔ مخصوص درود شریف کی مخصوص فضیلتیں احادیث میں آئی ہیں۔ ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ جب وہ درود پڑھا کرے ہمارے گھرانے پر، اس کا ثواب بہت بڑے پیمانہ میں ناپا جائے تو وہ ان الفاظ سے درود پڑھا کرے: اَللّٰھم صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الاُمِّیِّ وَاَزْوَاجِه اُمَّهَاتِ الْمُؤمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِه وَاَھْلِ بَیْتِه کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْد مَجِیْد ۔﴿اے اللہ درود بھیج محمد (ﷺ) پر جو نبی امی ہیں اور ان کی بیویوں پر جو سارے مسلمانوں کی مائیں ہیں اور آپ ﷺ کی آل اولاد پر اور آپ کے گھرانے پر جیسا کہ درود بھیجا آپ نے آل ابراہیم پر بیشک آپ ہیں تعریف کے لائق اور بزرگی والے۔‘‘ [ابوداؤد]﴾

بابِ رحمت پہ تیرے اے شاہ جہاں!

ہمشیرہ شہباز بن ایاز

شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

امید کا نہ بَر آنا امید کا بَر آنا ہے
اِک عرضِ مسلسل کا کیا خوب بہانہ ہے

سبحان اللہ! ہمارے حضرت فیروز میمن صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ یہ کیا کم ہے کہ اتنے بڑے مالک سے فریاد کر رہے ہیں، اس کے دربار میں حاضر ہیں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ اگر ہماری دعا قبول نہیں ہو رہی، اگر ہماری مرضی پوری نہیں ہو رہی تو کسی کی تو پوری ہو رہی ہے! یعنی اللہ پاک کی پوری ہو رہی ہے۔ تو ان کی رضا ہی تو مطلوب ہے۔

ان کی مراد ہے اگر میری یہ نامرادیاں
ان کی رضا ہی چاہیے دوسرا مدعا نہیں

حضرت نے فرمایا کہ آخر ہماری مراد بَر نہ آئی تو کیا ہوا خدا تو راضی ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ ہر دعا قبول ہوتی ہے، یا تو وہی چیز مل جاتی ہے یا اس کا بدل مل جاتا ہے یا آخرت میں ذخیرہ ہو جاتی ہے یا مصیبت ٹل جاتی ہے۔ قیامت کے دن جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایسے لوگوں کو انعام واکرام دے گا جن کی دعائیں قبول نہیں ہوئی ہوں گی تو اس وقت دنیا میں جن کی دعائیں قبول کی گئی ہوں گی وہ حسرت کریں گے کہ کاش! ہماری کھالوں کو قینچیوں سے کاٹا جاتا اور ہماری ایک دعا بھی قبول نہ ہوتی اور آج ہمیں یہ صلہ مل جاتا۔

آج ہمارا تو یہ حال ہے کہ ایک دن دعا مانگی، دو دن مانگی، ایک ہفتے مانگی، پھر مایوس ہو جاتے ہیں کہ خدا ہماری سنتا ہی نہیں ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے 40 برس تک دعا مانگی تو کہیں جا کر دعا قبول ہوگئی اور آج چالیس دن بھی ہم نہیں مانگتے اور مایوس ہو جاتے ہیں۔

حضرت حکیم محمد اختر رحمہ اللہ کا شعر ہے۔

شکوۂ یار عشق میں ہرگز کبھی روا نہیں
ان کی ہر اک ادا کبھی میرے لیے جفا نہیں

تجھ کو جو ہو پسند اب مجھ کو بھی ہو وہی عزیز
لے کر کریں گے کیا اسے جس میں تیری رضا نہیں

ایک ماں بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھ میں چھری تھی اور وہ پھل کاٹ رہی تھی۔ نزدیک ہی اس کا کچھ مہینے کا بیٹا کھیل رہا تھا۔ اتنے میں اس بچے کو وہ چمکتی ہوئی چھری نظر آئی تو وہ فوراً لپکا تا کہ ماں سے چھری لے لے۔ مگر......! ماں نے فوراً چھری دور کر دی۔ بچہ بلک بلک کر رونے لگا مگر ماں نے چھری نہیں دی۔ ہم اور آپ خود فیصلہ کر لیں کہ کیا وہ ماں ظالم تھی یا شفیق؟ یقیناً وہ ظالم نہیں تھی۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ بچے کو تو وہ ایک چمکتی ہوئی چیز لگ رہی ہے مگر وہ چھری سے اپنا ہی نقصان کر لے گا۔ جب ماں کی محدود محبت کا یہ حال ہے کہ بچے کا نقصان برداشت نہیں تو بھلا ربّا کیسے بندے کا نقصان برداشت کرے گا۔ بندے کی نظر انجام تک نہیں ہوتی مگر خدا کو تو معلوم ہے کہ اگر ابھی یہ چیز دے دی تو اس کے لیے نقصان دہ ہے۔ بچہ باپ سے ضد کرتا ہے کہ ابا! موٹر سائیکل دلا دو، مگر باپ نہیں سنتا، اسے معلوم ہے کہ اپنی ہی ٹانگ تڑوا بیٹھے گا، کچھ عرصے بعد جب وہی بچہ بڑا ہوتا ہے تو باپ بڑی سی کرولا کار کی چابی اسے تھما دیتا ہے کہ عیش کرو! ہمارا رب بھی تو یہی کرتا ہے۔ وہ تو کریم ہے، کریم کی تعریف ہے کہ جو بلا استحقاق دیتا ہے، ہماری تمناؤں سے بڑھ کر دیتا ہے اور جس کو اپنے خزانے کے ختم ہونے کا خوف نہ ہوتا ہو۔

کیوں ہم غیروں کی جانب دیکھیں! ایک حسین عورت یہ نہیں چاہتی کہ میرے ہوتے ہوئے میرا شوہر کسی غیر عورت کو دیکھے تو ان حسینوں کو حسن کی بھیک دینے والا کیسے چاہے گا کہ مجھ جیسے جمال والے رب کو چھوڑ کر یہ بندے کہیں اور جائیں۔

اور اگر دعا میں آنسو آ جائیں! سبحان اللہ، تو کیا ہی کہنے، سمجھ لو دعا قبول ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ دعا کے بعد آنسوؤں کو چہرے پر مل لو! کیونکہ جہاں یہ آنسو لگیں گے تو جہنم کی آگ وہاں نہیں لگے گی، یہ آنسو خدا کے یہاں بڑی قدر والے ہیں کیونکہ فرشتے معصوم ہیں، یہ آنسو تو انسان ہی بہاتے ہیں۔

حدیث قدسی ہے: ’’خدا کو گناہ گار کی آہ وزاری تمام فرشتوں، قطب، غوث ابدال کی سبحان اللہ سبحان اللہ سے زیادہ محبوب ہے۔ اور تو اور پھر یہ بھی تو دیکھو کریم کی شانِ کریمی! دنیا کے بادشاہوں سے ملنے کے اوقات مقرر ہیں، مگر سبحان اللہ بادشاہوں کو بادشاہت کی بھیک دینے والے شہنشاہ کے پاس دن رات کی کوئی قید نہیں، جب چاہو اس دربار میں چلے آؤ۔ رات کو آنکھ کھلے، اٹھنے کی ہمت نہیں ہے، کوئی بات نہیں اور نہ ہی پیالہ ڈھونڈنے کی ضرورت ہے۔، دونوں ہاتھ ملاؤ بن گیا پیالہ، مانگ لو جو مانگنا ہے، جتنی دیر مانگنا ہے۔ فرشتے اللہ سے پوچھتے ہیں کہ یا اللہ! یہ بندہ ر بندی تجھ سے مانگ رہے ہیں، تو کیوں نہیں دے رہا......؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جاؤ دنیا میں جن لوگوں نے پرندے پال رکھے ہیں، ان سے پوچھو کیوں پالے ہیں؟ فرشتے پوچھ کر آئے اور عرض کیا۔ یا اللہ! وہ یہ کہتے ہیں کہ ان کی آواز اچھی ہے۔ اللہ اکبر! تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: ’’مجھے بھی اس بندے ر بندی کی آواز پسند ہے، اگر دے دیا تو بھاگ جائیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے دَر پر ہی پڑے رہیں۔‘‘

بس مانگنے کی دیر ہے، اللہ نے تو فرما دیا ہے کہ ’’انتم الفقر آء الی اللہ ‘‘تم ہمارے (رجسٹرڈ) بھکاری ہو۔ واہ! کیا ہی لطف ہے خدا کا بھکاری بننے میں۔ کبھی کبھی اس عنوان سے دعا مانگو کہ یا اللہ! تُو نے ہی تو فرمایا ہے کہ سائل کو مت جھڑکو تو آج ہم بھی سائل بن کر آئے ہیں، ہمیں مت جھڑکنا، اور عاجزی انکساری سے مانگو، تو دیکھنا خدا کیا کچھ نہیں دے گا۔

دعا سراسر نیاز مندی ہے

وعظ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

تسہیل وتلخیص: بنت ایوب

”وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ط اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ.“
اس آیت کے مضمون ہی سے سمجھ میں آ گیا ہوگا کہ مقصود بیان تنبیہات متعلقہ دعا ہے۔ ہر چند کہ عبادات میں گو اصل مقصود معنیٰ ہے تاہم ایک درجہ میں صورت بھی مقصود ہے۔ بخلاف دعا کے کہ اس میں صرف معنیٰ ہی معنیٰ مقصود ہے اور وہ عاجزی وانکساری وخشوع قلب ہے، جب یہ بھی نہ ہو تو بھلا وہ دعا کیا ہوئی؟ مطلب اس کا یہ ہے کہ مثلاً نماز ہے کہ اس میں علاوہ مقصود معنوی یعنی توجہ الی اللہ کے صورت بھی مراد ہے۔ مثلاً وضو، جہت قبلہ، وقت، تعین رکعات وغیرہ، اب اگر کوئی شخص بغیر حضور قلب کے رکوع وسجود وغیرہ شرائط سے نماز پڑھ لے گو توجہ الی اللہ نہیں تھی، مگر عالم یہی حکم دے گا کہ فرض ادا ہو گیا۔ اس بات سے ان بے دینوں کا یہ شبہ بھی رفع ہو گیا جو کہا کرتے ہیں کہ صاحب دل تو حاضر نہیں پھر نماز کیا پڑھیں؟ معلوم ہوا کہ علاوہ حضور قلب کے، نماز کی یہ صورت ظاہری رکوع وسجود بھی مقصود ہے، لیکن دعا میں نہ کسی وقت کی شرط، نہ زبان عربی کی شرط، نہ کسی خاص جہت کی شرط، نہ کوئی مقدار متعین، نہ وضو وغیرہ کی قید۔ اس میں صرف عاجزی، نیاز مندی، اپنی احتیاج کا اظہار اپنے مولیٰ کے آگے بس یہ کافی ہے۔ پس اب صرف زبانی دعا کہ رٹا ہوا پڑھ دیا، نہ خشوع نہ خشیت، نہ دل میں اپنی عاجزی کا تصور، یہ خالی از معنیٰ دعا کیا ہوئی؟

اس بے توجہی کی مثال تو ایسی ہوئی جیسے کوئی شخص کسی حاکم کے ہاں عرضی دینا چاہے اور اس طور پر عرضی پیش کرے کہ حاکم کی طرف پیٹھ کرے اور اپنا منہ کسی دوست یار کی طرف کر کے اس عرضی کو پڑھنا شروع کرے، دو جملے پڑھ لیے پھر یار دوست سے ہنسی مخول کرنے لگے، پھر دو جملے پڑھ دیے اور اُدھر مشغول ہو گئے۔ اب سوچ لینا چاہیے کہ حاکم کی نظر میں ایسی عرضی کی کیا قدر ہو سکتی ہے بلکہ الٹا یہ شخص قابل سزا ٹھہرایا جائے گا۔ بس یہی معاملہ ہے دعا کا۔ دعا میں جب تک کہ پورے طور پر قلب کو حاضر نہ کرے گا اور عاجزی اور فروتنی کے آثار اس پر نمایاں نہ ہوں گے، وہ دعا، دعا نہیں خیال کی جا سکتی، کیونکہ اللہ تعالیٰ تو قلب کی حالت کو دیکھتا ہے۔

یہ ایک تمہید تھی مضمون دعا کی۔ اب آیت کا مضمون سنیے! اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے اس آیت میں بڑے اہتمام سے دعا کا مضمون بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ شروع میں یہ تصریح فرمائی کہ ”وَقَالَ رَبُّكُمْ“ حالانکہ پہلے سے معلوم تھا کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ کا ہے، مگر اس میں بوجہ اظہار ربوبیت گویا اشارہ ہے دعا کے قبول کر لینے کا اس طور پر کہ چونکہ ہم ہمیشہ سے تمہاری پرورش کرتے آئے ہیں حتیٰ کہ تمہاری درخواست کے بغیر بھی کی ہے تو کیا تمہاری عرضی کو درخواست کرنے پر بھی قبول نہ کریں گے!؟

دعا اگر دنیائے مباح کے لیے ہو وہ بھی عبادت ہے:

ایک خصوصیت خاص دعا میں اور عبادات سے زیادہ یہ ہے کہ جتنی عبادتیں ہیں اگر دنیا کے لیے ہوں تو عبادات نہیں رہتیں، مگر دعا ایک ایسی چیز ہے کہ یہ اگر دنیا کے لیے ہو تب بھی عبادت ہے اور ثواب ملتا ہے۔ چنانچہ حجۃ الاسلام امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ اگر طبیب نے کسی کو رائے دی کہ تم آج دن کا کھانا نہ کھاؤ اگر کھایا تو نقصان دے گا۔ اس نے کہا کہ لاؤ آج روزہ ہی رکھ لیں، پس روزہ رکھ لیا، تو اس کو خالص روزے کا ثواب نہ ملے گا کیونکہ اس کو دراصل روزہ رکھنا مقصود نہیں۔ ایسے ہی کوئی شخص مسافرت میں اس نیت سے مسجد کے اندر اعتکاف کرلے کہ سرائے کے کرائے وغیرہ سے بچوں گا تو اس کو خالص ثواب اعتکاف کا نہ ملے گا، مگر دعا میں یہ بات نہیں۔ چاہے کتنی ہی حاجتیں دنیوی مانگو پھر بھی ثواب ملے گا اور دعا میں یہ خصوصیت اس لیے ہے کہ دعا سراسر نیاز مندی ہے اور عجز وانکسار اور اظہار عبدیت واحتیاج اور نیاز مندی خود ایک بڑا محبوب عمل ہے کیونکہ جہاں نیاز مندی ہوگی، وہاں کبر نہیں رہے گا۔ اور کبر اور خودی بھی مبغوض ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی میں ارشاد ہے کہ ”الکبریاء ردائی والعظمة ازاری.“...... ردا اور ازار سے مراد یہ کہ دونوں میرے وصف خاص ہیں کہ کوئی دوسرا ان دو وصفوں کا مدعی نہیں ہو سکتا۔

حاصل یہ ہے کہ دعا کا خلاصہ نیاز مندی ہے اور دعا خواہ کسی قسم کی ہو دینی ہو یا دنیوی ہو مگر ناجائز امر کے لیے نہ ہو، سب عبادت ہے، خواہ چھوٹی چھوٹی سی چیز کی ہو یا بڑی چیز کی ہو۔

امورِ اختیاریہ میں بھی دعا کی ضرورت ہے:

دعا صرف امور غیر اختیاریہ کے ساتھ خاص نہیں جیسا عام خیال ہے کہ جو کام

محبت الٰہیہ کتب کا پیکیج
فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
محبتِ الٰہیہ
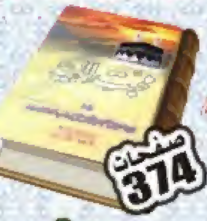
صفحات 374
2 عورت کے بندے
3 فتنہ انکار حدیث
4 بدعات مروجہ
5 نماز میں مردوں کی غفلتیں
6 نفس کے بندے
7 نماز میں خواتین کی غفلتیں
8 اسلام میں ڈاڑھی کا مقام
9 مرض وموت
10 اصلاح خلق کا الٰہی نظام
اصل قیمت
~~750/=~~
رعایتی قیمت
450/=
منی آرڈر روانہ فرمائیں ڈاک خرچ مفت

کتاب گھر
السادات سینٹر بالمقابل دار الافتاء والارشاد ناظم آباد نمبر 4، کراچی 75600
فون: 021-36688747,36688239
ایکسٹینشن: 211 موبائل: 0305-2542686

اپنے اختیار سے خارج ہوتا ہے وہاں مجبور ہو کر دعا کرتے ہیں، ورنہ تدبیر پر اعتماد ہوتا ہے بلکہ امورِ اختیاریہ میں بھی دعا کی سخت ضرورت ہے اور ہر چند کہ ان کا وجود بظاہر تدبیر اور اسباب پر مبنی ہے، لیکن اگر غور کر کے دیکھا جائے تو خود ان اسباب کا جمع ہو جانا واقع میں غیر اختیاری ہے اور اس کا بجز دعا اور کوئی علاج نہیں۔ مثلاً کھیتی کرنے میں ہل چلانا، بچج بونا وغیرہ تو اختیاری ہے مگر کھیتی اُگنے کے واسطے جن شرائط اور اسباب کی ضرورت ہے وہ اختیار سے باہر ہیں۔ مثلاً یہ کہ پالا نہ پڑے یا اور کوئی ایسی آفت نہ پڑے جو کھیتی کو اُگنے نہ دے۔

پس ثابت ہو گیا کہ امورِ اختیاریہ میں بھی تدبیر کے ساتھ دعا کی ضرورت ہے۔ خصوصاً جب ہم جن اسباب کو اسباب سمجھے ہوئے ہیں وہ بھی درحقیقت برائے نام ہی اسباب ہیں۔ کیوں کہ تاثیر اللہ کی طرف سے ہے، جب چاہیں اثر مرتب نہ فرمائیں جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کے واقعے میں اثر کو پیدا نہ فرمایا (کہ آپ علیہ السلام کے لیے آگ ٹھنڈی ہو گئی)۔ ان اسباب میں تاثیر کی ایسی مثال معلوم ہوتی ہے کہ جیسے کوئی کہے کہ سرخ جھنڈی دکھانے سے ریل رُک جاتی ہے تو یہ اس کی نادانی ہے۔ سرخ جھنڈی سے تو کیا رُکتی وہ تو کسی چلانے والے کے روکنے سے رُکی ہے۔ سرخ جھنڈی صرف اصطلاحی علامت قرار دی گئی ہے، یہی مثال ہے اسباب اور ترتب اثر کی۔ اصل کام تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ یہ اسباب وعلامات محض بندوں کی تسلی و دیگر حکمتوں کے لیے مقرر فرما دیے ہیں۔

البتہ امورِ اختیاریہ میں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ تدبیر کی جائے اور دعا بھی۔ یہ نہ ہو کہ بلا تدبیر صرف دعا پر اکتفا کیا جائے۔ مثلاً کوئی شخص اولاد کی تمنا رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ اول نکاح کرے اور پھر دعا کرے اور بے نکاح کے اگر یونہی چاہے کہ اولاد ہو جائے تو یہ اس کی نادانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسباب پیدا کیے ہیں اور ان میں حکمتیں اور مصلحتیں رکھی ہیں۔ مطلق اسباب کا اس طور پر چھوڑ دینا افراط وغلو ہے اور ایک گونہ سوئے ادب اور خلافِ عبدیت ہے۔ اور اسباب اختیار کرنے میں اظہارِ عبدیت اور افتقار الی اللہ بھی ہے جو کہ اعظم مقاصد سے ہے۔ اس لیے ایسے امور میں تدبیر اور دعا دونوں کا ہونا ضروری ہے کہ اس میں اعتدال ہے۔

دعا کے قبول ہونے پر بھروسہ اور یقین:

بعض دفعہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اپنی رحمت وعنایات سے نیک بندوں کی عاجزی اور دعا وزاری پر نظر فرما کر محض اپنی قدرت سے تھوڑے سے ناتمام اسباب سے یا بلا اسباب بھی اثر مرتب فرما دیتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں یہ قصہ موجود ہے کہ ایک نیک بی بی نے تندور میں سوختہ جھونک کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی ”اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا۔“ تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھا کہ تندور روٹیوں سے پُر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں میں یقین کی قوت زیادہ تھی۔ پورا یقین اس رزاق پر تھا۔ چنانچہ اس کا ظہور بلا اسباب ہوا اور یہ حضرات تو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ تھے۔ ابلیس کے یقین اور توقع اجابت دعا کی کیفیت دیکھیے کہ عین غضب اور قہاری کے موقع پر بھی اس کو پورا بھروسہ تھا کہ غضبِ الٰہی دعا کی قبولیت کے لیے مانع نہیں ”ان رحمتی سبقت غضبی“ حالانکہ جو اس نے سوال کیا وہ ایسا بعید ہے کہ خود انبیاء علیہم السلام کے لیے بھی خلود اور دوام نہیں عنایت کیا گیا۔ مگر شیطان نے رحمت کی وسعت کے بھروسہ پر اس کی دعا کر دی اور حکم بھی ہو گیا۔ ”فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ“ دعا کے قبول ہونے پر بھروسہ اور یقین ہو تو ضرور اثر ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت علا بن الحضرمی حضرت صدیق اکبر کی خلافت میں جب غزوہ مرتدین کے لیے بحرین پر گئے اور راستہ میں دریا پڑا تو ساتھیوں نے اس وجہ سے کہ کشتی تیار نہ تھی، ٹھہرنے کو کہا۔ فرمانے لگے، خلیفہ کا حکم ہے جلدی پہنچنے کا اس لیے میں ٹھہر نہیں سکتا اور یہ کہہ کر دعا کی کہ اے اللہ! جس طرح تُو نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کی برکت سے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کیا، اسی طرح آج ہم کو ہمارے محمد ﷺ کی برکت سے پار اتار دے اور دعا کر کے گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ دریا پایاب ہو گیا اور سارا لشکر پار ہو گیا۔ ایک اور مشہور حکایت ہے کہ ایک مولوی صاحب بسم اللہ کے فضائل میں وعظ فرما رہے تھے کہ بسم اللہ پڑھ کر جو کام کریں وہ پورا ہو جاتا ہے۔ ایک جاہل گنوار نے سنا اور کہا کہ یہ ترکیب تو اچھی ہاتھ آئی۔ ہر روز کشتی کے پیسے دینے پڑتے ہیں پس بسم اللہ پڑھ کر دریا سے پار جایا کریں گے۔ چنانچہ مدتوں وہ اسی طرح سے آتا جاتا رہا۔ اتفاقاً ایک روز مولوی صاحب کی دعوت کی اور گھر لے جانے کے واسطے ان کو ساتھ لیا۔ راستے میں وہی دریا آیا۔ مولوی صاحب کشتی کے انتظار میں رُکے۔ اس نے کہا کہ مولوی صاحب آیئے کھڑے کیوں رہ گئے۔ مولوی صاحب بولے کہ کیسے آؤں۔ اس نے کہا کہ بسم اللہ پڑھ کر آ جایئے۔ میں تو ہمیشہ بسم اللہ پڑھ کر اتر جاتا ہوں۔ مولوی صاحب کی تو ہمت نہ ہوئی مگر اس نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ ان کو بھی پار اتار دیا۔ یہ قوت یقینیہ ہی تھی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو آسان کر دیا۔ اسی وجہ سے بعض بزرگ تعویذ دیتے وقت کہہ دیتے ہیں کہ اس کو کھولنا مت، ورنہ اثر نہیں ہوگا۔ وجہ اس کی یہی ہے کہ کھولنے سے دیکھنے والا وہی معمولی کلمات سمجھ کر ضعیف الیقین ہو جاتا ہے اور اثر نہیں ہوتا۔ ان مثالوں سے ظاہر ہو گیا کہ تھوڑے بہت اسباب جمع کر کے اگر اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ اس تھوڑے حیلہ میں یقین کی برکت سے سب کچھ دے دیتا ہے۔

(جاری ہے)

دُعائے اثر

مال و دولت نہ وجاہت کی دعا مانگی ہے
صرف طیبہ کی زیارت کی دعا مانگی ہے

روضۂ سیدِ ابرار ہے مطلوب مرا
میں نے دنیا ہی میں جنت کی دعا مانگی ہے

پیش کرتا ہی رہوں سرورِ عالم پہ درود
ایسی پُرکیف عبادت کی دعا مانگی ہے

مجھ کو دنیا میں نہیں چاہیے کوئی منصب
روزِ محشر میں شفاعت کی دعا مانگی ہے

رب کے محبوب کے سانچے میں سراپا ڈھل جائے
اس قدر عشقِ نبوت کی دعا مانگی ہے

مجھ کو درکار ہے حسان کی نسبت جب ہی
میں نے سرکار کی مدحت کی دعا مانگی ہے

میرے آقا ﷺ نے شہادت کی تمنائیں کیں
اس لیے میں شہادت کی دعا مانگی ہے

اثر جونپوری

ساری خیر

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا وَ تَقَبَّلْ مِنَّا وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَ نَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَأَصْلِحْ لَنَا شَأْنَنَا كُلَّهُ.

اے اللہ ہمیں بخش دے، ہم پر رحمت فرما اور دوزخ سے ہمیں بچالے اور ہمارے حالات اور جملہ معاملات درست فرما دے۔

فائدہ: اس دعا میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور بخشش کی دعا مانگی گئی ہے، اور اللہ کی رضا اور قبولیت کی درخواست کی گئی ہے اور سب سے آخر میں تمام جملہ معاملات کی درستگی کی دعا کی گئی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اس دعا کے مانگنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موجود صحابہ سے فرمایا کیا ہم نے اس دعا میں ساری خیر کو شامل نہیں کر لیا؟ یعنی کیا یہ جامع دعا نہیں جو تمام معاملات کو محیط ہے۔

اُمتی اُمتی

انیسہ بشیر۔ شور کوٹ

حضرت عباس بن مرداس ﷛ فرماتے ہیں: ''نبی کریم ﷺ نے عرفات (یعنی حج کے دن نو ذی الحجہ) کی شام کو اپنی امت کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا مانگی اور بہت دیر تک دعا مانگتے رہے، آخر اللہ نے وحی بھیجی کہ میں نے تمہاری دعا منظور کر لی اور ان کے جن گناہوں کا تعلق مجھ سے تھا، وہ میں نے معاف کر دیے لیکن انہوں نے ایک دوسرے پر جو ظلم کر رکھا ہے، اس کی معافی نہیں ہو سکتی۔ اس پر حضور ﷺ نے غایت شفقت کی وجہ سے عرض کیا: اے رب! تُو یہ کر سکتا ہے کہ مظلوم کو اس ظلم سے بہتر اپنے پاس سے دے دے اور ظالم کو معاف فرما دے۔ اس شام کو تو اللہ نے یہ دعا قبول نہ فرمائی، البتہ مزدلفہ کی صبح کو حضور ﷺ نے یہ دعا پھر مانگنی شروع کی تو اللہ نے قبول فرمالی اور فرمایا، ظالموں کو بھی معاف کر دیا۔ اس پر حضور ﷺ مسکرانے لگے تو بعض صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (تہجد کا وقت ہے) آپ اس وقت تو مسکرایا نہیں کرتے تھے، کیوں مسکرا رہے ہیں؟ فرمایا میں اس وجہ سے مسکرا رہا ہوں کہ جب اللہ کے دشمن ابلیس کو پتا چلا کہ اللہ تعالیٰ نے ظالم امتیوں کے بارے میں بھی میری یہ دعا قبول کر لی ہے تو وہ ہلاکت اور بربادی پکارنے لگا اور سر پر مٹی ڈالنے لگا (اسے دیکھ کر میں مسکرا رہا تھا)۔''

حضرت عبداللہ بن عمرو ﷛ فرماتے ہیں:

''حضور ﷺ نے حضرت ابراہیم ؑ کے اس قول کی تلاوت فرمائی '' رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ '' [سورۃ ابراہیم] ترجمہ: ''اے میرے پروردگار ان بتوں نے بہتیرے آدمیوں کو گمراہ کر دیا پھر جو شخص میری راہ پر چلے گا وہ تو میرا ہے اور جو شخص (اس باب میں) میرا کہنا نہ مانے سو آپ تو کثیر المغفرت اور کثیر الرحمت ہیں) اور حضرت عیسیٰ ؑ کے اس قول کی تلاوت فرمائی '' اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ '' [سورۃ مائدہ] ترجمہ: ''اگر آپ ان کو سزا دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرما دیں تو آپ زبردست ہیں، حکمت والے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر امت کے لیے یہ دعا شروع کر دی۔ اے اللہ! میری امت، اے اللہ، میری امت، اے اللہ! میری امت اور آپ ﷺ رونے لگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے جبرائیل! تمہارا رب سب کچھ اچھی طرح جانتا ہے لیکن تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ وہ کیوں رو رہے ہیں؟ چنانچہ حضرت جبرائیل ؑ نے حاضر ہو کر پوچھا۔ حضور ﷺ نے رونے کی وجہ بتائی (کہ امت کے غم میں رو رہا ہوں، حضرت جبرائیل ؑ نے واپس آ کر اللہ تعالیٰ کو وجہ بتائی) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو اللہ تم کو تمہاری امت کے بارے میں راضی کرے گا اور تمہیں رنجیدہ اور غمگین نہ ہونے دے گا۔''

حضرت انس ﷛ فرماتے ہیں: ''حضور ﷺ نے اپنی امت کے لیے یہ دعا مانگی '' اللّٰهم اقبل بقلوبهم على طاعتك وحط من ورائهم برحمتك '' (اے اللہ! ان کے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف متوجہ فرما اور ان کے پیچھے سے اپنی رحمت سے ان کی حفاظت فرما۔'')

حضرت عائشہ ﷝ فرماتی ہیں: ''ایک دن میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ بہت خوش ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لیے اللہ سے دعا فرما دیں۔ آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی، اے اللہ! عائشہ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف فرما اور جو اس نے چھپ کر کیے اور علی الاعلان کیے وہ بھی سب معاف فرما۔ اس دعا سے خوش ہو کر میں خوشی کے مارے لوٹ پوٹ ہو گئی جس سے میرا سر میری گود میں چلا گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں میری دعا سے بہت خوشی ہو رہی ہے؟ میں نے کہا: مجھے آپ ﷺ کی دعا سے خوشی کیوں نہ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ کی قسم! یہ دعا تو میں اپنی امت کے لیے ہر نماز میں مانگتا ہوں۔''

دُعا کے مستحبات و مکروہات

خدیجہ بنت محمد عمران زیب۔ کراچی

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ دعا مانگنا بعینہ عبادت کرنا ہے۔ مگر اس عبادت میں بھی اور عبادات کی طرح کچھ رکن ہیں، کچھ مستحبات ہیں اور کچھ مکروہ ہیں۔

شرائط: وہ چیز ہے جس پر دعا کی قبولیت موقوف ہو، اگر وہ نہ پائی جائے تو دعا قبول ہی نہیں ہو گی۔ اگر چہ کتنے ہی اخلاص سے کی جائے۔

رکن: وہ امر جس پر دعا ہونے نہ ہونے کا مدار ہو جیسے دعا کی روح۔ مثلاً اخلاص کہ اس کے بغیر دعا، دعا ہی نہیں ہوتی۔

ماموارت: وہ پسندیدہ امور اور پسندیدہ صورتیں جو دعا کو زیادہ مؤثر اور قابل قبول بنا دیتی ہیں۔ ان کو مستحب کا نام دیا ہے۔

مکروہات: وہ ناپسندیدہ امور یا دعا کرنے کی وہ صورت جو دعا کے مناسب یا اللہ رب العزت کے شایان شان نہیں۔

دعا کی شرائط: ☆ کھانے، پینے، پہننے اور کمانے میں حرام سے بچنا۔ ☆ کسی گناہ کی یا قطع رحمی کی دعا کرنا۔ ☆ دعا میں حد سے تجاوز نہ کرے کہ کسی محال اور ناممکن امر کی دعا مانگے۔ ☆ دعا کی قبولیت میں جلد بازی نہ کرے۔ ☆ جو چیز روز اول سے ہو چکی اس کے خلاف دعا نہ مانگے۔

دعا کے ارکان: ☆ اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص۔ ☆ پورے یقین کے ساتھ اور قطعی طور پر دعا مانگنا۔ ☆ دل سے پوری کوشش و محنت سے دعا مانگے اور دل پوری طرح متوجہ ہو۔ ☆ اللہ سے حسن ظن رکھے۔

دعا کے آداب و مستحبات: ☆ دعا مانگنے سے پہلے کوئی نیک کام کرے، مصیبت اور سختیوں کے وقت اپنے نیک اعمال یاد کرنا۔ ☆ صاف ستھرا ہونا۔ ☆ وضو کرنا۔ ☆ قبلہ رخ ہونا۔ ☆ دعا سے پہلے نماز حاجت پڑھنا۔ ☆ دوزانو بیٹھنا۔ ☆ دعا سے پہلے اللہ کی حمد وثناء کرنا۔ ☆ اول و آخر درود وسلام بھیجنا۔ ☆ دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا مانگنا۔ ☆ دعا مانگتے وقت ہتھیلیوں کا رخ منہ کی جانب کرلیں اور دونوں ہاتھوں کو ملالیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خالی ہاتھ لوٹاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ ☆ عاجزی وانکساری اختیار کرنا۔ ☆ گڑگڑانا۔ ☆ اسماء الحسنیٰ کا واسطہ دے کر دعا کرنا۔ ☆ دعا میں آواز پست رکھنا۔ ☆ اپنے گناہوں کا اقرار کرنا۔ ☆ انتہائی رغبت و شوق کے ساتھ دعا مانگے۔ ☆ ایک ہی مقصد کے لیے بار بار دعا مانگے، ایک ہی دعا بار بار مانگنے کا کم از کم درجہ تین مرتبہ ہے۔ ☆ اپنی تمام حاجتیں اللہ سے مانگے۔ ☆ دعا سے فارغ ہو کر دونوں ہاتھ منہ پر پھیرے۔

دعا کے مکروہات: ☆ دعا مانگنے کے وقت آسمان کی جانب نگاہ اٹھانا۔ ☆ دعا میں بتکلف قافیہ بندی کرنا۔ ☆ دعا میں بالقصد نغمہ سرائی اور بتکلف خوش الحانی اختیار کرنا۔ ☆ اللہ کی رحمت میں تنگی کرنا (مثلاً الٰہی تو میری ہی مغفرت کر اور کسی کی نہ کر)۔

یہ وہ آداب ہیں جن کا ذہن میں رکھنا ہر دعا کرنے والے کے لیے ضروری ہے۔ اسی طرح چھے قسم کی دعائیں رد نہیں ہوتیں۔

☆ ایک مظلوم کی دعا (مظلوم کی دعا اللہ فوراً قبول کرتا ہے، چاہے کافر ہی کیوں نہ ہو) ☆ حاجی کی دعا (جب تک وہ گھر واپس نہیں آجاتا) ☆ مجاہد کی دعا (جب تک وہ جہاد سے واپس نہیں آجاتا) ☆ والدین کی دعا ☆ مریض کی دعا ☆ غائب کی دعا غائب کے لیے قبول ہوتی ہے۔

تمام مکاتب دینیہ کی معلمات سے میری گزارش ہے کہ وہ قرآن پاک کے ساتھ مسنون دعاؤں پر بھی بچیوں کو توجہ دلائیں۔ ہر وقت اور ہر ہر چیز کی دعا خود بھی یاد کریں اور اپنے پاس آنے والی خواتین اور طالبات کو بھی یاد کروائیں تاکہ ہمارا سارا دن عبادت میں گزرے۔ دعائیں یاد کرنے کا ایک آسان طریقہ چارٹ پیپر پر صاف لکھ کر گھر کی مختلف جگہوں پر لگالیں۔ مثلاً جہاں کھانا کھاتے ہیں وہاں کھانے کے بعد کی، اور بھول جانے کی، پھل کھانے کی دعا لکھ کر لگا دیں۔ بیت الخلاء کے باہر ساتھ والی دیوار پر آنے جانے کی دعا لکھ کر لگادی جائے۔ اسی طرح کچن میں کھانا پکانے کی دعا اور مختلف اذکار لکھ کر لگا دیں۔ وضو کی جگہ وضو کی دعائیں تاکہ ہر کام کے وقت ہمارا دھیان دعا کی طرف یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تاکہ سنت کا اہتمام بھی ہو جائے اور غفلت بھی ختم جائے جو مقصود ہے ذکر اللہ سے۔

ایک نہایت جامع دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی دِیْنِی وَدُنْیَایَ وَاَهْلِی وَمَالِی اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِی وَآمِنْ رَوْعَاتِی اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِی مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِی وَعَنْ یَمِیْنِی وَعَنْ شِمَالِی وَمِنْ فَوْقِی وَاَعُوْذُ بِعَظَمَتِکَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِی.

''اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! میں تجھ سے اپنے دین، دنیا، اہل و مال کی معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! میرے عیبوں پر پردہ ڈال دے اور میرے ڈر اور خوف کو امن میں بدل دے، اے اللہ! میرے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں اور اوپر سے حفاظت فرما، میں تیری عظمت کی پناہ اس بات سے چاہتا ہوں کہ اچانک اپنے نیچے سے ہلاک کیا جاؤں۔'' [ابوداؤد] اس دعا میں دنیا آخرت کی تمام بھلائیاں آگئیں، نہایت جامع دعا ہے۔ ﴿وحیدہ عنایت اللہ۔ گوجرانوالہ﴾

پاک ہومیو کلینک
(ڈاکٹر شفیق احمد)
الحمدللہ 1985 سے خدمت میں پیش پیش
خواتین کیلئے ماہر لیڈی ڈاکٹر صبح وشام موجود
نئی اور پرانی پیچیدہ (مزمن) بیماریوں کا علاج تسلی بخش کیا جاتا ہے
(پردے کا خاص اہتمام)
پاک ہومیو کلینک اینڈ اسٹور
بالمقابل رینل بیکرز اینڈ آغا خان لیب، 3-B 3/27/A ناظم آباد کراچی
فون: 36617545,36619722,36681494

بس ایک لاکھ کا سوال ہے

ساجدہ غلام محمد۔ مانچسٹر

موبائل فون کی گھنٹی بجی اور بجتی ہی چلی گئی۔

عمار کو تھپک تھپک کر سلاتی دعا نے جھنجھلا کر موبائل کی جانب دیکھا جہاں اس کے دیور کا نمبر جگمگا رہا تھا۔

''ہیلو السلام علیکم!'' اس نے کال اٹینڈ کر کے سرگوشی سی کی، مبادا عمار نہ جاگ جائے۔

''بھابھی......وہ......''

☆

نام تو اس کا دعا تھا لیکن گھر کے اندر سب اسے 'دعابی' اور گھر کے باہر ''دعابی بی'' کے نام سے بلاتے تھے اور عالیان کے لیے تو وہ 'دابی' تھی۔ بے شک نام مختلف تھے لیکن سب کا اس بات پر اتفاق تھا کہ دعا کی دعائیں کبھی رد نہیں ہوتیں!

''آپا! میں تو بہت پریشان ہوں، آمنہ کی طبیعت سنبھل ہی نہیں رہی۔'' دعا اس وقت دس سال کی تھی جب ایک دن اس کی سہیلی کی امی اس کے گھر آئیں۔

''خالہ......! آپ دعا کریں ناں اللہ سے، وہ آمنہ کو ٹھیک کر دے گا۔'' دعا جو پاس ہی بیٹھی کھیل رہی تھی، امی کے بولنے سے پہلے ہی بول پڑی۔

''بیٹا دعائیں تو دن رات کر رہے ہیں لیکن کوئی فرق نہیں پڑ رہا۔ آپ دعا کرو اللہ سے کہ وہ آپ کی سہیلی کو جلدی ٹھیک کر دے۔'' خالہ کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

''ٹھیک ہے، میں نماز پڑھ کر ضرور دعا کروں گی اور دیکھنا، اللہ میری دعا ضرور قبول کرے گا۔'' دعا کے لہجے میں معصومیت، عزم اور پختہ یقین تھا۔ دونوں خواتین 'آمین' کہہ کر رہ گئیں۔

اور اگلے ہی دن دعا کی خوشی کی انتہا نہ رہی، جب اس کی امی نے بتایا کہ آمنہ کا بخار بہت حد تک کم ہو گیا ہے۔ مزید ایک دو دن میں آمنہ مکمل صحت یاب ہو گئی تھی اور اس کی امی دعا کو دعائیں دیتے نہ تھک رہی تھی۔ اس واقعے کے کچھ ہی دن بعد اس کی بڑی آپا ربیعہ کی سونے کی چین گم ہو گئی۔

''امی! میں نے سونے سے پہلے گلے سے چین اتار کر سرہانے کے نیچے رکھی تھی۔ پتا نہیں کہاں چلی گئی؟'' امی چین ڈھونڈنے کے ساتھ ساتھ ناراض بھی ہو رہی تھیں۔

''تم تو ہو ہی لاپروا، کتنی بار کہا تھا کہ ایک ہی دفعہ اتار کر کہیں رکھ دو، شادی کے بعد پہن لینا لیکن تمھیں تو شوق چڑھا تھا نمائش کرنے کا، اب بھگتو۔'' امی کا اتنا ہی کہنا تھا کہ آپا نے رونا شروع کر دیا۔

''بس رونا شروع کر دیا کرو فوراً!'' امی نے سارا بستر اور کمرہ چھان مارا لیکن چین نہ ملی۔

''آپا رو کیوں رہی ہیں؟ اللہ سے دعا کریں ناں......'' آپا کے آنسو دعا کو تکلیف دے رہے تھے۔

''کر تو رہی ہوں، تم بھی کرو ناں!'' اور دعا نے ہامی بھر لی۔ رات کو عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد اس نے دو رکعت صلوٰۃ الحاجات پڑھی اور بڑے دل سے دعا مانگی۔ نجانے اس کی نماز میں خضوع وخشوع زیادہ تھا یا دعاؤں پر یقین، اس نے جائے نماز تہہ کر کے اٹھتے ہوئے آپا کو کہا تھا۔ ''چلیں، اب چل کے دوبارہ چین ڈھونڈتے ہیں، مجھے یقین ہے، اللہ نے میری دعا سن لی ہے۔'' اور واقعی اللہ نے اس کی دعا قبول کر لی تھی۔

چین سرہانے کے غلاف سے برآمد ہو گئی جس پر سر رکھ کر آپا سوتی تھیں۔ اصل میں بے دھیانی میں انہوں نے چین سرہانے کے نیچے رکھنے کی بجائے اس کے غلاف میں رکھ دی تھی۔

آگے پیچھے کتنے ہی ایسے واقعات ہو گئے، جن میں دعا کی دعا کی بدولت اللہ نے کرم کر دیا اور پریشانیاں دور ہو گئیں۔ ایسے میں محلے کی کسی خاتون نے ایک دینی محفل میں دعا کا ذکر بڑی عقیدت اور احترام کے ساتھ ''دعابی بی'' کے نام سے کر دیا۔ بس اس دن کے بعد سے دعا ''دعابی بی'' بن گئی۔ گھر والوں نے جسے ''دعابی'' اور شادی کے بعد عالیان نے ''دابی'' بنا لیا۔

''بھئی دعائیں تو ہم بھی مانگتے ہیں لیکن تمہارے پاس کون سا خفیہ وظیفہ ہے کہ تمہاری دعائیں فوراً قبول ہو جاتی ہیں......؟'' ایک دن عالیان نے ازراہِ مذاق کہا۔

''وظیفہ تو کوئی نہیں۔ بس میں دو نفل نماز حاجات پڑھ کے اس یقین کے ساتھ دعا مانگتی ہوں کہ اللہ مجھے یہ چیز ضرور دے گا جس کی مجھے طلب ہے۔ شاید یہ یقین ہی سندِ قبولیت بن جاتا ہے۔'' دعا نے معصومیت سے کہا۔

''ہوں...... ہو سکتا ہے یہی بات ہو، میں جب دعا مانگنے بیٹھتا ہوں دماغ کاروبار کا حساب کتاب لے کر الگ بیٹھ جاتا ہے، پھر یاد ہی نہیں رہتا کہ دعا میں کیا مانگ چکا ہوں اور کیا مانگنا ابھی باقی ہے۔'' عالیان نے جھینپتے ہوئے کہا۔

''اور اس کے باوجود آپ مجھ سے پوچھ رہے

ہیں کہ آپ کی دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں؟ دعا کو آپ سمجھیں کہ آپ اللہ سے اجرت مانگ رہے ہیں جیسے ایک مزدور مزدوری کا طلب گار ہوتا ہے۔"

"اس طرح تو میں بہت ہی نکما مزدور ہوا کہ جب مزدوری ملنے کا وقت آتا ہے تو میں کچھ مانگتا ہی نہیں۔ چلو اب سے صحیح طرح نماز بھی پڑھا کروں گا اور دعا بھی اور اگر دماغ دعا کے وقت کاروباری کھاتہ کھولنے لگے گا تو میں کہوں گا او بھائی جی، ذرا صبر کرو، ابھی مجھے اپنی دعاؤں کا کھاتہ کھولنے دو۔" عالیان نے ہنستے ہوئے کہا تو دعا بھی ہنس پڑی۔

دن یونہی گزرتے گئے اور وہ دن بھی آ گیا جب اللہ نے دعا کے قدموں تلے جنت کی بشارت دی، ننھے عمار کی مبارک باد دینے والوں کا تانتا بندھ گیا، عقیقے کے روز دعا کی بڑی نند اسلام آباد سے کراچی آئی تو دعا کی نظر اس کے بازو میں جگمگاتے دو کڑوں پر جم گئی۔

"ارے باجی!...... یہ کب بنوائے؟ بہت ہی خوب صورت ہیں۔"

"یہ سلطان نے مریم کی پیدائش پر مجھے تحفے میں دیے تھے، سوا لاکھ کے ہیں، تمہیں عالیان نے کیا دیا؟"

"ابھی تک تو کچھ بھی نہیں دیا۔" دعا افسردہ ہو گئی۔

"اس سے کہو ناں کہ تم نے اسے اتنا پیارا تحفہ دیا ہے، وہ بھی تمہیں کوئی اچھا سا تحفہ دے۔" نند نے عمار کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے کہا تو دعا سر ہلا کر رہ گئی۔

رات کو اس نے عالیان سے ویسے ہی کڑوں کی فرمائش کر دی، جو اس کی نند نے پہنے تھے۔

"دابی، سوا لاکھ تو بہت زیادہ ہیں، میرا کاروبار ویسے بھی کافی مندا چل رہا ہے، میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں اگلے ہفتے اچھی سی انگوٹھی لے دوں گا۔"

دعا کا دل بجھ گیا۔

"میں نے آپ سے کبھی بے جا فرمائش کی ہے......؟ نہیں ناں، عمار کی پیدائش اتنا بڑا واقعہ ہے، میں نے اتنی اذیت سہ کر آپ کو عمار دیا ہے اور آپ میری دلی خواہش پوری نہیں کر سکتے......؟"

ہر غم سے نجات

حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ. (۷ مرتبہ)

"مجھے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ عرش عظیم کا رب ہے۔"

فضیلت: "جو شخص اسے ہر صبح و شام سات بار پڑھ لے، اللہ تعالیٰ اس کے دنیاوی اور اخروی غموں سے نجات دے دیتا ہے۔" [ابن سنی، ابوداؤد]

"ایسا تو مت کہو دابی! میں تو اگر ساری دنیا کے خزانے بھی تمہارے قدموں میں لا کر ڈھیر کر دوں تب بھی بہت کم ہے۔ تم نے تو مجھے سب سے قیمتی اور انمول خوشی دے دی ہے، اچھا کچھ ماہ انتظار کر لو، میرا تم سے وعدہ ہے، میں تمہیں آپا کے کڑوں جیسے بلکہ ان سے بھی کہیں اچھے کڑے بنوا کر دوں گا۔ ان شاء اللہ!"

"کچھ ماہ؟؟ اچھا ٹھیک ہے، آپ کے پاس رقم نہیں ہے ناں، میں اب اللہ سے مانگوں گی اور دیکھنا اللہ ضرور کہیں سے سوا لاکھ کا انتظام کر دے گا، پھر تو آپ مجھے جلدی بنوا دیں گے ناں؟" دعا کی آنکھوں میں امید کے جگنو بھر گئے تھے۔

"ہاں میری دابی، کیوں نہیں، بس تم دعا کرو اللہ میرے کاروبار میں برکت ڈال دے۔"

"آمین" اور دعا نے صدق دل سے اللہ سے سوا لاکھ روپے کی دعا مانگنی شروع کر دی۔ بہت اہتمام سے اس نے نماز حاجت پڑھی اور بڑے دل سے دعا مانگی۔ اگلے دن وہ انتظار کرتی رہی لیکن کہیں سے سوا لاکھ روپے کی نوید نہ آئی۔

"شاید دعا میں کسر رہ گئی۔" یہی سوچ کر اگلے دن پھر دعا نے نماز حاجت پڑھ کر دعا مانگی اور پھر انتظار شروع! اسی چکر میں ہفتہ گزر گیا۔

"اللہ میری دعا قبول کیوں نہیں کر رہا؟ پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا اور میں کون سا کوئی غلط چیز مانگ رہی ہوں۔" رات کو دعا عالیان کے سامنے روہانسی ہو گئی۔

"کوئی بات نہیں دابی، ابھی شاید ملنا ہمارے حق میں نہ ہو، اس لیے اللہ نہیں دے رہا تم میرے کاروبار میں برکت کی دعا تو مانگ رہی ہو ناں؟"

"ہاں! وہ دعا بھی کر رہی ہوں، لیکن مجھے سوا لاکھ روپے جلدی چاہئیں بس میرا شوق سمجھ لیں یا ضد۔"

دعا کی اس بات کے جواب میں عالیان کیا کہتا، سو خاموش ہو رہا۔ ایک، دو، تین، چار، ہر دن گزرنے کے ساتھ ساتھ دعا کی بے قراری اور ضد بڑھتی جا رہی تھی، گو دعا میں یقین موجود تھا لیکن اب بس وہ یہ جملہ کہتی: "اے اللہ! مجھے سوا لاکھ روپے جلدی عطا کر۔"

ایک دن عالیان بہت خوشی خوشی گھر لوٹا۔

"دابی، اللہ نے تمہاری دعا سن لی، دیکھو یہ میرے پاس پینتیس ہزار روپے، آج ایک دوست ملا تھا جسے میں نے کسی زمانے میں اتنی رقم دی تھی، آج اس نے لوٹا دی، بس اب جلدی سے تیار ہو جاؤ تمہیں سونے کی اچھی سی انگوٹھی اور ٹاپس لے کے دیتا ہوں۔"

"یہ کیا......؟ صرف پینتیس ہزار روپے؟ میں نے تو اللہ سے پورے سوا لاکھ مانگے تھے، لاکھ تو اب بھی کم ہیں۔" دعا کو کوئی خاص خوشی نہ ہوئی، عالیان کی خوشی ماند پڑ گئی۔

"لاکھ کا بندوبست بھی ہو جائے گا، میں محنت کر رہا ہوں ناں......بس اب چلو۔"

"نہیں ایسا کریں آپ یہ رقم مجھے دے دیں، میں سنبھال کے رکھ لوں، جب بقیہ لاکھ بھی مل جائیں گے تو میرے کڑے آ جائیں گے۔" اور عالیان نے بجھے دل کے ساتھ وہ رقم دعا کے ہاتھ پر رکھ دی۔

"اے اللہ! میں نے کبھی تیری نافرمانی نہیں کی، حتیٰ الامکان جھوٹ، غیبت سے بچتی ہوں، کسی نامحرم نے کبھی مجھے دیکھا نہیں، ساس سسر بھی مجھ سے خوش ہیں، پھر میری دعا قبول کیوں نہیں کرتا؟ بس مجھے نہیں پتا، کسی بھی طرح تُو مجھے اس ہفتے کے آخر تک ایک لاکھ روپے عطا کر دے۔ اے اللہ ایک لاکھ کا سوال ہے، کیسے بھی بس دے دے ناں۔" وہ منگل کی رات تھی۔ دعا بہت دیر تک دعا مانگتی رہی۔

"اللہ سے اس طرح شرط نہیں باندھتے، اس کی مرضی، وہ دے نہ دے۔" عالیان خفا ہوا تھا لیکن دعا پر کوئی اثر نہ ہوا۔ بدھ، جمعرات، جمعہ، ہفتہ، اتوار کا دن آ گیا۔

"آج دیکھیے گا......ضرور ایک لاکھ مجھے مل کر

رہیں گے۔'' عالیان اپنے بھائی سے ملنے جا رہا تھا جو بیس پچیس منٹ کی ڈرائیو پر رہتا تھا، اسے گیٹ سے رخصت کرتے وقت دعا نے جوش میں کہا۔

''اچھا چلو دیکھتے ہیں، کدھر سے تمہارے لاکھ روپے آتے ہیں۔'' عالیان نے ہنستے ہوئے کہا اور گاڑی گھر سے باہر نکالنے لگا۔ وہ چلا گیا تو دعا نے گیٹ بند کیا اور خود چائے بنانے لگی، اس کا موڈ آج کافی دنوں کے بعد خوشگوار تھا۔

''میرا دل کہتا ہے اللہ نے میری دعا سن لی۔'' چائے کا کپ لے کے وہ ابھی بیٹھی ہی تھی کہ عمار جاگ گیا۔

''یہ محترم بھی بس اماں کو فارغ دیکھ نہیں سکتے۔'' اس نے جلدی سے کپ میز پر رکھا اور خود فوراً کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ عمار کچی نیند سے اٹھا تھا، دعا نے فوراً اسے اپنے ساتھ لگا لیا اور ہلکی آواز میں اسے لوری سنانے لگی۔ کچھ ہی دیر میں عمار دوبارہ سو گیا تھا۔

اچانک ہی موبائل فون کی گھنٹی بجی اور بجتی ہی چلی گئی۔ عمار کو تھپک تھپک کر سلاتی دعا نے جھنجھلا کر موبائل کی جانب دیکھا جہاں اس کے دیور کا نمبر جگمگا رہا تھا۔

''ہیلو السلام علیکم!'' اس نے فوراً کال اٹینڈ کر کے سرگوشی سی کی، مبادا عمار جاگ نہ جائے۔ ''بھابھی......وہ......'' دیور رو رہا تھا۔

''کیا ہوا خضر......؟؟'' وہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔

''بھابھی ...... بھائی ......عالیان بھائی، بھابھی......ابھی ادھر دھماکا ہوا ہے بھابھی......'' اس سے آگے دعا سے سنا نہ گیا......

جس جگہ خضر کا گھر تھا اس کے قریب ہی بازار میں دھماکا ہوا تھا، دس لوگ جاں بحق ہوئے۔ ان میں ایک عالیان بھی تھا، حکومت نے جاں بحق افراد کے اہل خانہ کے لیے ایک ایک لاکھ روپے معاوضے کا اعلان کیا تھا۔ دعا کی دعا آخر قبول ہو ہی گئی تھی اور دعا......اسے تو بس ایک لاکھ روپے چاہیے تھے، اسے ایک لاکھ روپے مل گئے تھے!!

گلدستہ

ہاتھ پکڑ کر جنت میں:

حضرت منیدر رضی اللہ عنہ ایک افریقی صحابی ہیں، یہ فرماتے ہیں: ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جو شخص صبح کو یہ دعا پڑھے، میں اس کا ذمہ دار ہوں کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کروں گا۔

رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا(وَرَسُوْلًا).

''میں اللہ تعالیٰ کو رب ماننے، اسلام کے دین ماننے اور محمد ﷺ کے نبی ماننے پر راضی ہوں۔'' [مجمع الزوائد]

ابوداؤد کی ایک روایت میں اس کی یہ فضیلت بھی ہے کہ جو شخص اسے صبح وشام تین تین بار پڑھ لے، اللہ پر واجب ہے کہ وہ اسے قیامت والے دن راضی کرے۔ [ابوداؤد]

فرشتے کی دعا:

حضرت مولانا عمر پالن پوری رحمہ اللہ ایک حدیث کا مفہوم بیان فرمایا کرتے تھے کہ آدمی اپنے مسلمان بھائی کے لیے اس کی پیٹھ پیچھے دعا کرتا ہے تو ایک فرشتہ اللہ کی طرف سے دعا کرنے والے کو یہ دعا دیتا ہے کہ اے اللہ! اس کو اس کی مثل عطا فرما۔ مولانا یہ بیان کر کے فرماتے تھے کہ اسی وجہ سے میں کسی پریشانی میں مبتلا ہوتا ہوں تو اپنے لیے خود تو دعا کرتا ہی ہوں لیکن اسی پریشانی میں مبتلا کسی مسلمان بھائی کو ڈھونڈتا ہوں۔ پھر اس کے لیے اللہ سے خوب دعائیں کرتا ہوں، اس یقین کے ساتھ کہ اب مجھے فرشتے کی دعا مل رہی ہوگی۔ ﴿اہلیہ طارق۔ ناظم آباد﴾

اللہ کی محبت کی دلیل:

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''اے بریدہ! جس کے ساتھ اللہ پاک خیر کا ارادہ فرماتا ہے اس کو مندرجہ ذیل کلمات سکھا دیتا ہے وہ کلمات یہ ہیں (اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ضَعِيْفٌ فَقَوِّ فِيْ رِضَاكَ ضَعْفِيْ وَ خُذْ اِلَى الْخَيْرِ بِنَا صِيَتِيْ وَاجْعَلِ الْاِسْلَامَ مُنْتَهٰى رِضَائِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ضَعِيْفٌ فَقَوِّنِيْ وَاِنِّيْ ذَلِيْلٌ فَاَعِزَّنِيْ وَاِنِّيْ فَقِيْرٌ فَاَغْنِسْنِيْ يَآاَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کو یہ کلمات اللہ سکھا دیتا ہے وہ مرتے دم تک نہیں بھولتا۔'' [احیاء العلوم]
﴿قرۃ العین خالد، کمالیہ﴾

ادب پر حکمت کی دعا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے وضو کا ارادہ فرمایا۔ میں نے جھٹ پٹ پانی کا انتظام کر دیا۔ آپ ﷺ بہت خوش ہوئے، پھر جب آپ ﷺ نے نماز کا ارادہ فرمایا تو مجھے اپنی بغل میں کھڑا ہونے کا اشارہ کیا، لیکن میں آپ ﷺ کی بغل میں کھڑا ہونے کی بجائے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ نماز ختم کر کے آپ ﷺ نے میری طرف رُخ کر کے فرمایا: ''عبداللہ! تم میرے برابر کیوں نہیں کھڑے ہوئے؟''

''اے اللہ کے رسول ﷺ!'' میں نے بڑے ادب سے جواب دیا: ''آپ

ﷺ کی شخصیت میری نظر میں اس سے بلند و برتر ہے کہ میں آپ ﷺ کے برابر کھڑا ہوتا۔" میرا یہ جواب سن کر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے دعا فرمائی: "اَللّٰھُمَّ اٰتِهِ الْحِكْمَةَ" (اے اللہ! اسے بصیرت و حکمت عطا فرما۔)

اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو اکہتر سال کی عمر عطا فرمائی، اس مدت میں انہوں نے دنیا کو علم و فہم اور حکمت و تقویٰ سے بھر دیا۔

﴿حافظہ طیبہ افتخار، بہاولپور﴾

محل:

ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت ہی زیادہ اصرار اور پورے آداب کے ساتھ دعا کی کہ اے اللہ! مجھے ایک لاکھ روپیہ عطا فرما۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت عالی شان خوب صورت اور بڑا محل ہے۔ فرشتوں نے کہا کہ یہ محل آپ کا ہے۔ جب حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے سیر کی۔ اندر باہر دیکھا تو معلوم ہوا کہ چار میناروں میں سے ایک مینار ٹوٹا ہے، جو بغیر روشنی کے ہے جس کی وجہ سے وہ محل بھدا نظر آ رہا تھا۔ حضرت کے دریافت کرنے پر بتایا گیا کہ آپ کے بااصرار دعا کرتے رہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ روپیہ دینے کی منظوری دے کر ایک مینارہ گرادیا ہے۔ اٹھ کر آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے روپیہ ہرگز نہیں چاہیے، مجھے تو صحیح سالم محل چاہیے۔

﴿حبیبہ صدیقی﴾

کسی سوال کا جواب نہیں:

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حاجی محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ "میں جب صبح تہجد کے وقت اٹھتا ہوں، میرے ہاتھ دعا کے لیے جڑ جاتے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ سے عرض کرتا ہوں۔ اے اللہ! جتنے قیامت کے دن تُو نے مجھ سے سوال کرنے ہیں میں ان سب کا ابھی سے جواب دیے دیتا ہوں کہ میرے پاس کسی سوال کا جواب نہیں، اس لیے محض اپنے فضل و کرم سے معاف فرمادے۔"

﴿اُم محمد معاویہ حسن، امین پارک، لاہور﴾

والدین کے لیے ایک خاص دعا:

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ یہ دعا مانگے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ وَرَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ، لِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَلَهُ الْعَظَمَةُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ، هُوَ الْمَلِكُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَالَمِيْنَ، وَلَهُ النُّوْرُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ.

"ساری تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو دونوں جہانوں کا پالنے والا ہے۔ آسمان کا رب اور زمین کا رب دونوں جہاں کا رب ہے۔ اور اسی کے لیے بڑائی آسمان میں اور زمین میں، وہی زبردست حکمت والی ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے تعریف ہے، آسمان کا رب ہے اور زمین کا رب اور دونوں جہانوں کا رب ہے۔ اسی کے لیے بڑائی آسمان میں اور زمین میں وہ زبردست حکمت والا ہے، وہی بادشاہ ہے آسمان کا رب اور زمین کا رب اور دونوں جہانوں کا رب ہے، اسی کے لیے روشنی ہے آسمان میں اور زمین میں اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔"

اور اس کے بعد یہ دعا کرے کہ یا اللہ اس کا ثواب میرے والدین کو پہنچادے تو اس نے والدین کا حق ادا کردیا۔ ﴿ماریہ مہابت خان، ایبٹ آباد﴾

دینی وعصری تعلیمی اداروں کے لیے خالصتاً اسلامی بنیادوں پر نصابی کتب شائع کرنے والا واحد اشاعتی ادارہ

اقرأ پبلیکیشنز (رجسٹرڈ)

پسند فرمودہ: خطیب حرم حضرت مولانا محمد مکی صاحب الحجازی (مسجد حرام مکہ مکرمہ)
زیرنگرانی: محمد جمیل رحمانی (صدر مؤسس اقرأ تحریک المدارس پاکستان)

اقرأ پبلی کیشنز کا مکمل نصاب اختیار کرنے والے اداروں کو سہ ماہی سلیبس اور (پرنٹڈ) امتحانی پرچہ جات بھی فراہم کیے جاتے ہیں۔
نیز زیرتعلیم طلبہ میں سے 5 فی صد مستحق طلبہ کے لیے کاپی، کتابیں اور یونیفارم وغیرہ مفت فراہم کی جاتی ہیں۔

اقرأ پبلی کیشنز کی مطبوعات کے لیے اچھی شہرت کے حامل اسٹاکسٹ بھی رابطہ کرسکتے ہیں

اقرأ روضۃ الاطفال اکیڈمی (نزد کمیٹی چوک) مری روڈ راولپنڈی (0300-5511471)

اسلامی اسکولنگ کا ملک بھر میں سب سے وسیع و مربوط نیٹ ورک
اقرأ اسکولز موومنٹ (رجسٹرڈ)

اپنے علاقوں میں اسلامی طرز کے اسکول کھولنے اور باوقار ذریعہ معاش کے ساتھ ساتھ اسلامی نظام تعلیم کو فروغ دیجئے۔
معلومات اور مکمل رہنمائی (فرنچائزڈ) کے لیے رابطہ کریں۔ 0301-5373303, 0300-5511471

اصلی "اقرأ" کی پہچان | نام بھی اقرأ | یونیفارم بھی اقرأ | نظام بھی اقرأ | نصاب بھی اقرأ

''امام بخاری پیدا ہوئے تو نابینا تھے!''

میں چونکی اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی، کیوں کہ میرے ایک بیٹے کی آنکھوں میں بھی ایک بڑا مسئلہ تھا جو کسی ڈاکٹر سے حل نہیں ہو رہا تھا۔

''آپ جانتے ہیں کہ امام بخاری کون تھے؟''

''ہونہہ، ہوگئیں مولویانہ باتیں شروع، انہی گھسی پٹی باتوں کو سنانے کے لیے یہ زینت مجھے یہاں گھسیٹ لائی ہے، پتا بھی ہے کہ میں ان مولویوں کی باتوں پر یقین نہیں کرتی مگر خود بھی ملانی بن رہی ہے اور میرا بھی ٹائم خراب کر رہی ہے۔''

میں نے قریب بیٹھی زینت کو غصے سے گھورتے ہوئے زیرلب کہا، جو گردوپیش سے بے نیاز بیان میں منہمک تھی۔

مولانا کا لہجہ نہایت نپا تلا تھا، لیکن میرے ذہن میں مولویوں کی ایک مخصوص متعصبانہ تصویر بنی ہوئی تھی جس کی وجہ سے میں ان کی کسی بات سے متاثر نہیں ہو سکتی تھی۔

''امام بخاری حدیث کے وہ استاد ہیں کہ جن کی کتاب ''بخاری شریف'' پڑھے اور سیکھے بغیر کوئی عالم نہیں بن سکتا......''

''اچھا اتنی بڑی کتاب ہے بخاری شریف! ہمیں تو الہدیٰ کے کورس میں اس کتاب کا تھوڑا سا تعارف کروایا گیا تھا کہ اچھی کتاب ہے، اس کا مطالعہ کرتے رہنا چاہیے......اچھا اس کا مطلب ہے کہ یہ مولانا بھی بخاری شریف پڑھے ہوئے ہیں۔'' میں نے خود کلامی چھوڑی اور بیان سننے میں مگن ہوگئی۔

''امام بخاری پیدائشی نابینا تھے، یعنی انہیں آنکھوں سے نظر نہیں آتا تھا۔ ان کی ماں کو اس کا بے حد غم تھا، وہ بہت روتی تھیں، لیکن ہماری طرح عاملوں کے پاس نہیں بھاگی پھرتی تھیں، بلکہ سبب کے درجے میں انہوں نے اس وقت کے سارے رائج علاج بھی کروائے جو ناکام ہوگئے اور اس فاعل حقیقی اور مسبب الاسباب کے سامنے روتی بھی رہیں، گڑگڑاتی رہیں......''

''ان مولویوں کو دیکھو، جس کو چاہیں رلا دیں......''

میں نے سر ہلایا۔

''دو برس کے بعد ان کی والدہ کو خواب آیا......''

''خواب گھڑنا تو کوئی ان سے سیکھے!'' سوال جواب ختم ہی نہیں ہو رہے تھے۔ میں نے سر جھٹکا اور تعوذ پڑھنے کی کوشش کی۔

''خواب میں انہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت ہوئی، ان کی ماں کو مخاطب کر کے خلیل اللہ نے فرمایا:

"قد رد اللہ بصر ولدک......"

''اللہ نے تیرے بیٹے کی بصارت واپس لوٹا دی۔''

مولانا کچھ دیر کے لیے خاموش ہوگئے۔ چاروں طرف سے سبحان اللہ سبحان اللہ کی صدائیں آنے لگیں۔ میرے دل پر ایک چوٹ سی لگی۔ گود میں سوئے ہوئے چار سالہ احمد کے معصوم چہرے پر نظر پڑی اور اسی لمحے میرے منطقی دل کی ساری منطق گویا بھاپ بن کر اڑ گئی۔ میرا ممتا بھرا دل بے اختیار بھر آیا اور پھر دل سے آواز ابھری۔

امِّ دانیال۔ کراچی

''تم اس کی آنکھیں اپنے اللہ سے واپس لے سکتی ہو؟''

اس جملے کی گونج اتنی تھی کہ میں بیان سننا بھول گئی۔ پتا نہیں مولانا نے اور کیا کچھ کہا، مگر میری نظریں اپنے احمد کے معصوم سے چہرے پر جم کر رہ گئی تھیں۔

20 مئی 2007ء کو احمد پیدا ہوا تھا۔ سارے خاندان میں خوشیاں منائی گئیں تھیں۔ ڈھول دھمکے نے پورے علاقے کو سر پر اٹھا لیا تھا۔ پورے علاقے میں ہم نے مٹھائیاں تقسیم کی تھیں، لیکن جب احمد تھوڑا سا بڑا ہوا تو انکشاف ہوا کہ احمد کی خوبصورت آنکھیں بینائی سے محروم ہیں۔ ہم نے آغا خان میں پاکستان کے سب کے بڑے آئی اسپیشلسٹ ڈاکٹر اعظم علی کو دکھایا۔

''ڈاکٹر اعظم علی کا رزلٹ سو فیصد ہے......ان کے علاج سے ضرور آرام آجائے گا۔'' میرے ساتھ ویٹنگ روم میں بیٹھی ایک عورت نے بتایا۔

''اچھا......!!'' میں صرف اتنا ہی کہہ سکی، کیوں کہ میرے ضبط کے بندھن ٹوٹنے لگے تھے۔

''باجی! اردمت، اللہ خیر کرے گا۔''

''اللہ تو خیر ہی کرتا ہے، لیکن میرے بیٹے کی بینائی معلوم نہیں کون سی خیر میں چلی گئی!'' میں نے شکوہ کیا۔

''باجی! اللہ سے شکوہ نہیں کرتے ہوتے۔''

''احمد علی......'' نرس نے چیکنگ کے لیے پکارا تو میں احمد کو لے کر اندر چلی گئی۔ اسے دوا پلا کر بے ہوش کیا گیا اور تقریباً دو گھنٹے چیک اپ ہوتا رہا۔ دو گھنٹہ بعد ڈاکٹر اعظم ہماری طرف آئے۔

''مجھے شدید افسوس ہے، آپ کے بچے کی آنکھ کا پردہ پیدائشی طور پر بے جان ہے۔''

یہ الفاظ تھے یا ایٹم بم تھا۔ میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور میں گر کر بے ہوش ہوگئی۔ مجھے نرسوں نے سنبھال کر بیڈ پر لٹا دیا۔

''سر! ہو سکتا ہے کہ......کہ آپ سے چیک اپ میں کوئی مسئلہ ہو گیا ہو!'' یہ میرے شوہر کی آواز تھی۔

''بھائی! میں نے پندرہ برس آنکھ کے پردے پر کام کیا ہے، مجھے اتنا بھی نہیں معلوم ہوگا کہ پردہ زندہ ہے یا مردہ!؟'' ڈاکٹر صاحب نے مشفقانہ لہجے میں کہا۔

''یعنی......یعنی اب کچھ نہیں ہو سکتا؟'' میرے شوہر نے کہا۔ ان کی آواز بھی آنسوؤں سے بوجھل تھی۔

''آپ ایک سال بعد دکھائیں، یہ تھوڑا بڑا ہوگا تو پھر مزید دیکھیں گے، مجھ سے جو ہو سکے گا ضرور کروں گا۔'' ڈاکٹر اعظم یہ کہہ کر چلے گئے۔ صاف لگ رہا تھا کہ انہوں نے طفل تسلی دی ہے۔ مجھے میرے شوہر وہیل چیئر پر ڈال کر گاڑی تک لائے۔ اس کے بعد بھی ہم نے بہت سے چھوٹے بڑے ڈاکٹروں کو دکھایا۔ ڈاکٹر ام محمد صاحبہ کو بھی دکھایا۔ انہوں نے آبِ زمزم ڈالنے کا کہا، مگر ایک برس ہو گیا، کچھ نہیں ہوا۔

☆

''ہاں......ہاں میں اس کی آنکھیں اپنے اللہ سے مانگوں گی......''

''کیا ہو گیا کومل؟ کس سے باتیں کر رہی ہو؟''

شوہر کی آواز سے میں چونکی۔ مجھے پتہ ہی نہ چلا تھا کہ میں گاڑی میں خود سے باتیں کرنے لگی تھی۔

''کک......کچھ نہیں۔''

''نہیں بھئی کچھ تو ہے!'' شوہر نے اصرار کیا

''وہ دراصل زینت مجھے اپنے ساتھ ایک بیان میں لے گئی تھی۔'' میں نے شوہر کو اصل بات بتانا شروع کر دیا۔

''تم اور بیان......کس ملا کے بیان میں چلی گئی تھیں؟'' انہوں نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''پتا نہیں کون تھے؟''

AL-SIBGHA SCHOOL SYSTEM
الصبغہ ®
سکول سسٹم
زیر سرپرستی
حضرت اقدس مولانا نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم العالیہ
استاذالحدیث جامعہ مدنیہ لاہور
Combination of
Hifz-e-Quran & Schooling
Quality Education
for the Success of Here & Hereafter
AL-SIBGHA SCHOOL
ENGLISH MEDIUM
پاکستان کا پہلا اسلامی مونٹیسوری ادارہ
The only institute that provides (IT) training under the supervision of Microsoft Certified Trainer (MCT) and CompTIA (A+) IT Professional Member
Play Group
Nursery
Prep
Class I-X / "O" Levels
داخلے جاری ہیں 2014-15
پلے گروپ: 3 سے 4 سال
نرسری: 4 سے 5 سال
پریپ + (قاعدہ): 5 سے 6 سال
کلاس I + (ناظرہ): 6 سے 7 سال
کلاس II + (آغاز حفظ): 7 سے 8 سال
کلاس III + (حفظ): 8 سے 9 سال
کلاس IV + (حفظ): 9 سے 10 سال
تا میٹرک / "O" لیول
رابطہ: رجسٹریشن ڈیسک
8:00 تا 3:00 بجے روزانہ (علاوہ اتوار)
Splendid Blend of
Islamic
& Contemporary
Education
حفظ قرآن "او" لیول / میٹرک سسٹمز کیساتھ
تجوید کیساتھ ناظرہ قرآن پاک
حفظ کے شعبہ میں خصوصی مہارت
حفظ کے بعد پڑھائی کیلئے سکول میں درجہ کا انتظام
دینی شعار اور اقدار کے مطابق تربیت
ٹرانسپورٹ کا معقول انتظام
پلے گروپ سے سپوکن انگلش کلاسز
انگلش میڈیم بمعہ کمپیوٹر (IT) کلاسز
تدریسی عملہ تجربہ کار اساتذہ پر مشتمل
معیاری تعلیم مکمل آڈیو، ویڈیو مانیٹرنگ کیساتھ
غیر نصابی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے وسیع مواقع
مکمل ایئر کنڈیشنڈ کلاس رومز
مار پیٹ سے پاک تربیتی ماحول
بچیوں کے ناظرہ و حفظ کیلئے قاریہ / حافظہ کی سہولت
الحمدللہ! بچیوں کیلئے سمن آباد میں سکول کی علیحدہ برانچ کا آغاز ہو چکا ہے۔ داخلے کیلئے رابطہ کیجئے۔
196-197-N، مین غزالی روڈ، نزد بوہڑ والا چوک، سمن آباد، لاہور
Tel: 042-37523610-37566669-37026110-38417111 Cell: 0300-0321-9415949
Website: www.alsibgha.edu.pk

بیمار کے لیے دعا

اَذۡهِبِ الۡبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشۡفِ اَنۡتَ الشَّافِيۡ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُ کَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقۡمًا. (بخاری ومسلم)

''اے سب آدمیوں کے پروردگار! اس بندے کی تکلیف دور فرمادے اور شفا عطا فرمادے، تو ہی شفا دینے والا ہے، بس تیری ہی شفا شفا ہے، ایسی کامل شفا عطا فرما جو بیماری کا بالکل اثر نہ چھوڑے'' (رسول اللہ ﷺ جب کوئی بیمار ہو جاتا تو اس کے جسم پر ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے)

''یہ ملاؤں کے چکر میں مت پڑو......'' میرے شوہر نے گاڑی کی رفتار بڑھاتے ہوئے کہا۔

''کوئی پاگل ہی اُن کے چکروں میں آئے گا ...... لیکن ایک کام کی بات انہوں نے بتائی ہے...... میرا اس پر عمل کا ارادہ ہے۔'' میں نے پرعزم لہجے میں کہا۔

''کیا بات کہہ دی، جو تم جیسی ڈھیٹ کے دل میں اتر گئی۔''

''کوئی خاص نہیں بس ایک واقعہ سنایا تھا......'' پھر میں نے امام بخاری والا واقعہ انہیں سنا دیا۔

وہ بھی باپ تھے۔ جب احمد کے حوالے سے انہوں نے یہ واقعہ سنا تو کچھ دیر خاموش رہے مگر اپنی عادت کے مطابق بولے:

''اپنا منہ دھو کے دعا مانگنا، وہ کوئی اور لوگ تھے جن کی اللہ سنتا تھا۔''

☆

اس کے بعد میری زندگی بالکل بدل گئی۔ اپنے بچے کے لیے، اس کی بینائی کی خیرات مانگنے کے لیے میں کس کس طرح نہ اپنے رب کے سامنے گڑگڑائی۔ رات رات بھر تڑپی۔ میں جو اپنی مخصوص تربیت و ماحول کی وجہ سے علماء کرام کا مذاق اڑایا کرتی تھی، ان کی کسی بات پر یقین کرنا تو دور کی بات تھی، مگر اس کے باوجود امام بخاری کا یہ واقعہ اس دن گویا میرے دل کی اتھاہ گہرائیوں میں اتر گیا تھا۔ مجھے کامل یقین ہو گیا تھا کہ میں بھی امام بخاری کی والدہ کی طرح رو رو کر اللہ سے مانگوں گی تو ضرور میرے بچے کو روشنی ملے گی۔ میں روتی رہی، گڑگڑاتی رہی، یوں چھ ماہ گزر گئے۔

اور...... پھر ایک دن بیٹھے بیٹھے اچانک میرے اندر ایک ابال سا اٹھا اور پھر مجھ سے بیٹھا نہیں گیا۔ میں نے ہسپتال فون کر کے ایمرجنسی میں اپوائنٹ منٹ لیا اور پھر شوہر کو فون کیا۔

''سنیں جلدی سے گھر آجائیں، ڈاکٹر کے پاس چلنا ہے......''

''کس ڈاکٹر کے پاس؟'' انہوں نے حیرت سے کہا۔

''ڈاکٹر اعظم علی کے پاس اور کس کے پاس!''

''یہ اچانک کیا ہو گیا بیٹھے بٹھائے تمہیں؟''

''چھوڑیں سب باتیں، بس ابھی گھر پہنچیں ...... جلدی کریں ناں ں ں......'' شدت جذبات سے میری آواز بلند ہو گئی تھی۔ میرے اندر کی ممتا نے ایک جنون کی شکل اختیار کر لی تھی اور مجھے اپنے آپ پر کنٹرول نہیں رہا تھا۔

''ارے پاگل ہو گئی ہو کیا، کوئی اپوائنٹ منٹ تو لیا نہیں، ایسے کیسے چلے جائیں؟''

اس بار انہوں نے نہایت نرمی سے مجھے سمجھانا چاہا۔ شاید وہ میری کیفیت بھانپ گئے تھے۔

''میں نے فون پر بات کر لی ہے کہ ہم آ رہے ہیں۔ ایمرجنسی میں دکھانا ہے۔ آپ آجائیں بس......''

یہ کہہ کر میں نے فون کاٹ دیا۔ میں نے جلدی سے احمد کو تیار کیا، عبایا اوڑھی اور زندگی میں پہلی مرتبہ نقاب لگایا۔ ٹھیک بیس منٹ بعد گاڑی کے ہارن کی آواز سنائی دی۔ میں نے احمد کو بے بی کاٹ میں لٹایا اور گیٹ سے باہر نکل گئی۔ مجھے دیکھ کر وہ حیرت سے گنگ ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد بولے:

''تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا؟''

''ہاں......'' میں نے قدرے نارمل انداز میں مختصر جواب دیا۔ اب اندرونی ابال قدرے دب گیا تھا۔

''او جن صاحبہ! یہ آج سورج کہاں سے نکلا ہے؟''

میں چپ رہی۔ سارے راستے شوہر پوچھتے رہے کہ یہ بیٹھے بٹھائے تمہیں ہسپتال جانے کی کیا سوجھی مگر میں نے کچھ نہ بتایا اور بتاتی بھی کیا، بتانے کے لیے کچھ تھا ہی نہیں۔ میں خود اپنی کیفیت پر حیران تھی۔ بس ایک انجانی سی قوت تھی جو مجھ سے یہ سب کام کروا رہی تھی۔

جیسے جیسے ہسپتال قریب آ رہا تھا، میری بے چینی پھر سے بڑھ رہی تھی۔

☆

''حیرت انگیز، ناممکن ...... امپاسیبل......'' ڈاکٹر صاحب کے لہجے میں حیرت گویا کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

''کک...... کیا ہو گیا ڈاکٹر صاحب؟'' میرے شوہر گڑبڑا گئے۔

''آپ کے بیٹے کی آنکھ کا پردہ سو فیصد زندہ ہو گیا ہے، میری پوری زندگی کا یہ پہلا کیس ہے...... ایسا کبھی نہیں ہوا...... آپ کو بہت بہت مبارک ہو، اللہ کا شکر ادا کریں، اللہ تعالیٰ نے آپ کے بیٹے کی آنکھوں کو روشنی دے دی ہے۔''

ڈاکٹر اعظم خوشی سے چہک رہے تھے۔ شاید اپنے نزدیک ایک ناممکن کو ممکن ہوتے دیکھ کر وہ بھی جذباتی ہو گئے تھے...... اور ...... اور قاریات! ایک ماں کی ایسے وقت میں خوشی کی انتہا کو کون سمجھ سکتا ہے؟ شاید وہ ماں ہی سمجھ سکے، جس کا بچہ چار سال تک معذوری کی زندگی گزار کر اچانک صحت مند ہو جائے۔ میرے شوہر خوشی سے بے اختیار رونے لگے اور میرے تو خوشی سے حواس ہی مختل ہونے لگے۔ میری ہچکیاں بندھ گئیں۔ دنیا کا کوئی پیمانہ ایسا نہیں تھا، جو اس وقت میری خوشی کو ناپ سکتا۔ میرے اللہ نے اپنی ایک نہایت گناہ گار بندی کی لاج رکھ لی تھی۔ میرا تھوڑا سا رونا اس نے قبول کر لیا تھا اور میرے احمد کو اندھیروں کی جگہ جگمگاتی روشنیاں عطا کر دی تھیں۔

میرا 'دعا نمبر' تو مجھے اپنی ٹوٹی پھوٹی دعاؤں کے صلے میں 6 جون 2012ء کو ہی مل گیا تھا۔ اور یہ 'دعا نمبر' جو آپ کے ہاتھ میں ہے، ان شاء اللہ بے شمار مایوس لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو گئے ہوں، امید کی نئی کرن دکھائے گا کہ ہماری ساری امیدوں کا محور و مرکز ایک اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے، وہ جو اپنے بندوں پر بے انتہا مہربان ہے، ستر ماؤں سے بھی زیادہ! بس اس سے پورے یقین کے ساتھ مانگنے کی ضرورت ہے۔

نوٹ: کوئی قاریہ میرے اس واقعے کی تحقیق کرنا چاہے تو مدیر صاحب کے ذریعے مجھ سے آغا خان کا کارڈ نمبر لے لے اور فائل نکلوا کر دیکھ لے۔ یہ بالکل سچا واقعہ ہے۔

دل سے توجہ

امام غزالی رحمہ اللہ تلقین فرماتے ہیں کہ دعاؤں کو حفظ کے باعث بلا ارادہ و نیت زبان پر جاری ہو جانے سے دل کی حضوری میسر نہ ہو گی۔ ایک مرتبہ حضرت بہاؤ الدین نقشبندی رحمہ اللہ نے حج سے واپسی کے بعد اپنے متعلقین سے فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ غلاف کعبہ پکڑے ہوئے رو رو کر دعا مانگ رہا ہے۔ چنانچہ جب میں نے اس کے قلب پر توجہ کی تو معلوم ہوا کہ ایسی حالت میں بھی اس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہیں ہے۔ اس پر مجھ کو بہت قلق ہوا۔ اس کے بعد منیٰ کے بازار میں ایک شخص کو (جو خرید و فروخت میں انتہائی مشغول تھا) دیکھا کہ اس کا دل ایک گھڑی کے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں ہے۔ ﴿نویدہ صدیقی، بہاولپور﴾

تڑپ کر مانگنے کی قدر

جویریہ عبدالحمید۔ حویلیاں

ایک بزرگ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے لیے دعا کر دیجیے۔ مجھے اہل وعیال کی کثرت (اور آمدنی کی قلت) نے بہت مجبور کر رکھا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب تیرے گھر والے تجھ سے یہ کہیں کہ ہمارے پاس نہ آٹا ہے، نہ روٹی ہے اس وقت کی تیری دعا حق تعالیٰ شانہٗ کے یہاں میرے اس وقت کی دعا سے زیادہ قابل قبول ہے۔ (روض)

حضرت شیخ نے بالکل صحیح فرمایا: لوگوں کو آقا سے مانگنے کی قدر نہیں ہے، نہ اس کی وقعت قلوب میں ہے، اس کریم کے یہاں تڑپ کے مانگنے کی بڑی قدر ہے اور مضطر کی دعا خصوصیت سے قبول ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے جس کا مفہوم ہے۔ ’’کیا وہ ذات جو بے قرار آدمی کی سنتا ہے، جب وہ اس کو پکارتا ہے اور اس کی مصیبت کو دور کرتا ہے‘‘ (بھی ایسی ذات ہے جس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے)۔ ایک حدیث میں ہے ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا کہ آپ کس کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ’’اس اللہ وحدہٗ کی طرف کہ اگر تجھے کوئی مضرت پہنچے پھر تُو اس کو پکارے تو وہ تیری مصیبت کو زائل کر دے اور وہ اللہ وحدہٗ کہ اگر تُو کہیں راستہ میں سوار کو گم کر دے پھر اس کو پکارے تو وہ تیری سواری کو تجھ پر لوٹا دے اور اگر تجھے قحط سے سابقہ پڑے پھر تُو اس کو پکارے تو تیرے لیے روزی اتار دے۔‘‘ حکیم ﷫ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک لڑکی آئی اور اس نے اپنے سردار سے کہا کہ آپ یہاں بیٹھے ہیں، آپ کے گھوڑے کو نظر نے کھالیا۔ وہ گھوڑا حیران سرگرداں گھومتا پھر رہا ہے، کسی جھاڑ پھونک کرنے والے کو ڈھونڈ کر لائیے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کسی جھاڑنے والی کی ضرورت نہیں، اس کے ناک کے داہنے سوراخ میں چار مرتبہ، بائیں میں تین مرتبہ یہ دعا پڑھ کر پھونک مارو۔ ’’لَا بَأْسَ اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا يَكْشِفُ الضُّرَّ اِلَّا اَنْتَ‘‘ (کوئی خوف کی بات نہیں ہے اے آدمیوں کے رب تُو اس کی تکلیف کو زائل کر دے اور اس کو شفا عطا کر دے۔ تُو ہی شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کوئی شخص نقصان کو ہٹانے والا نہیں ہے)۔ وہ شخص گیا اور تھوڑی دیر میں واپس آ گیا اور کہنے لگا کہ میں نے آپ کے کہنے کے موافق کیا، وہ بالکل اچھا ہوگیا۔ وہ کھانے بھی لگا اور پیشاب، پاخانہ بھی کیا۔ (ور منثور)

یہ بات خوب اچھی طرح دل میں جمالینا چاہیے اور جتنی زیادہ دل میں یہ بات پختہ ہوجائے گی اتنی ہی دین اور دنیا میں کام آنے والی بات ہے کہ نفع اور نقصان صرف اسی پاک ذات واحدہٗ لاشریک لہٗ کے قبضہ میں ہے، اسی سے اپنی حاجات طلب کرنا چاہیے۔ اسی کی طرف ہر مصیبت میں متوجہ ہونا چاہیے، ساری دنیا کے قلوب اسی کے تابع ہیں۔

[فضائل صدقات]

نبی کریم ﷺ کی نام لے کر صحابہ کے لیے دُعائیں

یمنی خورشید۔ ملتان

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’حضور ﷺ نے یہ دعا مانگی اے اللہ! ابو بکر رضی اللہ عنہ کو قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں رکھنا۔‘‘

حضرت خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’حضور ﷺ نے یہ دعا مانگی اے اللہ! عمر بن خطاب اور ابوجہل بن ہشام میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہے اس کے ذریعہ اسلام کو عزت عطا فرما۔‘‘ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ’’حضور ﷺ نے یہ دعا مانگی اے اللہ! اسلام کو خاص طور سے عمر بن خطاب کے ذریعہ عزت عطا فرما۔‘‘

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک بھورے رنگ کی اونٹنی حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجی، حضور ﷺ نے ان کے لیے یہ دعا فرمائی اے اللہ! انہیں پل صراط (آسانی سے اور جلدی سے) پار کرا دینا۔‘‘

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’حضور ﷺ نے یہ دعا تین مرتبہ فرمائی اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں تُو بھی ان سے راضی ہو جا۔‘‘

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’ایک دفعہ میں بیمار ہوا، میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنی جگہ بٹھایا اور خود کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی اور اپنے کپڑے کا ایک کنارہ مجھ پر ڈال دیا پھر نماز کے بعد فرمایا: اے ابن ابی طالب! اب تم ٹھیک ہو گئے ہو کوئی فکر نہ کرو، میں نے جو چیز اللہ سے اپنے لیے مانگی اس جیسی میں نے اللہ سے تمہارے لیے بھی مانگی اور میں نے جو چیز بھی اللہ سے مانگی وہ اللہ نے مجھے ضرور دی، بس اتنی بات ہے کہ مجھ سے یوں کہا گیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ چنانچہ میں وہاں سے اٹھا تو میں بالکل ٹھیک ہو چکا تھا اور ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے میں بیمار ہی نہیں ہوا تھا۔‘‘ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضور ﷺ نے ایک چادر بچھا رکھی تھی اس پر حضور ﷺ، میں، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم سب بیٹھ گئے، پھر حضور ﷺ نے چادر کے چاروں کونے پکڑ کر ہم پر گرہ لگائی، پھر یہ دعا فرمائی اے اللہ! جیسے میں ان سے راضی ہوں تُو بھی ان سے راضی ہو جا۔‘‘

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’حضور ﷺ نے حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے لیے یہ دعا فرمائی۔ اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تُو بھی ان سے محبت فرما اور جس نے ان دونوں سے محبت کی اس نے حقیقت میں مجھ سے محبت کی۔‘‘

ایمان کو ہمارے دلوں میں مزین کردے

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْاِیْمَانَ وَ زَیِّنْهُ فِیْ قُلُوْبِنَا وَ کَرِّهْ اِلَیْنَا الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِیْنَ.

اے اللہ! ہمارے لیے ایمان کو محبوب بنادے اور اس کو ہمارے دلوں میں مزین فرمادے اور کفر، معصیت اور نافرمانی کو ہمارے لیے ناپسندیدہ بنادیجیے اور ہمیں ہدایت یافتہ لوگوں میں سے بنادیجیے۔ (مسند احمد)

چار دُعائیں

اہلیہ محمد امجد۔ فیصل آباد

ایک شرابی تھا، جس کے یہاں ہر وقت شراب کا دور رہتا تھا۔ ایک مرتبہ اس کے یار احباب جمع تھے، شراب تیار تھی۔ اس نے اپنے ایک غلام کو چار درہم دیے کہ شراب پینے سے پہلے دوستوں کو کھلانے کے لیے کچھ پھل خرید کر لائے۔ وہ غلام بازار جارہا تھا۔ راستہ میں حضرت منصور بن عمار بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس پر گزر ہوا۔ وہ کسی فقیر کے واسطے لوگوں سے کچھ مانگ رہے تھے اور یہ فرمارہے تھے کہ جو شخص اس فقیر کو چار درہم دے، میں اس کے لیے چار دعائیں کروں گا۔ اس غلام نے وہ چاروں درہم اس فقیر کو دے دیے۔ حضرت منصور نے فرمایا: "بتا کیا دعائیں چاہتا ہے؟"

غلام نے کہا کہ میرا ایک آقا ہے، میں اس سے خلاصی یعنی آزادی چاہتا ہوں۔ حضرت منصور نے اس کی دعا کی، پھر پوچھا، دوسری دعا کیا چاہتا ہے؟ غلام نے کہا کہ مجھے ان دراہم کا بدل مل جائے۔ منصور نے اس کی بھی دعا کی، پھر پوچھا تیسری کیا دعا ہے؟ غلام نے کہا کہ حق تعالیٰ شانہٗ میرے سردار (کو توبہ کی توفیق دے اور اس) کی توبہ قبول کرلے۔ منصور رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بھی دعا کی۔ پھر پوچھا کہ چوتھی کیا ہے؟ غلام نے کہا کہ حق تعالیٰ شانہٗ میری اور میرے سردار کی اور تمہاری اور اس مجمع کی جو یہاں حاضر ہے، سب کی مغفرت فرمادے۔ حضرت منصور نے اس کی بھی دعا کی۔ اس کے بعد وہ غلام (خالی ہاتھ) اپنے سردار کے پاس واپس چلا گیا۔ (اور خیال کرلیا کہ بہت سے بہت اتنا ہی تو ہوگا کہ آقا مارے گا اور کیا ہوگا) سردار انتظار میں تھا ہی، دیکھ کر کہنے لگا کہ اتنی دیر لگادی۔ غلام نے قصہ سنایا۔ سردار نے (حضرت کی دعاؤں کی برکت سے بجائے خفا ہونے اور مارنے کے) یہ پوچھا کہ کیا کیا دعائیں کرائیں؟ غلام نے کہا پہلی تو یہ میں غلامی سے آزاد ہوجاؤں۔ سردار نے کہا کہ میں نے تجھے آزاد کردیا۔ دوسری کیا تھی؟ غلام نے کہا کہ مجھے ان درہموں کا بدلہ مل جائے۔ سردار نے کہا کہ میری طرف سے تجھے چار ہزار دراہم نذر ہیں۔ تیسری کیا تھی؟ غلام نے کہا کہ حق تعالیٰ شانہٗ تمہیں (شراب وغیرہ فسق و فجور سے) توبہ کی توفیق دے۔ سردار نے کہا کہ میں نے (اپنے سب گناہوں سے) توبہ کرلی۔ چوتھی کیا تھی؟ غلام نے کہا کہ حق تعالیٰ شانہٗ میری اور آپ کی اور ان بزرگوں کی اور سارے مجمع کی مغفرت فرمادے۔ سردار نے کہا کہ یہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔ رات کو سردار نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ جب تُو نے وہ تینوں کام کردیے جو تیرے اختیار میں تھے تو کیا تیرا یہ خیال ہے کہ میں وہ کام نہیں کروں گا جو میرے اختیار میں ہے۔ میں نے تیری اور اس غلام کی اور منصور کی اور اس سارے مجمع کی مغفرت کردی۔ [اتحاف]

مولانا ارسلان بن اختر میمن کی 8 نئی کتابیں

مقامات اُمہات المؤمنین
افضل کون؟
50 یادگار واقعات
40 قابل فخر لوگ
جنت کے حسین محلات خریدنے والا کون؟
گناہوں کی دلدل سے نکلنے والے
کراچی: 0333-2103655 راولپنڈی: 051-4830451
ملتان: 061-4514929 فیصل آباد: 0321-7693142
لاہور: 042-37224228 پشاور: 0301-8845717
مکتبہ ارسلان قرآن محل مارکیٹ، دکان نمبر 6 اردو بازار کراچی۔ رابطہ: 0333-2103655
E-mail: maktaba.arsalan@gmail.com www.maktabaarsalan.com

ایک ہی در کھلا ہے

جدید تراش خراش کے سوٹ میں ملبوس خوب صورت سی لڑکی ایک بڑی عمر کی عورت کے ساتھ چلی آرہی تھی۔ عورت کے ہاتھ میں ایک تھالی تھی جس میں پیلے پھول اور پرشاد رکھا ہوا تھا۔

اب وہ دونوں لمبی سی سیڑھیاں طے کرکے مندر کے داخلی دروازے پر پہنچ چکی تھیں۔ عورت نے ساڑھی کے پلو کو سر پر جمایا اور لڑکی سے کہا "تائی ماں! اس در سے کوئی نراش نہیں لوٹتا، جو مانگو گی ملے گا۔"

"مومنہ!" اپنے نام کی تیز پکار پر اس نے چونک کر دیکھا۔ آس پاس نہ ہی کوئی عورت تھی نہ ہی لڑکی...... اور نہ ہی یہ کوئی مندر تھا بلکہ بابا صاحب کا مزار تھا اور اس کے ساتھ امی کھڑی تھیں۔ ہاتھ میں چادر اور پھول لیے...... امی کے ٹہوکے پر وہ حواسوں میں لوٹ آئی۔

"اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ" اس نے زیرِ لب کہا اور سوچ میں پڑ گئی۔ "کہاں بابا شاہ کا مزار اور کہاں مندر......؟ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ" اپنی بُری سوچ پر اس نے ایک بار پھر توبہ کی اور امی کے ساتھ سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ وہ جیسے جیسے زینہ طے کرتی جاتی ڈھول کی آواز تیز ہوجاتی، ڈھول کی آواز سے اسے وحشت ہونے لگی۔ سیڑھیاں طے کرنے کے بعد سامنے ماربل لگا ٹھنڈا فراخ بڑا سا صحن تھا، یہاں لوگوں کا ہجوم تھا۔ اکثر کے حواس معطل تھے۔ امی نے اس کا ہاتھ پکڑا اور آگے بڑھتی ہوئی ایک دروازے سے اندر داخل ہوگئیں۔

یہاں بھی کافی لوگ تھے اور سامنے ایک بڑی سی قبر تھی جس پر پہلے ہی کافی چادریں اور پھول چڑھے ہوئے تھے۔ قبر کے گرد لوہے کی جالیاں تھیں، امی نے آگے بڑھ کر چادر اور پھول والی تھیلی ہرے کپڑوں میں ملبوس لمبی داڑھی والے، موتی مالا پہنے شخص کو پکڑا دی اور پھر مومنہ کو سرگوشی میں کہا۔ "چل مومنہ دعا کر، اس در سے سب کو ملتا ہے......!" یہ کہہ کر انہوں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا کر آنکھیں بند کر دیں۔ مومنہ نہ جانے کیوں کانپ کر رہ گئی۔

☆

"دیکھی تھی ناں وہ لڑکی، کیسی حالت تھی اس کی؟ ہوگی وہ بھی کوئی تیرے جیسی اعلیٰ تعلیم یافتہ۔" اس بات کو تین دن ہوگئے تھے لیکن امی کا غصہ ٹھنڈا ہونے میں نہیں آرہا تھا۔

"جاہل تھی وہ بھی اور اس کے آس پاس کھڑے سب لوگ بھی......" مومنہ نے غصے سے جواب دیا۔

"تجھے پتا ہے مومنہ! مجھے کتنے لوگوں نے بتایا ہے کہ یہاں پر نذر ماننے سے لوگوں کی کیسی کیسی مرادیں بَر آئی ہیں۔ تُو بھی مانگ لیتی تو کیا تھا مومنہ۔ تجھے پتا ہے میں تیرے رشتے کے لیے کتنی پریشان ہوں۔" انہوں نے دیکھا کہ غصہ اثر نہیں دکھا رہا تو اپنی روش بدل کر لجاجت اختیار کرلی۔

قرأت گلستان۔ کراچی

"دینے والی ذات صرف اللہ کی ہے امی، اور کسی بھی بندے کو اپنے رب سے مانگنے کے لیے کسی وسیلے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"وہ بہت نیک بزرگ گزرے ہیں، ان کے اعمال کے آگے ہمارے اعمال تو کچھ بھی نہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کی بات کبھی نہیں ٹالتا۔"

"یعنی آپ کو پتا ہے کہ آپ کے اعمال اچھے نہیں ہیں تو اپنے اعمال اچھے کرنے کی کوشش کریں ناں...... قیامت کے دن کیا وہ آپ کے اعمال کا بوجھ اٹھائیں گے؟" اس بات نے امی کے غصے کو خوب بھڑکا دیا تھا لیکن وہ خاموش ہی رہیں۔

"اور اُن کا کیا ہوگا جو اُن کی قبر کے باہر ڈھول پیٹ رہے ہیں۔ گانا بجا کر چادریں چڑھا رہے ہیں، اگر بتیاں اور لوبان جلا کر لاکھوں کا لنگر لٹا رہے ہیں۔"

مومنہ کی بات پر امی نے پاس پڑی قینچی اٹھائی۔

"آپ ڈانٹیں، ماریں یا کچھ بھی کریں، پہلے میں آپ کی باتوں میں آکر چلی تو گئی تھی، اب ان شاء اللہ جاؤں گی بھی نہیں، بابا کے سامنے دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا تو دور کی بات ہے۔" وہ کہہ کر وہاں سے اٹھ گئی۔

"ہاں تو بیٹھی رہنا کنواری عمر بھر!" امی نے غصے سے کہا۔

"نہیں امی میں اللہ کی ذات سے ہرگز ناامید نہیں ہوں۔" مومنہ کی آواز میں توکل علی اللہ تھا۔

☆

اور حقیقت یہ ہے کہ پتھر پر بھی مسلسل پانی گرتا ہے تو اس میں بھی گڑھا پڑ ہی جاتا ہے اور مومنہ امین کے عقائد میں پتھروں کی سی سختی تو ہرگز نہیں تھی، پھر بھلا اس کی 'مشکلات' اور امی کا اصرار اس کے کمزور عقائد کو ڈھلنے میں کامیاب کیسے نہ ہوتا۔

آج سے ٹھیک چار ماہ پہلے جب وہ 'وہاں' گئی تھی تو اس سے وہ سب کچھ بالکل نہیں ہوا تھا جو وہاں موجود تمام لوگ کر رہے تھے اور ان کی دیکھا دیکھی اس کی ماں بھی کر رہی تھی۔ لیکن آج جب وہ وہاں گئی تو اس نے دعا کے لیے ہاتھ بھی اٹھائے اور لنگر سے فیض یاب بھی ہوئی اور تواتر سے آنسو بھی بہائے۔

لیکن...... لیکن پھر بھی اس کے دل پر پڑا بوجھ کم نہیں ہوا تھا بلکہ کچھ اور بڑھ گیا تھا...... اسے کسی پل چین نہیں مل رہا تھا مگر امی بہت مسرور تھیں۔ انہیں پکا یقین تھا کہ

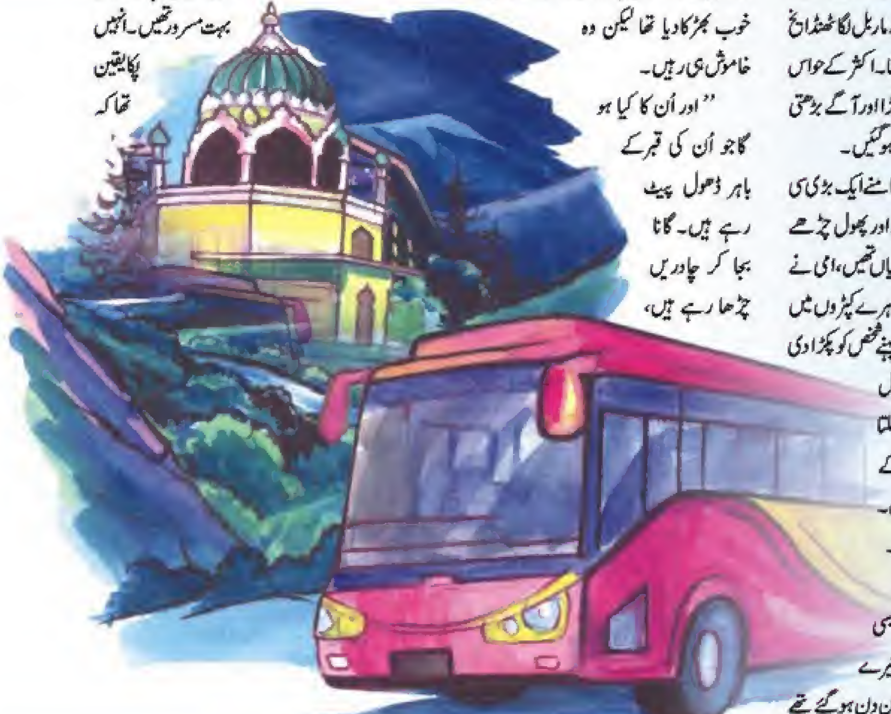

جس طرح نزہت پروین کی ایک ہی بار میں شنوائی ہوگئی تھی، اسی طرح مومنہ کا بھی آج ہی آج ضرور کوئی نہ کوئی رشتہ آ ہی جائے گا اور بات بھی بن جائے گی۔

اس خوشی میں انہوں نے چار دیگیں مزار پر نذر کرنے کا عہد بھی دل ہی دل میں کرلیا تھا۔

☆

سردی کی طویل ترین رات کاٹے نہیں کٹ رہی تھی۔ سورج تھا کہ سرِ شام ہی سردی سے گھبرا کر ڈوب گیا تھا اور ابھی بھی چار پانچ گھنٹوں تک اس کا جلوہ افروز ہونے کا کوئی امکان نہیں تھا۔

نرم و گداز سے کمبل میں سر منہ چھپائے مومنہ بیڈ پر آڑی ترچھی لیٹی ہوئی تھی۔ نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی، وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ بیٹھ کر تھک گئی تو اپنے گرد اچھی طرح کمبل لپیٹ کر باہر ٹیرس پر نکل آئی۔ باہر صاف سناٹا اور سردی تھی۔

”سردی سے ٹھٹھرا دینے والے موسم میں جب سب لوگ خوابِ خرگوش کے مزے لوٹ رہے ہوتے ہیں، اس وقت مجھے اپنے رب سے راز و نیاز کرنے میں الگ ہی لطف آتا ہے۔“

مومنہ کو اس سخت سردی کی خاموش رات میں اپنی خالہ کے الفاظ اچانک ہی یاد آئے تھے۔ فوراً اسے بھی خیال آیا کہ آج تہجد پڑھی جائے لیکن اگلے ہی پل سخت سردی میں وضو کرنے کے خیال نے ہی اسے دہلا دیا، لیکن پھر اس وقت رحمتِ الٰہی جوش میں آئی اور شیطان کا بودہ وسوسہ ختم ہوگیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اللہ اکبر کہہ کر دنیا کے ہر کام اور خیال کو جھٹک چکی تھی۔

دعائے حاجت کے ثمرات

میں نے اپنے ہر امتحان میں پرچہ ہونے سے پہلے نفل پڑھ کر دعائے حاجت پڑھنے کا معمول بنایا ہوا ہے، اور یہ بات معلوم ہوئی کہ جس یقین کے ساتھ یہ پڑھی جائے، نتیجہ بھی ویسا ہی نکلتا ہے۔

جو بہنیں تعلیمی مراحل سے گزر رہی ہیں، وہ اپنا معمول بنالیں کہ ہر پرچہ ہونے سے پہلے دو نفل صلاۃ الحاجۃ پڑھ کر حاجت کی مسنون دعا مانگیں۔ ان شاء اللہ ضرور نمایاں کامیابی ہوگی اور پرچہ ہونے کے بعد ”فَأَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ“ پڑھ کر پرچے پر پھونک دیں اور بے فکر ہوجائیں۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ محنت شرط ہے، کیوں کہ دعا کے ساتھ محنت بھی شرط ہے۔ ﴿بنت غلام مصطفیٰ، راولپنڈی﴾

☆

”نماز میں دل لگانے کے مختلف طریقے ہیں مثلاً سوچو کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے، یا یہ کہ تم اللہ کو دیکھ رہی ہو، الفاظ پر غور کرو یا ترجمے پر دھیان دو۔“ نماز میں آنے والے مختلف خیالوں کے دوران ہی اسے دادی کی بات یاد آئی اور اس نے ترجمے پر دھیان لگانے کی حتی الامکان کوشش کی۔

”اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔“ سورۂ فاتحہ کی اس آیت مبارکہ کا ترجمہ دھیان میں آیا تو دھیان وہیں اٹک گیا۔ آگے اس نے کیا پڑھا اور کب سلام پھیرا، اسے کچھ یاد نہیں رہا۔ یاد رہے تو صرف یہی الفاظ ”اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔“

اگر یہی بات سچ ہے جو میں کہہ رہی ہوں تو وہ کیا تھا جب میں نے ایک مزار پر جا کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تھے؟ وہ کون تھا جس سے میں نے رو رو کر مدد مانگی تھی؟؟ اپنی سوچوں سے وہ خود ہی گھبرا گئی۔

”ہر فیصلہ، ہر کام مقررہ وقت پر مشیت الٰہی سے ہوتا ہے، دیر سویر انسان کی آزمائش ہے اور آزمائش کا حل صرف صبر ہے۔“ اس نے اپنے اس خیال کو پختہ عقیدہ بنانے کا خود سے عہد کیا اور ترجمے والا قرآن پاک لے کر بیٹھ گئی۔

پھر وہ قرآنِ پاک پڑھتی رہی اور روتی رہی۔

پھر اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو اس کی ہچکیاں ہی بندھ گئیں۔ کافی دیر اس کے منہ سے الفاظ ہی نہ نکلے۔ غیر کے در پر جانے کی شرمندگی اس کو خوب رلا رہی تھی۔ پھر اس نے محسوس کیا کہ وہ جو اس کے دل پر ٹنوں کے حساب سے بوجھ آپڑا تھا، وہ آہستہ آہستہ سرکنے لگا ہے۔ وہ خوب رو رو کر اللہ سے مدد اور راہِ راست پر چلنے کی توفیق مانگتی رہی۔ تقریباً گھنٹے کے بعد جب وہ دعا مانگ کر اٹھی تو بالکل ہلکی پھلکی ہوچکی تھی، گویا کسی نے اسے سکون کی چادر میں لپیٹ میں دیا تھا۔

”بلاشبہ تنہائی میں اور رات کے اندھیرے میں کی جانے والی عبادت کا لطف ہی الگ ہے جس میں ریا کاری کی پرچھائیں تک نہیں ہوتی۔“ سونے سے پہلے اس نے سوچا تھا۔

☆

اب راتوں کو اٹھ کر اللہ سے مانگنا مومنہ کا معمول بن گیا تھا اور پھر اللہ کی ذات تو بڑی کریم ذات ہے...... جو اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے، اس کی رحمت دو ہاتھ اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے، سو ایک ماہ میں اس کی بھی مراد بر آئی تھی۔

ایک بہت اچھے خاندان میں اس کا رشتہ طے ہوگیا تھا۔ وہ اللہ کا شکر ادا کرتی رہی تو دوسری طرف اس کی امی مزار پر مانی گئی منت کو پورا کرنے کی فکر میں مبتلا ہوگئیں۔ ان دنوں ان کا ہاتھ کچھ تنگ تھا۔ مومنہ نے سنا تو انہیں باز رہنے کی تلقین کرنے لگی۔

”تم نہیں جانتیں مومنہ...... نذر پورا نہ کرنے کے سبب ہم پر کتنا بڑا وبال آسکتا ہے؟“

”اللہ کے احکامات کو نظر انداز کرنے سے وبال آتے ہیں امی...... اور آپ کو پتا ہے غیر اللہ کے نام کی نیاز حرام ہے...... ہم کیوں لوگوں کو ’حرام‘ کھلا کر گناہ گار ہوں۔“ مومنہ نے کہا

”خدانخواستہ حرام کیوں ہونے لگا؟“ امی نے چونک کر کہا۔ مومنہ فوراً اٹھی اور وضو کر کے قرآن شریف لے آئی۔ امی اس کے اچانک اٹھنے سے حیران تھیں، قرآن شریف دیکھ کر مزید حیران ہو گئیں۔ مومنہ نے سورۂ نحل کھولی اور امی کے سامنے ترجمہ پڑھنا شروع کیا۔

”تم پر صرف مردار خون اور خنزیر کا گوشت اور جس چیز پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا جائے، حرام ہیں۔“ (سورۂ نحل، آیت: ۱۱۵)

مومنہ نے آیت مبارکہ پڑھی تو امی خاموش ہو گئیں۔ کافی دیر بعد بولیں: ”بیٹا! وہ اللہ کے مقرب بندے گزرے ہیں، منت تو گویا ایک وعدہ ہے، پھر اللہ کے مقرب بندوں کے ساتھ وعدہ خلافی کرنے کا وبال نہیں آئے گا؟“ امی کی بات پر مومنہ اطمینان سے مسکرائی۔

”اس کا بھی جواب قرآن پاک میں موجود ہے امی!“ مومنہ نے کہا اور سورۂ بنی اسرائیل کھولنے لگی۔

”جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہوجائے، وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں۔“

(سورۂ بنی اسرائیل، آیت: ۵۷)

”یہ وہ آیات مبارکہ ہیں جن سے میں خود غلط اور درست کا فیصلہ کرنے کے قابل ہوئی ہوں...... سچ امی جس کو جو ملتا ہے، اسی کے در سے ملتا ہے اور اس کا در ہر ایک کے لیے ہر وقت کھلا ہے۔“ مومنہ نے امی کے چہرے کی طرف دیکھا تو وہاں اسے بات کو سمجھنے والا تاثر نظر آیا۔ وہ دل سے مسکرائی۔

”علم و آگہی اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور شاید آگہی کا بھی وقت مقرر ہوتا ہے۔“ مومنہ نے سوچا تو آسودگی اور خوش کن مسکراہٹ اس کے چہرے کا احاطہ کرنے لگی۔

مسئلہ توسل فی الدعاء

توسل سے ہماری مراد اپنی دعاؤں میں کسی کو وسیلہ بنانا ہے۔توسل کی کئی صورتیں ہیں۔

۱۔کسی بھی زندہ یا مردہ سے مافوق الاسباب مرادیں مانگی جائیں۔مانگنے والے کا مطلوب منہ اللہ تعالیٰ کی بجائے کوئی اور ہوتو یہ شرک ہے، کسی کے ہاں بھی یہ جائز نہیں۔

اہلیہ مزمل فاروق، کراچی

۲۔کسی مسلمان سے یہ درخواست کی جائے کہ میرے لیے دعا کردیں۔زندوں سے تو دعا کرانا تو بالاتفاق جائز ہے، آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا"لا تنسنا یا أخي في دعائک" اور سلف میں مردوں سے دعا کی درخواست کا معمول نہیں رہا، اس لیے نہ کرنا ہی اولیٰ ہے۔البتہ انبیاء کرام علیہم السلام اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

کسی مخلوق کے وسیلہ سے حق تعالیٰ سے دعا کرنا۔اس کی بھی دوصورتیں ہیں:

ایک یہ کہ اپنے نیک اعمال کا واسطہ دے کر دعا کی جائے، یہ بھی بالاتفاق امت جائز ہے۔اس کی دلیل صحیحین کی وہ مشہور حدیث ہے جس میں تین آدمیوں کے غار میں بند ہو جانے کا واقعہ آتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک نے اپنے خاص عمل صالح کے وسیلہ سے دعا کی تو وہ غار کھل گیا۔ آپ ﷺ نے ان کی یہ دعا بغیر نکیر کے نقل فرمائی، یہ اس کے جواز کی دلیل ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کسی مقبول شخصیت کے وسیلہ سے دعا کی جائے۔ جمہور علماءِ امت کے نزدیک یہ بھی جائز ہے، ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء، صلحاء واولیاء، شہداء و صدیقین کا توسل جائز ہے۔ان کی حیات میں یا بعد وفات اس طرح کہے۔یا اللہ!میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اورحاجت براری چاہتا ہوں یا اسی جیسے اور کلمات کہے۔ہاں اس طرح کہنا کہ یا شیخ جیلانیؒ یا کسی بھی ولی سے مدد مانگنا اور کہنا کہ ہماری فلاں حاجت پوری کردے، یہ بالاتفاق ناجائز وحرام ہے۔انسان ان کلمات کو ادا کرنے سے کافر ہوجاتا ہے۔دوبارہ کلمہ پڑھنا واجب ہے۔

بعض حضرات نے توسل (وسیلہ) کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ خاص کیا ہے، لیکن یہ رائے صحیح نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ کسی بھی مقبول شخصیت کے توسل سے دعا کرنا جائز ہے۔غالباً یہی بات بتانے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے توسل سے بارش کی دعا کی تھی۔[مشکوٰۃ]

جمہور جس توسل بالاعیان کے قائل ہیں اس کا مطلب سمجھ لینا بھی ضروری ہے۔حضرت حکیم الامت تھانوی نے اس کا مطلب اس طرح سے بیان کیا ہے: "حاصل 'توسل فی الدعاء' کا یہ ہے کہ اے اللہ! فلاں بندہ تیرا مورد رحمت ہے اور مورد رحمت سے محبت اور اعتقاد رکھنا بھی موجب رحمت ہے اور ہم اس سے محبت اور اعتقاد رکھتے ہیں، بس ہم پر بھی رحم فرما۔"
(نشر الطیب)

پھوڑے پھنسی اورزخم کے لئے دعا

بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا لِيُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا.

"اللہ کے نام سے، ہماری زمین کی مٹی ہے ہم میں سے کسی کا تھوک ہے تاکہ ہمارا بیمار اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفا پائے۔"(بخاری)

فائدہ: حضور نبی کریم ﷺ یہ دعا پڑھ کر مٹی پر اپنا لعاب مبارک ڈال دیتے پھر مٹی ملا لعاب متاثرہ جگہ لگا دیتے۔بعض روایات کے مطابق محض لعاب ہی متاثر جگہ پر لگاتے۔دعا کو تین مرتبہ دہرالینا مسنون ہے۔

ثناء شعیب۔شورکوٹ

یارباہ

حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ۱۱۳ھ میں پیدل حج کو گیا جب میں مکہ مکرمہ پہنچ گیا تو عصر کی نماز کے وقت جبل ابوقبیس پر چڑھ گیا۔وہاں میں نے ایک صاحب کو بیٹھے دیکھا کہ وہ دعائیں مانگ رہے ہیں۔میں نے دیکھا کہ انہوں نے "یا رب یارب" اتنی مرتبہ کہا کہ دم گھٹنے لگا، پھر انہوں نے "یا رباہ یا رباہ" اسی طرح کہا کہ دم نکلنے لگا۔پھر اسی طرح "یا اللہ یا اللہ" کہتے رہے کہ دم گھٹنے لگا، پھر اسی طرح "یا حی یا حی" لگاتار کہتے رہے، پھر اسی طرح "یارحمٰن یارحمٰن" پھر "یارحیم یا رحیم" اسی طرح کہ دم گھٹنے لگا، پھر "یا ارحم الراحمین" بھی اسی طرح کہا کہ جیسے دم لبوں پر آ گیا ہو۔

اس کے بعد وہ کہنے لگے: "یا اللہ! میرا انگوروں کو جی چاہ رہا ہے وہ عطا فرما اور میری چادریں پرانی ہوگئیں۔"

لیث رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ان کی زبان سے یہ لفظ پورے نکلے بھی نہیں تھے کہ میں نے ایک ٹوکری انگوروں سے بھری ہوئی رکھی دیکھی، حالانکہ اس وقت روئے زمین پر کہیں انگور کا نشان بھی نہ تھا اور دو چادریں رکھی ہوئی دیکھیں۔انہوں نے انگور کھانے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا کہ میں بھی ان میں آپ کا شریک ہوں۔ فرمایا کیسے؟ میں نے کہا جب آپ دعا کررہے تھے میں آمین آمین کہہ رہا تھا۔فرمانے لگے، آؤ کھاؤ، لیکن اس میں سے کچھ ساتھ نہ لے جانا۔میں آگے بڑھا اور ان کے ساتھ ایسی عجیب چیز کھائی کہ عمر بھر ایسی چیز نہ کھائی تھی۔وہ عجیب قسم کے انگور تھے کہ ان میں بیج بھی نہ تھا، میں نے خوب پیٹ بھر کر کھائے مگر اس ٹوکری میں کچھ کمی نہ ہوئی۔پھر انہوں نے فرمایا کہ ان دونوں چادروں میں سے جو تمہیں پسند ہو، لے لو۔میں نے کہا کہ چادر کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔پھر فرمانے لگے کہ ذرا سامنے سے ہٹ جاؤ میں ان کو پہن لوں۔میں پرے کو ہٹ گیا تو انہوں نے ایک چادر لنگی کی طرح باندھ لی، دوسری اوڑھ لی اور جو چادریں پہلے سے پہنے ہوئے تھے ان کو ہاتھ میں لے کر پہاڑ سے نیچے اترے، میں پیچھے ہولیا۔جب صفا مروہ کے درمیان پہنچا تو ایک سائل نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے! یہ کپڑا مجھے دے دیجیے، اللہ جل شانہٗ آپ کو جنت کا جوڑا عطا فرمائے۔وہ دونوں چادریں اس کو دے دیں۔میں نے اس سائل کے قریب جا کر اس سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ ہیں، پھر ان کے پاس واپس آیا کہ ان سے کچھ سنوں مگر ان کا کہیں پتہ نہ چلا۔[روشن]

اقصیٰ سلیمہ۔خان گڑھ

زاہدہ صدیقی، ڈیرہ غازی خان

دُعا کی انوکھی تاثیر

ہمارے ابوجی گزشتہ سال تبلیغی جماعت کے ساتھ اندرونِ سال کے لیے گئے تھے اور ابھی کچھ دن پہلے واپسی ہوئی۔ انہوں نے جو روداد سفر سنائی، بڑی دلچسپ اور حیرت انگیز تھی، ایک واقعہ آپ بھی سنیے ابوجی کی زبانی......

اندرون سال والوں کی تشکیل ان انتہائی دشوار گزار علاقوں میں کی جاتی ہے، جہاں گاڑی کے ذریعے جانا ممکن نہ ہو۔ مثلاً دریاؤں کے کنارے جتنی بستیاں ہیں، انتہائی دشوار گزار پہاڑوں میں، صحرا میں...... کیوں کہ چھوٹی بڑی بستیاں سب جگہ ہی ہوتی ہیں۔ ان علاقوں میں دین کا ایسا حال ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ لوگ کلمہ تک نہیں جانتے، نماز اذان سے بالکل واقف ہی نہیں ہیں اور ہر طرح کی خرافات میں مبتلا ہوتے ہیں۔ خیر تو ہماری تشکیل بھی ایک انتہائی دشوار گزار علاقے میں ہوئی، جہاں ہمیں ایک مخصوص رخ پر اللہ کے دین کی دعوت لے کر ایک سال پیدل چلنا تھا۔ بہر حال ہمارا سفر شروع ہوا۔ گاؤں گاؤں، قریہ قریہ ہم چلتے رہے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ اسی طرح ہم ایک بستی سے دوسری بستی کی طرف چلے۔ کئی کلومیٹر کے بعد ایک بستی آئی۔ ایک مسجد میں پہنچے، مگر ابھی ہم وہاں پہنچے ہی تھے کہ متولی مسجد آ گئے۔ انتہائی غلیظ گالیوں سے انہوں نے ہماری تواضع کی اور ہمارا زادِ راہ اٹھا اٹھا کے مسجد سے باہر پھینکنے لگے۔ ہمارے امیر صاحب آگے بڑھ کر پیار سے اس کو سمجھانے لگے مگر وہ اور زیادہ شور کرنے لگے، تو جناب ہم نے وہاں سے بستر اٹھائے اور آگے کی طرف عازم سفر ہو گئے۔

سخت گرمیوں کا موسم تھا اور وہ دن تو بے حد گرم تھا۔ ہمیں شدت سے پیاس لگی تھی لیکن دور دور تک کسی آبادی کا نام و نشان ہی نظر نہیں آ رہا تھا۔ مزید یہ کہ پہاڑی سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ اتار چڑھاؤ نے تھکن اور پیاس میں شدید اضافہ کر دیا۔ آہستہ آہستہ ساتھیوں کی ہمت جواب دینے لگی، ہم چلنے کی بجائے اپنے آپ کو زبردستی گھسیٹ رہے تھے۔ ہم ذکر اللہ کرتے رہے اور چلتے رہے مگر پھر ایک مقام ایسا آیا کہ قدموں نے آگے چلنے سے انکار کر دیا۔ تھکن، گرمی اور پیاس کی شدت سے گویا جان لبوں پر آ گئی تھی۔ کچھ ساتھی بیٹھ گئے اور کچھ گر سے گئے۔ اب ہم مقررہ گھڑی کا انتظار کرنے لگے۔ اس وقت امیر صاحب نے ہمت بندھائی کہ اس طرح ہمت ہارنے سے تو کچھ نہ ہوگا، ہمیں تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہیے۔ پانی نہیں تھا، اس لیے ہم نے تیمم کیا اور اپنے ہاتھ اس ذات پاک کے سامنے دراز کر دیے جس کے سوا اس بیابان میں ہمارا کوئی نہ تھا۔ اس وقت دعا میں وہ مزہ آیا کہ بیان سے باہر ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم پر سکینت سی طاری ہونے لگی، اور گویا کسی نے دل میں اطمینان بھر دیا۔ ہم اللہ کا نام لے کر اٹھے اور آگے کی طرف روانہ ہو گئے۔ لیکن بمشکل دس پندرہ منٹ ہی چلے تھے کہ ایک موڑ پر پہاڑ کے دامن میں اچانک ایک صاف ستھرے پانی سے لبریز تالاب موجود پایا۔ پانی دیکھتے ہی سب ساتھی پانی پر جھپٹ پڑے۔ اتنی جلد دعا قبول ہو جانے پر ہم سب بھیگی آنکھوں سے اللہ کا شکر ادا کرتے رہے۔ ہم نے پانی بوتلوں میں بھرا اور نئی زندگی پانے کے بعد دوبارہ سفر شروع کر دیا۔ تھوڑا چلے تو ایک موڑ گھومنے پر تالاب نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ کچھ تھوڑا اور چلے تو اچانک ایک ساتھی نے کہا: ”اوہ میرا کچھ سامان تو اس تالاب کے پاس ہی رہ گیا ہے۔ آپ حضرات ذرا ٹھہر جائیں تو میں ابھی اٹھا کر لاتا ہوں۔“ اس بھائی نے امیر صاحب سے اجازت لی اور چلے گئے۔

وہ چلے گئے اور ہم ان کا انتظار کرنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے تو چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ کہنے لگے: ”بھائیو! دعا کی عجیب کرامت دیکھ کر آیا ہوں، بتا دوں تو تم یقین نہیں کرو گے۔“

ہم سب نے حیرانی سے کہا کہ کیا ہوا، کیا کرامت دیکھ کر آئے ہو؟“ کہنے لگے۔ ”جس تالاب کا پانی ہماری بوتلوں میں موجود ہے میں ابھی دیکھ کر آیا ہوں کہ نہ وہاں پانی ہے نہ تالاب کا کوئی نام و نشان......“

ہم واقعی حیران رہ گئے اور اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے واپس پلٹے۔ وہاں جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ واقعی وہاں کچھ نہیں تھا، بس زمین ہلکی سی نم تھی۔ ہم نالائقوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی یہ مدد دیکھ کر آنکھیں ایک بار پھر بھیگ گئیں، زبان سے الحمد للہ جاری ہو گیا اور ساری صعوبتیں، تھکن، کلفت ختم ہو کر دل شکر کے جذبات سے بھر گیا۔

سنبھل کر دعا کر

کہتے ہیں کہ ایک اکلوتی جوان لڑکی سخت بیمار ہو گئی، ماں بے چاری رو رو کر، گڑگڑا کر اس کی صحت کی دعا کرتی کہ اے اللہ! میری اس بچی نے کچھ دنیا نہ دیکھی تو اسے اچھا کر، اور شفا بخش۔ اللہ کی حکمت کہ بیماری بڑھتی گئی تو ایک دن ماں کہہ اٹھی کہ اے اللہ! تُو میری بچی کو شفا دے، چاہے میری زندگی اسے دے دے۔ اسی وقت اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ اس کے گھر کے سامنے ایک گائے آئی اور وہاں ڈول رکھا تھا، اس میں منہ ڈالا اور وہ ڈول اس گائے کے سینگ میں پھنس گیا۔ وہ گائے گھبرا کر سیدھی اس عورت کے گھر میں گھس گئی۔ عورت یہ دیکھ کر سمجھی کہ میری دعا قبول ہو گئی اور ملک الموت آ گیا، فوراً کہنے لگی۔ ”میں نہیں یہ میری بچی موت کے بستر پر ہے، اسے لے جا۔“ وہ عورت پہلے خود اپنے لیے موت مانگ رہی تھی لیکن اب کہنے لگی کہ میری بچی کو لے جا۔ موت مانگنا آسان ہے لیکن انجام کی خبر نہ تھی کہ اس طرح دعا مانگنے سے کیا ہوگا؟ ﴿طوبیٰ صدیقی، بہاولپور﴾

Rewari TM
Sweet Mart
ملتانی سوہن حلوہ
حسین آگاہی ملتان (پاکستان) فون نمبر 061-4540656
ڈرائی فروٹ گجک
عربی ڈرائی فروٹ حلوہ
کوکونٹ پائن ایپل حلوہ
پستہ حلوہ
بادام حلوہ
کھجور حلوہ
انڈا حلوہ
اخروٹ حلوہ
اسپیشل برفی
دودھ میسو
پاپڑی سوہن حلوہ
اسپیشل پنجیری
اسپیشل قلاقند
کاجو حلوہ
ڈرائی فروٹ حلوہ
انجیر حلوہ
خوشاب کا ڈھوڈا
ملتانی سوہن حلوہ
معزز کسٹمرز: ہمارے حلوہ جات اب دوسرے شہروں میں بھی منگوائے جاسکتے ہیں۔
آج ہی اپنی رقم آن لائن کیجیے اور اگلے ہی دن ہمارے خوش ذائقہ حلوہ جات سے لطف اندوز ہوں
رابطہ کیلئے: 0303-7231010

آنسو بھی خزانہ

بنت شکیل اختر، حیدرآباد

سکینہ آپا دروازے سے ہی روتی ہوئی اندر داخل ہوئیں تو ان کی بہو زینب جلدی سے ہانڈی ڈھانک کر باہر آئی۔

’’ہائے اللہ کیا ہوا اماں! کیوں رو رہی ہیں؟‘‘ زینب نے ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں تخت پر بٹھایا۔ سکینہ آپا نے کوئی جواب دینے کی بجائے خشوع وخضوع سے رونا جاری رکھا۔

’’خدا کے لیے اماں کچھ تو کہیں!‘‘ زینب نے تشویش سے پوچھا۔

’’اے وہی کلموہی عبدالسمیع کی دلہن...... اس کے منہ کے آگے خندق ہے۔‘‘

سکینہ آپا نے روتے ہوئے بڑی بہو کا نام لیا تو زینب نے ٹھنڈی آہ بھری اور اس سے پہلے کہ غیبت کا سلسلہ شروع ہوتا۔ اس نے کہا:

’’آپ نے کھانا کھایا اماں؟ یقیناً نہیں کھایا ہوگا، غصے میں آپ سب سے پہلے کھانا چھوڑتی ہیں...... میں ابھی آپ کے لیے کھانا لاتی ہوں۔‘‘ یہ کہہ کر زینب باورچی خانے کی جانب بڑھ گئی۔

’’اس نگوڑی زینب کے پاس بھی میرے دکھڑے سننے کے لیے وقت نہیں۔‘‘

سکینہ آپا منہ ہی منہ میں بڑبڑائیں۔ لیکن جب بھاپ اڑاتا ہوا بینگن گوشت اور گرم گرم پھلکے ان کے سامنے آئے تو ان کا سارا غصہ دور ہو گیا۔ ہر نوالے کے ساتھ دل سے دعا نکلتی مگر زبان پر نہ آتی، کیونکہ زبان سے تعریف اور دعائیں کر کے کیا وہ بہو کو سر پر بٹھا لیتیں......؟

☆

سکینہ آپا کے چار بیٹے تھے جو ایک ہی گلی میں بنے ہوئے برابر برابر چار گھروں میں مقیم تھے۔ سکینہ آپا کا اس بات پر کامل یقین تھا کہ ’بہو‘ اصل میں ’بلا‘ ہوتی ہے، مگر زینب کے آنے کے بعد ان کے اس یقین پر کاری ضرب لگی تھی۔ لاکھ یاد کرنے پر بھی انہیں اپنی کوئی ایسی عظیم نیکی یاد نہ آئی جس کے صلے میں اللہ نے زینب جیسا ہیرا ان کی جھولی میں بے مانگے ڈال دیا تھا۔

تین عدد بہوؤں سے سابقہ پڑنے کے بعد سکینہ آپا نے بہر حال خود کو یہ سمجھا لیا تھا کہ ’نئے دور‘ کی کوئی لڑکی صبح سویرے گھونگھٹ ڈال کر بوڑھی ساس کو ناشتہ بنا کر نہیں دے گی۔ وہ تو پھر ساس تھیں، اب تو ان کے گھن گرج والے جوان بیٹے عبدالسمیع، عبدالاحد اور عبدالباری بھی سویرے سویرے ’نکڑ کی ہوٹل‘ کا رخ کرتے نظر آتے تھے، لہٰذا اب دل پر پتھر رکھ کر کپکپاتے ہاتھوں سے وہ چھوٹے بیٹے عبدالہادی کا اور اپنا ناشتہ خود بنا لیتیں۔

پھر ایک دن زینب عبدالہادی کی دلہن بن کر ان کے آنگن میں اتری۔ اور یہ اس کی شادی کا محض تیسرا ہی دن تھا جب سکینہ آپا کی آنکھ باورچی خانہ میں ہونے والی کھڑ پڑ سے کھلی۔ انہوں نے وقت کا اندازہ کیا، فجر کی نماز میں کچھ وقت تھا۔ انہوں نے آنکھیں مَل مَل کر دیکھا۔ یہ ان کا خواب تھا نہ گمان، وہ واقعی زینب تھی۔

’’اے لڑکی! یہ منہ اندھیرے کیا کر رہی ہو؟‘‘ انہوں نے حیرت سے پوچھا۔

جواباً زینب نے نرمی سے کہا:

’’آپ کے لیے دلیا پکا رہی ہوں اماں، جب تک ان کے ناشتے کا وقت ہوگا، دلیا بھی گل جائے گا۔ لیجیے اذان بھی ہونے لگی...... میں آپ کے لیے وضو کا پانی گرم کیے دیتی ہوں۔‘‘

سکینہ آپا کا بے اختیار دل چاہا کہ زینب کے صدقے واری ہو جائیں، مگر وہ خود پر قابو پا کر اپنے کمرے کی جانب چل دیں۔ زینب کے لیے دعاؤں کا ایک چشمہ تھا جو اس وقت ان کے دل سے پھوٹا تھا۔ پھر تو یہ سلسلہ چل نکلا۔ عبدالہادی کے ساتھ اس کا حسنِ سلوک قابل مثال تھا تو سکینہ آپا کا خیال وہ عبدالہادی سے بڑھ کر کرتی کہ شوہر کی جنت انہی کے قدموں میں تھی۔

’’اماں آپ نے کب سے سر میں تیل نہیں ڈالا...... لائیں میں تیل ڈال دوں۔‘‘ پھر وہ آہستہ آہستہ ان کے سر میں مالش کرنے لگتی۔

’’اتنی سردی ہے آپ اپنا دوپٹا خود دھو رہی ہیں...... مجھ سے کیوں نہ کہا؟‘‘ اس کے انداز میں ادب ہوتا، لحاظ ہوتا...... سکینہ آپا کی دوسری بہوؤں کی طرح وہ ان سے ڈٹ کر بات نہیں کرتی تھی۔ جب بھی سردی گرمی کے اپنے کپڑے لاتی، سکینہ بیگم کے بھی لاتی۔

’’میں بوڑھی اتنے کپڑوں کا کیا کروں گی؟‘‘ سکینہ آپا کہتیں۔

’’کیوں اماں بوڑھوں کی ضروریات نہیں ہوتیں کیا؟‘‘ زینب اپنے مخصوص انداز میں کہتی۔

روز ان سے پوچھتی۔ ’’اماں آج کیا پکائیں......؟‘‘ کبھی کہتی۔ ’’آپ بتائیں، رضیہ کی شادی میں، میں کون سا سوٹ پہنوں؟‘‘ وہ ہر بات میں ان سے مشورہ کرتی، ان سے رائے مانگتی۔

مامتا کی ڈور انہیں کھینچ کر دوسرے بیٹوں کے گھر لے جاتی، مگر وہاں کے ڈھنگ دیکھ کر ہمیشہ زینب کے پاس آ کر روتیں۔

’’عبدالباری کی بیوی کو بھی سلامت رکھے اللہ...... گھنٹوں اس کے گھر بیٹھے رہو

خدا ایسوں کی بھی سنتا ہے

صاحب روح المعانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ فرعون کے پاس کچھ لوگ آئے اور کہا کہ بارش نہیں ہو رہی ہے اور دریائے نیل بند ہے، آپ جاری کرا دیجیے، اس لیے کہ آپ کو ہم نے معبود بنایا ہے۔ اس نے کہا، اچھی بات ہے، دریا جاری ہو جائے گا۔ رات کے وقت اٹھا، تاجِ شاہی پہنا، اور پہنچا دریائے نیل کے کنارے۔ دریا خشک تھا، تاج زمین پر رکھا اور مٹی لے کر سر پر ڈالی۔ اور بڑی عاجزی سے کہا:

”اے حاکم الحاکمین! اے رب العالمین! میں جانتا ہوں کہ تُو ہی مالک ہے، تُو ہی سب کچھ ہے، میں نے ایک دعویٰ کیا اور وہ بھی غلط، آج تک تُو نے اس دعوے کو نبھایا اور ظاہر کے اعتبار سے مجھے ویسا ہی رکھا، میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ آج بھی میری بات رہ جائے۔“ خوب رویا، گڑگڑا کر عاجزی اور انکساری کے ساتھ دعا مانگی۔ ابھی اس نے دعا سے سر نہیں اٹھایا تھا کہ اسے پانی کی سرسراہٹ محسوس ہوئی۔ اس نے دیکھا کہ پانی کا زبردست ریلا چلا آ رہا ہے اور دریائے نیل جاری ہو گیا۔ اس نے اپنا تاج اٹھایا، سر پر رکھا اور بڑے فخر سے محل پہنچ گیا۔

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس خدائی کے دعویدار دشمن کی دعا کو بھی قبول فرما رہے ہیں تو اگر مومن گڑگڑا کر یقین کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر مانگے گا تو کیا حق تعالیٰ محروم فرما دیں گے؟

اُمِ عکاشہ، لاہور

پانی تک نہیں پوچھتی، اِدھر مغرب کی اذان ہو رہی ہے اور اُدھر وہ مجھ سے پوچھ رہی ہے، اماں روزہ یہیں کھولو گی کیا؟“

کبھی کہتیں: ”عبدالاحد زمانے بھر کے حساب کتاب جانتا ہے، مگر یہ نہیں جانتا کہ کسی بات میں اماں سے مشورہ بھی کرنا ہے کہ نہیں، نہ تو اس کی دلہن کو ہی توفیق ہے کہ اس بڑھیا کو کچھ بتائے۔ اے فالتو پرزے کی طرح پڑی رہوں میں تو ان کے گھر جا کے۔“

زینب ہمیشہ ہی ان کی دل جوئی کرتی اور اِدھر اُدھر کی باتوں میں لگا کر نہ صرف ان کے غم کا مداوا کرتی بلکہ غیبت سے بھی بچا لیتی۔ وہ بھی ایسے کہ سکینہ آپا کو احساس تک نہ ہوتا۔

☆

مسلسل چار دن سے سکینہ آپا پر نیم بے ہوشی طاری تھی۔ کمزوری بہت بڑھ گئی تھی، کوئی دوا ان پر کارگر نہیں ہو رہی تھی۔ کبھی کبھار ان کے منہ سے صرف یہ ہی جملہ نکلتا:

”مجھے میرے عبدالہادی کے گھر لے چلو۔“

”اماں! آپ عبدالہادی کے گھر پر ہی ہیں۔“ کوئی بہو ان کے کان پر جھک کر کہتی تو ان کو قرار آ جاتا۔ ساری بہوئیں اور پوتا پوتی ان کے پلنگ کے ارد گرد جمع تھے۔ چاروں بیٹے باہر صحن میں گردن جھکائے بیٹھے تھے۔ زینب نے اپنے بیٹے کے کان میں سرگوشی کی تو اس نے بلند آواز سے یاسین پڑھنا شروع کر دی۔ سکینہ آپا نے ذرا سی آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

”اللہ تجھے افسر بنائے۔“ ان کے لبوں سے دعا جاری ہوئی۔ نزع کا عالم شروع ہوا تو بہوؤں نے شور و غوغا کرنا شروع کر دیا۔ زینب نے بمشکل سب کو کمرے سے باہر نکالا، مبادا دم نہ اٹک جائے اور خود ان کے سرہانے بیٹھ کر کلمہ پڑھنے لگی۔

سکینہ آپا کے لبوں سے اس کے لیے دعائیں نکل رہی تھیں۔ اس کی ساری خدمات کا اعتراف وہ گویا بچی کھچی سانسوں میں کر دینا چاہتی تھیں۔ زینب نے تھوڑی بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھا تو سکینہ آپا نے پوری طرح آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔ زینب کی آواز لڑکھڑا رہی تھی، اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ سکینہ آپا نے اٹک اٹک کر کلمہ طیبہ پڑھا اور خالق حقیقی سے جا ملیں۔

زینب کے گھر میں ہی ان کے غسل کا اہتمام کیا گیا۔ زینب نے ان کے تخت پر وہ عمدہ قالین بچھایا جو عبدالہادی کو کسی حاجی نے تحفے میں دیا تھا اور سکینہ آپا کو کفن دے کر اس پر لٹا دیا۔ سکینہ آپا تہی دامن تھیں۔ چار گھر انہوں نے اپنی زندگی میں ہی چاروں بیٹوں کے نام کر دیے تھے۔ زیور کے نام پر ان کے پاس ایک چھلا تک نہ تھا۔ پھر بھی زینب ہر ایک سے یہ ہی کہتی کہ وہ اپنا سارا خزانہ مجھے دے گئیں اور حقیقتاً وہ دعائیں دنیا بھر کے خزانوں سے بڑھ کر تھیں اور پھر زینب ہر گزرتے دن کے ساتھ سکینہ آپا کی دعاؤں کے نت نئے ثمرات دیکھتی رہی۔

اس کا ایک بیٹا ایک اعلیٰ عہدے پر افسر بنا اور دوسرا پروفیسر، بیٹی بھی ڈاکٹر بنی لیکن سب سے بڑی بات یہ تھی کہ ان دنیاوی کامیابیوں کے ساتھ وہ سب نہایت دین دار بھی تھے۔ سب ہی ماں باپ کی بے حد عزت اور خدمت کرنے والے تھے۔ اکثر زینب ان کو یہ ہی بتلاتی تھی کہ کوئی یوں ہی افسر یا ڈاکٹر نہیں بن جاتا...... میرے بچو! تم سب کے پیچھے دعاؤں کا ایک خزانہ ہے۔ یہ وہ خزانہ ہے جو تمہاری مرحوم دادی کے سینے میں چھپا تھا۔ اللہ پاک نے مجھے ان کی خدمت کی توفیق دی تو تمہاری دادی نے یہ خزانہ میرے سپرد کر دیا۔ خزانے کی حفاظت تو لوگ کرتے ہیں مگر یہ ایسا خزانہ تھا جس نے ہم سب کی قدم قدم پر حفاظت کی۔ یہ دعاؤں کا خزانہ خدمت کے صلے میں ملا ہے۔ یاد رکھو بیٹا! عبادت سے جنت مل جاتی ہے مگر عبادت کے ساتھ خدمت کرنے سے اللہ کا وہ خصوصی قرب نصیب ہوتا ہے، جس کے سامنے جنت کی ہر نعمت کم ہے۔ وہ کہہ کر خاموش ہوتیں تو ان کے چہرے پر چھایا ہوا اطمینان ان کی باتوں کی صداقت کی گواہی دیتا۔

تعلیمی نیوز چینل
فارقلیط سیکنڈری کیڈٹ انگلش سکول رجسٹرڈ
زیر انتظام
مولانا کلیم اللہ نادر تونسوی
ایم۔بی۔اے (مارکیٹنگ) کراچی یونیورسٹی
شاگرد رشید قاری عبدالرب ارشد ریڈیو پاکستان (ملتان)
سابق برانڈ منیجر ”بچوں کا اسلام“ و ”خواتین کا اسلام“
Japanese Jica project (HIS) سپروائزر
Kestrel & Buzzard ریسرچ اسسٹنٹ
KIMS لیکچرر و منیجر مارکیٹنگ کراچی
سکالرشپ ہولڈر ان آل ایگزامز آف ورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن
(5th,8th,10th، اینڈ F.S.C)
150 سے زائد اقامتی اور غیر اقامتی اداروں کے سروے کے بعد
حفاظ و غیر حفاظ کے لیے
یک سالہ پرائمری اور
یک سالہ مڈل پروگرام
ہاسٹل میں محدود
داخلے جاری ہیں
آلودگی سے پاک
صاف ستھرا ماحول
جنریٹر کی سہولت و
ناظرہ قرآن مجید کی تعلیم
بہ سلطان پور تحصیل میلسی ضلع وہاڑی
03218212550
03136672538
0673692090

ڈھال

سارہ الیاس۔ ڈیرہ غازی خان

منور آج پھر سر پکڑے پریشان سا بیٹھا تھا مگر "کیا ہوا منوا فکر نہ کر......" کہہ کر تسلی دینے والی ماں چلی گئی تھی۔ وہ اوسط ذہانت رکھنے والا عام سا انسان تھا۔ شروع ہی سے اپنے ہر ٹیسٹ اور پیپر کے دنوں میں وہ یونہی پریشان سا ہو کر بیٹھ جاتا تھا۔ کتابیں ارد گرد پھیلائے، گیس پیپر ہاتھ میں پکڑے پریشان حال منور کو دیکھ کر ماں مسکراتی، پھر کہتی:

"ارے منوا! پاگل نہ بن، تیرا کام پڑھنا ہے تو وہ کر، میرا کام دعا کرنا ہے وہ میں کرتی ہوں، نتیجہ خدا پر چھوڑ دے بچے!"

وہ کچھ دیر اس کے بال سہلاتی رہتی پھر کچھ پڑھ کر اس پر پھونکتی تو اسے لگتا پریشانی پر لگا کر اڑ گئی ہے، پھر جتنی دیر وہ پڑھتا رہتا، ماں جائے نماز سے نہ اٹھتی۔ چنانچہ اس کو دعاؤں کی برکت سے نتیجہ ہمیشہ شاندار نکلتا تھا۔

ایسا ہی تب ہوا تھا، جب وہ نوکری کی تلاش میں اپنی جوتیاں اور شہر کی سڑکیں گھسا رہا تھا۔ اتنے انٹرویو دے دے کر وہ دل توڑ بیٹھا اور ایک دن ماں کی گود میں سر رکھ کر رونے لگا۔

"ماں! میں دنیا سے ہار گیا ہوں، دنیا کا مقابلہ نہیں کر سکتا، ماں تیرا بیٹا کسی کام کا نہیں۔"

اس دن ماں مسکرانے کی جگہ ہنس ہی پڑی۔ "او منوا جھلے! تو تو لڑکیوں کی طرح رو رہا ہے، شرم نہیں آتی تجھے؟ مقابلہ ابھی شروع ہوا نہیں اور تو ہار مان رہا ہے، پاگل نہ ہو، تجھے ہزار بار سمجھایا ہے، ہم دونوں اپنا اپنا کام کرتے ہیں، رب اپنا کرے گا تو کیوں فکر کرتا ہے۔" پھر ایسا ہی ہوا تھا۔ اسے ماں کی کرامت ہی کہنا چاہیے کہ ایسی پوسٹ پر بغیر سفارش اور رشوت کے اس کا تقرر ہو گیا تھا جو بغیر تگڑی سفارش اور ڈھیر سی رشوت کے بظاہر ناممکن تھا۔

پھر کئی موقع آئے اس کی زندگی میں، کبھی کوئی پراجیکٹ، کبھی تبادلے کا مسئلہ، وہ ماں کی دعا کو ڈھال بنائے دنیا سے لڑتا رہا اور جیتتا رہا۔ نجمہ گھر کے سونے آنگن میں اچھا اضافہ تھی، پھر دو جڑواں بچیوں نے جیسے اس کی ہر آرزو پوری کر دی تھی۔ ماں کی دعاؤں سے وہ بہت خوش اور مطمئن زندگی گزار رہا تھا۔ یوں جیسے ہلکے ہلکے قدموں سے پھولوں بھری شاہراہ پر چلا جا رہا ہو کہ اچانک پیر میں ایک کانٹا چبھ گیا۔ یوں تو اس نے سوچا بھی نہ تھا۔ اب وہ کیا کرے گا؟ اس کی ڈھال اس سے چھن گئی تھی۔ دنیا کے تیر نشانے پر لگنے والے تھے۔ ماں کی قبر کے پاس، سر پکڑے پریشان سا منور، ننھا منو بن گیا تھا۔ روتے روتے اس کی ہچکی بندھ گئی تھی مگر تسلی دینے والا کوئی نہ تھا۔ وہ روئے چلا جا رہا تھا، زندگی کی ایک ایک یاد آنسو بن کر اس کی آنکھوں سے ٹپک رہی تھی۔

باپ کی موت، دادی کا اسے اور ماں کو گھر سے نکالنا، ماں کا لوگوں کے گھر کام کرنا، ماموؤں سے جھگڑ کر اس کی تعلیم کا بندوبست کرنا، اس کی زندگی کا ہر نیا قدم ماں کے دیے اعتماد اور دعاؤں کے حصار میں اٹھتا تھا۔ وہ تو زندگی یوں بسر کر رہا تھا جیسے بچہ ماں کی انگلی تھام کر سڑک پار کرتا ہے، دائیں بائیں دیکھے بغیر، بند آنکھوں کے ساتھ، بس مضبوطی سے اس انگلی کو پکڑے ہوئے اور اب اس بچے سے وہ انگلی چھوٹ گئی تھی۔ اسے یقین تھا کہ ابھی کوئی تیز رفتار گاڑی اسے کچل کر چلی جائے گی۔

وہ وہاں سے اٹھنا نہیں چاہتا تھا، یونہی وہیں بیٹھے بیٹھے ساری رات گزارنے کو دل چاہ رہا تھا۔ آخر کہاں جاتا، ماں کے بغیر تو وہ گھر بھی قبرستان تھا ناں! مگر بڑا ہونے میں یہ ایک بہت بڑی خرابی ہے، آپ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتے، بچہ چاہے تو شادی کے ہنگاموں میں رونا شروع کر دے، یا مرگ والے گھر ہنسے، وہ کر سکتا ہے، مگر آپ نہیں کر سکتے۔ آپ کو ویسے ہی ردعمل دکھانا ہوتا ہے، جیسا معاشرہ آپ سے توقع کر رہا ہوتا ہے۔ اسے بھی اٹھنا پڑا نجمہ کے پانچویں فون پر۔ یہ سن کر کہ موٹل اور کومل اس کے لیے پریشان ہیں۔ وہ آنسو پونچھتا ہوا بوجھل قدموں سے اپنی گاڑی کی طرف چل پڑا۔

اس کے گھر آجانے سے اس کی بیوی اور بچے پرسکون ہو گئے تھے۔ وہ سو چکے تھے مگر وہ کیسے سو جاتا۔ اس کی آنکھوں سے ایک بار پھر آنسو ٹپ ٹپ گر کر اس کا تکیہ بھگوتے رہے۔ کروٹیں بدلتے بدلتے، جانے رات کے کس پہر وہ سحر زدہ سا ہو کر اٹھ بیٹھا۔ ماں اس کے سامنے کھڑی تھی، ہمیشہ کی طرح اسے دیکھ کر ہنس رہی تھی۔

"او جھلے، پاگلے ساری زندگی بھی یوں رو رو کر مجھے ستاتا رہا، اب تو چین لینے دے۔ بچہ نہیں رہا اب تو! میری بات غور سے سن۔ ساری عمر تجھے یہی ایک سبق سکھاتی رہی تھی کہ پریشان ہونا مسئلے کا حل نہیں۔ انسان کے ذمے صرف دو کام ہیں۔ کوشش اور دعا، نتیجہ اس کا نہیں رب کا کام ہے، تو کوشش کر اور......"

"جبھی تو رو رہا ہوں! ماں اب دعا کون دے گا مجھے؟ یوں ایک دم اکیلا چھوڑ کر چلی گئی ہے کس کے سہارے؟" وہ پھر سے سسکنے لگا تھا۔

"کفر نہ بک منوا! کفر نہ بک، سہارا صرف سوہنے رب کی ذات ہے، وہ موجود ہے ہمیشہ سے، ہمیشہ کے لیے، اس نے یہ پابندی نہیں لگائی کہ صرف ماں کی دعا قبول ہوگی، تو خود کیوں نہیں مانگتا؟ اور اب تو تو خود باپ ہے، سربراہ ہے اپنے خاندان کا، یہ بچوں والی حرکتیں چھوڑ، خبردار جو تو پھر رویا۔" انہوں نے اس کے ماتھے پر پیار کیا تھا۔

اخیر عمر تک نیک اعمال کی توفیق کی دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ خَیْرَ عُمُرِیْ اٰخِرَہٗ وَ خَیْرَ عَمَلِیْ خَوَاتِیْمَہٗ وَ خَیْرَ اَیَّامِیْ یَوْمَ اَلْقَاکَ فِیْہِ۔ (طبرانی)

"اے اللہ! میری عمر کا بہترین حصہ اس کا آخری حصہ کرنا اور میرا بہترین عمل میرا آخری عمل کرنا اور میرا سب سے اچھا دن وہ ہو جو تیرے حضور حاضری کا دن ہو۔"

ایک بہترین توشہ

بنت محمد الیاس عابد۔ لاہور

ایک بزرگ فرماتے ہیں

کہ مجھ پر ایک مرتبہ دل کی تنگی اور خوف کا شدید غلبہ ہوا۔ میں پریشان حال ہو کر بغیر سواری اور توشہ کے مکہ مکرمہ چل دیا۔ تین دن تک اسی طرح بغیر کھائے پیے چلتا رہا۔ چوتھے دن مجھے پیاس کی شدت سے اپنی موت کا اندیشہ ہو گیا اور جنگل میں کہیں سایہ دار درخت کا بھی پتا نہ تھا کہ اس کے سائے میں ہی بیٹھ جاتا۔ میں نے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا اور قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا اور مجھے نیند سی آ گئی تو میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا کہ میری طرف ہاتھ بڑھا کر فرمایا۔ لاؤ ہاتھ بڑھاؤ۔ میں نے ہاتھ بڑھایا۔ انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور فرمایا تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ تم صحیح سالم حج بھی کرو گے اور قبر اطہر کی زیارت بھی کرو گے۔ میں نے کہا کہ اللہ آپ پر رحم کرے، آپ کون ہیں؟

فرمایا میں خضر ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ میرے لیے دعا کیجیے۔ فرمایا یہ الفاظ تین مرتبہ کہو "یَا لَطِیْفًا بِخَلْقِہٖ یَا عَلِیْمًا بِخَلْقِہٖ یَا خَبِیْرًا بِخَلْقِہٖ اُلْطُفْ بِیْ یَا لَطِیْفُ یَا عَلِیْمُ یَا خَبِیْرُ" (اے وہ پاک ذات جو اپنی مخلوق پر مہربان ہے، اپنی مخلوق کے حال کو جانتا ہے، ان کی ضروریات سے باخبر ہے تُو مجھ پر لطف و مہربانی فرما، اے لطیف! اے علیم! اے خبیر!) پھر فرمایا کہ یہ ایک تحفہ ہے جو ہمیشہ کام آنے والا ہے، جب تجھے کوئی تنگی پیش آئے یا کوئی آفت نازل ہو تو ان کو پڑھ لیا کر، تنگی رفع ہو جائے گی اور آفت سے خلاصی ہو گی۔ یہ کہہ کر وہ تو غائب ہو گئے۔ مجھے ایک شخص نے یا شیخ یا شیخ کہہ کر آواز دی۔ میں اس کی آواز سے نیند سے جاگا تو وہ شخص اونٹنی پر سوار تھا۔ مجھ سے پوچھنے لگا کہ ایسی صورت، ایسے حلیہ کا کوئی نوجوان تو تم نے نہیں دیکھا۔ میں نے کہا کہ میں نے تو کسی کو نہیں دیکھا۔ کہنے لگا ہمارا ایک نوجوان سات دن ہو گئے، گھر سے چلا گیا۔ ہمیں یہ خبر ملی کہ وہ حج کو جا رہا ہے۔ پھر اس سوار نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں کا ارادہ کر رہے ہو؟ میں نے کہا جہاں اللہ تعالیٰ لے جائے۔ اس نے اپنی اونٹنی بٹھائی اور اس سے اتر کر ایک توشہ دان میں سے دو روٹیاں سفید جن کے درمیان میں حلوا رکھا ہوا تھا نکالیں اور اونٹ پر سے پانی کا مشکیزہ اتارا اور مجھے دیا۔ میں نے پانی پیا اور ایک روٹی کھائی، وہی مجھے کافی ہو گئی۔ پھر اس نے مجھے اپنے پیچھے اونٹ پر سوار کر لیا، ہم دو رات اور ایک دن چلے تو قافلہ ہمیں مل گیا۔ وہاں اس نے قافلہ والوں سے اس جوان کا حال دریافت کیا، معلوم ہوا کہ وہ قافلہ میں ہے۔

وہ مجھے وہاں چھوڑ کر تلاش میں گیا، تھوڑی دیر کے بعد جوان کو ساتھ لیے ہوئے میرے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا کہ بیٹا اس شخص کی برکت سے اللہ جل شانہٗ نے تیری تلاش مجھ پر آسان کر دی۔ میں ان دونوں کو رخصت کر کے قافلہ کے ساتھ چل دیا۔ پھر مجھے وہ آدمی ملا اور مجھے ایک لپٹا ہوا کاغذ دیا اور میرے ہاتھ چوم کر چلا گیا۔ میں نے اس کو دیکھا تو اس میں پانچ اشرفیاں تھیں۔ میں نے اس میں سے اونٹ کرائے پر لیا اور اسی سے کھانے پینے کا انتظام کیا اور حج کیا اور اس کے بعد مدینہ طیبہ میں حضور اقدس ﷺ کے روضۂ اطہر کی زیارت کی اور اس کے بعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی قبر مبارک کی زیارت کی اور جب کبھی کوئی تنگی یا آفت پیش آئی تو حضرت خضر علیہ السلام کی بتائی ہوئی دعا پڑھی۔ میں ان کی فضیلت اور ان کے احسان کا معترف ہوں اور اس نعمت پر اللہ پاک کا شکر گزار ہوں۔

(روض)

☆

کیا یہ خواب تھا؟ ناشتے کی میز پر وہ چائے کے کپ میں چمچ چلاتے ہوئے جانے کب سے سوچے چلے جا رہا تھا جب نجمہ کی آواز نے اس کے ارتکاز کو توڑ دیا۔ وہ سن نہیں پایا تھا کہ اس نے کیا کہا ہے۔

"کچھ کہا تم نے؟" ٹھنڈی چائے کا کپ لبوں سے لگاتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"ہاں! مجھے معلوم ہے کہ اماں کے بعد آپ بہت پریشان ہیں، مگر اب بہت دن ہو گئے ہیں۔ آپ کو زندگی کی طرف آنا ہوگا...... شاید میں اپنی بات آپ کو سمجھا نہیں پا رہی......"

"نہیں تم کہو۔"

"دیکھیں امائیں چلی جاتی ہیں مگر ان کی دعائیں کبھی نہیں مرتیں، ہمیشہ ہمارے سر پر ایک سائبان بن کر ہماری راہنمائی اور حفاظت کرتی ہیں۔"

وہ یک ٹک اسے دیکھے چلا گیا۔ اتنی سی بات وہ کیوں نہیں سمجھ سکا تھا کہ اس کے ساتھ ہر قدم پر کامیابی کی دعا تھی، نجمہ نے کیسے سمجھ لی؟ وہ حیران تھا مگر اس کی یہ حیرت بھی جلد ہی دور ہو گئی تھی، جب وہ بالکل ماں کی طرح اس کی دونوں بچیوں کے لیے مصلیٰ بچھائے دعا میں مصروف تھی۔ ماں کی دعا کی حقیقت ایک ماں سے بڑھ کر بھلا کون جان سکتا تھا۔ اس نے سوچا ہاں واقعی مائیں مرجاتی ہیں مگر ان کی دعائیں زندہ رہتی ہیں۔"

تو تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (القرآن)

روشن دماغ روشن پاکستان

گلیمر

7 یوم میں بال گرنا بند
چند ماہ میں سفید بال بھی سیاہ
نئے بال اگاتا ہے

بندھن®

جھوٹ فریب سے پاک

ہیئر آئل اینڈ شیمپو

بالوں کے تمام مسائل کا آئیڈیل حل

روغن بادام، روغن زیتون، روغن کنجد اور
قیمتی جڑی بوٹیوں سے تیار شدہ
دماغ کو طاقت دیتا ہے اور نظر کو تیز کرتا ہے۔

گھر کے ہر فرد کے لیے یکساں مفید

ہر جگہ دستیاب

قیمت ہیئر آئل: -/250

قیمت شیمپو: -/100

کاروباری رابطے کے لیے: Mob: 0300-4126739-0322-4870876

ڈسٹری بیوٹرز

بسم اللہ ہومیو کلینک، روبی سینما، سعید آباد بلدیہ ٹاؤن کراچی۔ فون: 021-32810777

کرسٹل مارکیٹنگ سروسز، G-140 مرغزار کالونی لاہور فون: 0333-4227351 / مرکز ادویات، بوہڑ بازار راولپنڈی فون: 051-5557537

امین دواخانہ چنیوٹ بازار فیصل آباد فون: 041-2647496 / ملت دواخانہ گھنٹہ گھر پشاور فون: 091-2565226

بندھن ہیئر آئل ان جگہوں پر دستیاب ہے

کراچی: دارالشفاء ٹریڈرز۔ ایس عطاء محمد اینڈ سنز گلی نمبر 2 گلی موتی مسجد ڈینسو ہال جناح روڈ، خواجہ سٹور، صدر میڈیکوز ایمپرس مارکیٹ، برہانی دواخانہ بالمقابل ایمپرس مارکیٹ، محمد علی میڈیکوز آرام باغ روڈ۔ سینٹر ہومیو سٹور نزد میٹرک بورڈ آفس ناظم آباد، عثمانیہ ہومیو سٹور نزد اردو سائنس کالج گلشن اقبال۔ جرمن ہومیو سٹور۔ النور محمدی ہومیو سٹور۔ کالا بورڈ ملیر۔ **حیدر آباد**: المصطفیٰ دواخانہ نزد راحت سینما 2785189۔ ماریہ دواخانہ الرحیم شاپنگ سنٹر، مسلم ہومیو سٹور لجپت روڈ۔ **کوئٹہ**: یوپی پنسار سٹور ہری لٹن روڈ، جرمن ہومیو سٹور مسجد روڈ: **کوٹ ادو**: المظاہر کتب خانہ نزد جامعہ مظاہر العلوم۔ **کنری پاک**: آئیڈیل سٹور ضلع عمر کوٹ سندھ۔ **سکھر**: سٹار شاپ ٹھلہ **صادق آباد**: اچھا دواخانہ ریل بازار، العامر جنرل وڈائی فیصل بازار۔ **رحیم یار خان**: پاکستان ہومیو بانو بازار۔ **بہاولپور**: سید محمد ماتگائے شاہ پنسار سٹور چوک بازار **ڈیرہ غازی خان**: ابن سینا دواخانہ سٹور گھنٹہ گھر بازار 463860 فیضان طبی دواخانہ صدر بازار۔ **تونسہ شریف**: اسلامی کتب خانہ کالج روڈ۔ **شادن لنڈ**: عبدالسلام کریانہ سٹور مین روڈ **ملتان**: کمال دواخانہ اینڈ ہومیو سٹور بخاری مارکیٹ چوک گھنٹہ گھر ملتان، مکہ ہومیو بالمقابل بلقیس پلازہ التمش روڈ کینٹ۔ ادارہ اشاعت الخیر بیرون بوہڑ گیٹ۔ **کبیر والا**: حمزہ سپر سٹور مین بازار۔ **وہاڑی**: اسامہ ہومیو سٹور بالمقابل تھانہ صدر۔ **ہارون آباد**: مکتبہ علائیہ ناصریہ الحذیفہ خوشبو کیپ ہاؤس تحصیل بازار 0632253846۔ **منچن آباد**: خلیجی ہومیو سٹور بلدیہ روڈ۔ **میاں چنوں**: ندیم ہومیو سٹور امام بارگاہ روڈ۔ **ساہیوال**: المراد ہومیو فرنیچر مارکیٹ **اوکاڑہ**: چوہدری ڈرگ سٹور نزد ٹانگہ سٹینڈ 2521515 **سرگودھا**: قدیم چنیوٹی دواخانہ کچہری بازار، پیرجی دواخانہ عیدگاہ روڈ۔ **جھنگ**: نیا دواخانہ اسماعیل مارکیٹ۔ یوسف دواخانہ شہید روڈ۔ **بھکر**: اقبال ہومیو کالج روڈ نزد مسجد اہلحدیث۔ **چنیوٹ**: فورسٹار بک شاپ سہارن روڈ۔ **میانوالی**: نیو دہلی دواخانہ مین بازار۔ **کوہاٹ**: محمدی ہومیو کلینک مین بازار۔ **پشاور**: سعید دواخانہ 19 صدر بازار۔ **مردان**: برادر پنسار سٹور سرفراز گنج بازار۔ **مینگورہ سوات**: دارالشفاء دواخانہ مینار بازار۔ **مانسہرہ**: حاجی الیاس پنسار سٹور ظفر روڈ۔ **ہری پور ہزارہ**: فرنٹیئر یونانی دواخانہ چوک شیرانوالہ گیٹ۔ پاک ہومیو سٹور سائیں سہیلی روڈ۔ **اٹک**: نیو یونانی دواخانہ نزد جامع مسجد حنفیہ سول بازار۔ **راولپنڈی**: مرکز ادویات، سپر ہومیو بوہڑ بازار۔ دارالادویات چوک نیا محلہ، **اسلام آباد**: سوات پنسار سٹور آبپارہ۔ سوات پنسار سٹور سٹی آرکیڈ پلازہ مرکز آئی ایٹ۔ **دینہ**: ہمدرد دواخانہ منگلا روڈ سٹی پلازہ۔ **جہلم**: ہمدرد دواخانہ مین بازار۔ **گجرات**: حافظ اشتیاق پنسار سٹور پرانی سبزی منڈی، **منڈی بہاؤالدین**: ممتاز میڈیسن علوی چوک 500144۔ بوسال پنسار سٹور صدر **سیالکوٹ**: لون برادرز ایبٹ روڈ منور پنسار سٹور بازار پنساریاں **گوجرانوالہ**: صدیقی دواخانہ صرافہ بازار۔ صدیقی میڈیسن گلی نمبر 2 محلہ نور باوا گوندلاں والا روڈ **لاہور**: طبی ٹریڈرز میاں میڈیسن مارکیٹ، احمد عمران ٹریڈرز میڈیسن ڈیلر بیرون لوہاری گیٹ، ہجویری میڈیسن داتا علی ہجویری مارکیٹ بیرون لوہاری گیٹ۔ اسلام ہومیو سٹور 17 ریلوے روڈ نزد فوڈ سٹریٹ، ایم حنیف اینڈ سنز بوہڑ چوک، تنویر ٹریڈرز پاپڑ منڈی۔ **فیصل آباد**: ذیشان ہومیو سٹور چنیوٹ بازار **رائیونڈ**: ندیم ہومیو سٹور و کلینک بیرون تبلیغی مرکز۔ **شیخوپورہ**: عدنان جنرل سٹور لنڈا بازار 0321-6405855

توجہ فرمائیے

بے اولادی۔ سپرم کی کمی کیلئے ماہ اکتوبر سے ماہ فروری تک علاج کیا جاتا ہے۔

دواخانہ حکیم کبیر خان اردو بازار گجرات مشورہ اور معائنے کیلئے رابطہ نمبر: 0300-4126739 - 0322-4870876

میرا اللہ کتنا مہربان

کسی کے منہ سے یہ جملہ سنا ''اللہ سندا ای نہیں'' کسی سے سنا ''اللہ کدی تے سنے گا'' کوئی کہتا ہے ''اللہ نے ساڈی سن لئی۔'' میں ان میں سے کچھ بھی نہیں کہوں گی کیوں کہ اگر میں سوچنے بھی بیٹھوں کہ میری کون سی دعا قبول نہیں ہوئی تو دماغ تھک جاتا ہے مگر خواہش یاد نہیں آتی۔ میں گناہ گار، نکمی، مانگتی بھی زیادہ نہیں مگر اللہ پاک خود ہی قبول فرما لیتے ہیں، وہ تو سچے جذبے بھی سن لیتے ہیں تو اے لوگو! بھلا تمہارے الفاظ کیوں نہیں سنیں گے؟ یہ کفریہ جملے کہنا چھوڑ دیجیے، ذرا خلوص سے ہاتھ تو اٹھایئے، وہ بھلا کیوں نہیں نوازیں گے، جو صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک اپنے گناہ گار بندے کو نوازنے کے لیے اپنا دربار کھلا رکھے ہوئے ہیں۔

مدیر صاحب کا یہ جملہ پڑھا ''ہمیں وہ واقعات لکھ بھیجیے جن سے دعا کی طاقت پر آپ کا ایمان بڑھا ہے، جب دعا سے آپ کی بگڑی بنی ہو اور بظاہر ناممکن ممکن ہوا ہو۔'' تو سوچوں کا سمندر اُمڈ آیا۔ تقریباً تین ساڑھے تین سال پیچھے چلتے ہیں۔ میری گردن کے اِردگرد گلٹیاں بننا شروع ہوئیں۔ ایک بنی، بڑھی، منہ بن گیا، پھٹ گئی۔ ایک اور جگہ بن گئی پھر ایک اور۔ ایک پھر حلق پہ ہی بن گئی۔ یوں محسوس ہوتا کوئی میرے حلق پر انگوٹھا رکھے بیٹھا ہے، مجھے دیکھ دیکھ کر سب پریشان ہوتے، حیران ہوتے۔ میں ان کو دیکھ کو حیران ہوتی کیونکہ بظاہر مجھے کوئی تکلیف نہیں تھی۔ آخر ایک رات خواب میں دیکھا کہ میں مر چکی ہوں، کفن میں ملبوس جنازے والی مخصوص چارپائی پر ہوں، چارپائی کے اِردگرد کوئی انسان نظر نہیں آ رہا، ہاں کچھ فرشتے ہیں جو اٹھا کے لے جا رہے ہیں اور چند قدم چل کے پھر رُک جاتے ہیں، میں بڑا چِہک کر لہک لہک کر ''قَدِّمُونِی ، قَدِّمُونِی......'' پڑھ رہی ہوں ، مگر وہ رُکے کھڑے ہیں۔ میں انہیں کہتی ہوں کہ جلدی چلو، چلتے کیوں نہیں۔ مگر وہ تو کھڑے ہیں ، اب پتا چلا وہ چل کیوں نہیں رہے تھے، ابھی تو زندگی تھی مگر......مگر یہ تو خواب کی بات تھی، میں تو حقیقت میں بھی گویا کفن پہن ہی چکی تھی کیونکہ جب میں آپریشن تھیٹر میں لے جائی گئی تو میری ایک بہن نے دوسری کو فون پر روتے ہوئے بتایا کہ ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ انتہائی سیریس آپریشن ہے، کیوں کہ اسے کینسر اور شوگر اور نجانے کیا کیا بڑی بڑی بیماریاں ہیں، یہ بیماریاں میری بہنوں نے مجھے بتائی بھی نہیں تھیں۔ مگر آپریشن کامیاب ہو گیا اور 18 ماہ دوائی کھانے کی سزا سنائی گئی اور ایک ہفتہ بعد دوبارہ چیک اپ کروانے کا کہا گیا۔ آپ کو یہ بھی بتاتی چلوں کہ

حمنہ صدیقی کمالی۔ جامعہ عربیہ نعمانیہ

فیصل آباد الائیڈ اسپتال جاتے ہوئے سارا راستہ میں دعا مانگتی رہی تھی کہ ''اے اللہ پاک! مجھے بے شک اٹھا لینا، اپنے پاس بلا لینا، مجھے منظور ہے مگر کسی کا محتاج نہ بنانا، مجھے کوئی موذی مرض نہ لگانا ، مجھے سنبھالے گا کون؟ ماں باپ آپ کے پاس چلے گئے، بہنیں سب اپنے اپنے گھر میں ہیں اور بھائیوں پہ میں بوجھ نہیں بننا چاہتی۔'' ٹھیک ہونے کے تو آثار نہیں تھے لیکن دعا کی قبولیت کا ضرور یقین تھا۔ میں یہی سمجھی کہ اللہ پاک مجھے اپنے پاس بلا لے گا۔ دعا میں روتے روتے اس سوچ کے آتے ہی مسکراہٹ چھا جاتی کہ واہ......اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے ملاقات ہوگی، کیا حسین وہ پل ہو گا۔ بہر حال آپریشن کے بعد ایک ہفتہ گزر گیا، ان دنوں مختلف باتیں سننے کو ملتی تھیں۔ کوئی کہتا فلاں عورت نے کہا ہے آپ لوگوں نے بہت غلط کیا آپریشن کروا کر، اب اس کی جڑیں سارے جسم میں پھیل جائیں گی، کبھی کوئی کچھ کہتا کبھی کچھ۔ میں سن کر سن کر کبھی پریشان سی ہو جاتی کہ یا اللہ! مجھے محتاج نہ بنانا، مگر اس خدائے واحد پر یقین تھا۔ آخر ایک ہفتے بعد گئی تو رپورٹس 100 فیصد ٹھیک تھیں۔ ڈاکٹرز ششدر رہ گئے۔ کہنے لگے کہ ''دوبارہ کرواؤ۔''

میں نے کہا ''سو بار کراؤ، بالکل ٹھیک آئیں گی۔'' اب اپنی شرمندگی مٹانے کے لیے کہنے لگے کہ ایسا کرو ایک ہفتہ تو ضرور دوائی کھا لو، پھر چھوڑ دینا۔ کہاں 18 ماہ اور کہاں ایک ہفتہ......؟

میری بہنو! ہمارا اللہ ہمارے تصور سے زیادہ ہم پر مہربان ہے۔ خدارا! منفی سوچیں چھوڑیں، مثبت سوچ اپنائیں۔ ناشکری کا طوق نکال پھینکیں، شکر کا لبادہ اوڑھیں۔ خدا نے ہمیں اپنے لاڈلے محبوب نبی ﷺ کا اُمتی بنایا ہے۔ اگر خوانخواستہ کافروں میں پیدا کر دیتا تو ہم کیا کر لیتے؟ ہمیں انسان نہ بناتا، کوئی موذی جانور سانپ، بچھو بنا دیتا تو ہم کیا کر لیتے؟ ہمیں دَر دَر کی خاک چھاننے والا بھکاری بنا دیا ہوتا تو ہم کیا کر لیتے؟ آج بھی اگر وہ ہماری ناشکریوں کی پاداش میں ہمارے چہرے مسخ کر دے تو ہم اس کا کیا بگاڑ سکتے ہیں؟ ایک چیز ہمیں ہمارا محبوب خاوند اپنی پسند سے لا دے، ایک چیز ہمارا چھیتا بیٹا یا لاڈلا بھائی لا دے اس کی تو بڑی قدر ہے ہماری نظر میں، جو ہمارا خدا ہمارے لیے فیصلہ کر دے اس پر ناگواری کیسی؟ اس پر ناشکری، ناراضی کیسی؟ اللہ ہم سب کو راضی برضا رہنے والا بنا دے اور شکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

غیب سے انوکھی مدد

ساجدہ بتول۔ ملتان

یہ میری 'اسکولی زندگی' کا واقعہ ہے جس کو تاعمر فراموش نہیں کر سکتی۔ اس وقت دہم کلاس کے امتحانات سر پہ تھے۔ ہمارے پورے گاؤں میں میری کلاس فیلو کوئی لڑکی نہ تھی۔ میری کزنز مجھ سے چھوٹی کلاسز میں تھیں، ان کے امتحان ہو چکے تھے اور وہ آج کل موجیں کر رہی تھیں۔ مجھے ہمیشہ سے اپنی کزنز کے ساتھ چاند گاڑی (چنگ چی) میں اسکول جانے کی عادت تھی۔
پیدل سفر کافی طویل پڑتا تھا، لیکن زندگی میں یہ پہلا مرحلہ ایسا آیا کہ مجھے گھر سے اکیلے قدم نکالنا پڑا۔ بھائی اور ابو جی دوسرے شہروں میں ہوتے تھے۔ مجھ سے چھوٹی سب کزنز نے چھٹیوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مدرسے میں داخلہ لے لیا تھا، لہٰذا مجھے پیپرز دینے جانے کے لیے کسی کو ساتھ لینا بھی ممکن نہ رہا۔ اُدھر دہم کلاس کے سالانہ امتحانات...... اللہ کی شان! چنگ چی ڈرائیور کو بھی کسی مجبوری نے آگھیرا اور اس نے ان دنوں مجھے اسکول لانے، لے جانے سے معذرت کر لی۔ امی جی ان دنوں بیمار تھیں۔ پہلا پیپر تھا، لہٰذا میں تھی اور اللہ کی ذات تھی۔ امی جی نے بھی میرے لیے ڈھیروں دعائیں کیں اور فجر کی نماز کے بعد میں نے بھی اللہ کے حضور ہاتھ پھیلا دیے۔
''یا اللہ! آج تو تیرے علاوہ کوئی آسرا ہی نہیں، میں کس کے ساتھ اسکول جاؤں؟'' خود بخود دل بھر آیا اور دو نمکین قطرے چہرے پہ ڈھلک گئے۔
دعا مانگ کر کچھ سکون محسوس ہوا۔ اللہ کا نام لے کر بھیس بدلا، میرا مطلب ہے یونیفارم پہنا۔ بڑی سی چادر سے نقاب بنایا اور امی جی کی دعاؤں کے سہارے رخصت ہوئی۔ اس دن مجھے پیپر سے زیادہ اسکول جانا مشکل لگ رہا تھا۔ راستہ طویل ہونے کے ساتھ ساتھ خاصا ویران بھی تھا۔ ابھی چند قدم ہی چلی تھی کہ آہٹ سی سنائی دی۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو اوسان خطا ہو گئے۔ وہ ایک عدد کتا تھا جو میرے ہی پیچھے آ رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ میری چیخ نکلتی، مجھے اس کی دم ہلتی نظر آئی۔ مجھے اس وقت بھی اتنا ضرور پتا تھا کہ کتا دم اس وقت ہلاتا ہے جب ارادہ وفاداری کا ہو! مجھے کچھ اطمینان ہوا اور دو قدم آگے بڑھائے، مگر یہ کیا؟ کتا بھی میرے ساتھ ہی آگے بڑھا تھا۔ میں نے حیران ہو کر قدم روک لیے اور پھر میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب کتا بھی رک گیا۔ میں نے حیران ہو کر سوچا۔ یا الٰہی! یہ کیا ماجرا ہے؟ خیر اسکول کو دیر ہو رہی تھی، میں تیز تیز چلنے لگی اور پھر میری حیرت کو پر لگ گئے، جب وہ کتا بھی تیز تیز چلنے لگا۔ لیکن عجیب بات ہے کہ مجھے اب اس سے کوئی خوف محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ شاید اس لیے کہ اس نے اب تک مجھے کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اچانک مجھے چند کتوں کے غرانے کی آوازیں سنائی دیں۔ میں نے خوف زدہ ہو کر دائیں بائیں دیکھا، یہ دیکھتے ہی کتا میرے قریب آیا اور دم ہلانے لگا، گویا بتا رہا ہو کہ میں ساتھ ہوں، ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ اگلے ہی لمحے کتے نے جست لگائی اور اُس طرف بڑھ گیا جہاں سے آوازیں سنائی دی تھیں۔ وہ چند کتے تھے جو لڑتے ہوئے اسی طرف آ رہے تھے، لیکن یہ کتا دوڑتے ہوئے ان تک پہنچا تھا اور غراتے ہوئے ان کو پیچھے ہٹا دیا تھا۔ مجھے کافی اطمینان کا احساس ہوا اور میں نے پھر قدم آگے بڑھا دیے۔ کتا تیزی سے میرے قریب آیا اور دم ہلاتے ہوئے میرے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ اتنے میں، میں سڑک کے قریب پہنچ چکی تھی۔ اس سڑک سے اِکا دُکا گاڑیاں ہی گزرتی تھیں۔ کتے نے اب مجھے دیکھا اور دو قدم بڑھائے۔ پھر مجھے دیکھا، گویا کہہ رہا ہو، اب سڑک کا سفر شروع کر دو۔ میں نے احسان بھری نظروں سے اسے دیکھا اور ایک دفعہ پھر چل پڑی۔ مگر دو چار قدم ہی چلی تھی کہ پھر پریشان ہو گئی۔ دراصل تھوڑا آگے سڑک کا ایک ٹکڑا ٹوٹا ہوا تھا، گویا سارا راستہ بلاک تھا کیوں کہ اس ٹوٹے ہوئے ٹکڑے پہ بجری پڑی تھی۔ بس گزرنے کے لیے ذرا سا راستہ تھا جبکہ اس ذرا سے راستے پہ بھی ایک موٹر بائیک کھڑی تھی اور اس کے قریب چند لڑکے کھڑے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ میں پریشان ہو گئی۔ اُدھر مجھ سے پہلے کتا آگے بڑھا تھا اور اس نے بھونکنا شروع کر دیا تھا۔ میرے ساتھ میرے 'محافظ' کو دیکھ کر ان لڑکوں نے شرافت سے موٹر بائیک آگے کی اور میرے لیے راستہ چھوڑ دیا۔ میں نے سکون سے قدم بڑھا دیے۔ ابھی چند قدم ہی چلی تھی کہ ایک گدھا گاڑی دکھائی دی جو سڑک کے عین درمیان میں چل رہی تھی۔ میں ایک دفعہ پھر پریشان ہو گئی۔ کتا آگے بڑھا اور گدھا گاڑی کے قریب جا کر غرانے لگا۔ گدھا

رب سے اسی کی محبت مانگ

اللہ سے محبت اور حلاوتِ ایمان ایک عظیم نعمت ہے۔ ہر ایک کی طلب، خواہش اور آرزو ہونی چاہیے کہ اللہ کی محبت پیدا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اس محبت کی دعائیں بھی اللہ کے نبی ﷺ نے سکھائی ہیں اور یہ دعائیں جن الفاظ میں اور جس اسلوب میں ہیں، ان کو پڑھ کر بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ ایک مختصر دعا ہے، جو آپ ﷺ اکثر مانگا کرتے تھے۔

”اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَمَالِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ۔“

[مشکوۃ۔ کتاب الدعوات]

”اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں تیری محبت اور اس شخص کی محبت جو تجھ سے محبت رکھے اور وہ عمل جو مجھے تیری محبت تک پہنچادے۔ اے اللہ! تو اپنی محبت کو میرے لیے میری جان سے، میرے مال سے، میرے اہل وعیال سے اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ عزیز بنادے۔“

ایک اور دعا جو اس سے زیادہ جامع ہے:

نام نا معلوم

”اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ الْاَشْیَاءِ اِلَیَّ وَاجْعَلْ خَشْیَتَکَ اَخْوَفَ الْاَشْیَاءِ عِنْدِیْ وَاقْطَعْ عَنِّیْ حَاجَاتِ الدُّنْیَا بِالشَّوْقِ اِلٰی لِقَائِکَ وَاِذَا اَقْرَرْتَ اَعْیُنَ اَھْلِ الدُّنْیَا مِنْ دُنْیَاھُمْ فَاَقْرِرْ عَیْنِیْ بِعِبَادَتِکَ۔“

[کنزالعمال]

”یا اللہ کردے اپنی محبت کو مرغوب تر تمام چیزوں سے مجھے اور کردے اپنے ڈر کو خوف ناک زیادہ تمام چیزوں سے میرے نزدیک اور قطع کردے مجھ سے حاجتیں دنیا کی شوق دے کر اپنی ملاقات کا اور جب کہ ٹھنڈی کردی ہیں تو نے اہل دنیا کی آنکھیں ان کی دنیا سے تو ٹھنڈی کردے میری آنکھ اپنی عبادت سے۔“

ایک مختصر دعا کی بھی آپ ﷺ نے تعلیم دی ہے: ”اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ اُحِبُّکَ بِقَلْبِیْ کُلِّہٖ وَاُرْضِیْکَ بِجُھْدِیْ کُلِّہٖ۔“

کیسا والہانہ انداز محبت ہے! بندہ دل کی گہرائیوں سے اظہارِ تمنا کر رہا ہے کہ مجھے ایسا بنا دے کہ پورے دل کے ساتھ ساتھ تجھ سے محبت کروں، دل کے اندر کوئی خانہ خالی نہ رہے اور تجھ سے ٹوٹ کے بے پناہ محبت کروں، نیز میری جدوجہد اور ساری کوششیں اسی لیے ہوں کہ تجھ کو راضی کرلوں۔ اس کے بعد پھر خوف کی بھی تعلیم دی۔

”اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ اَخْشَاکَ کَاَنِّیْ اَرَاکَ یَوْمَ اَلْقَاکَ وَاَسْعِدْنِیْ بِتَقْوَاکَ۔“

”یا اللہ! کردے مجھے کہ ڈرا کروں تجھ سے گویا کہ میں تجھے دیکھتا ہوں ہر وقت یہاں تک آملوں میں تجھ سے اور سعید کردے مجھے اپنے تقویٰ سے“

ان دعاؤں میں وہ ساری چیزیں آگئی ہیں جو ہم کو یہ بتاتی ہیں کہ کن چیزوں کی پیاس ہو، کن چیزوں کی طلب ہو اور کیسا بننا چاہیے؟ یہ صرف دعائیں نہیں بلکہ بہت قیمتی تعلیمات ہیں جو ان دعاؤں کے اندر سمیٹ کر بیان کردی گئی ہیں۔ ایک اور بہت خوب صورت دعا ہے اللہ کی ناراضی سے بچنے کے لیے:

”اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَبِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ۔“

”یا اللہ! میں پناہ چاہتا ہوں تیری رضا کے ساتھ تیری ناخوشی سے اور تیرے عفو کے ساتھ تیری عقوبت سے اور پناہ چاہتا ہوں تیری تجھ سے نہیں کر سکتا ہوں میں تعریف تیری تو اسی تعریف کے لائق ہے کہ خود کی ہے تو نے اپنی ذات کی۔“

گاڑی والے نے ایک نظر کتے کو دیکھا اور دوسری نظر مجھے...... پھر فوراً گدھا گاڑی ایک طرف کر کے میرے لیے راستہ چھوڑ دیا اور میں نے اطمینان سے قدم آگے بڑھادیے۔ یونہی چلتے چلتے سفر تمام ہوا۔ اسکول کے قریب پہنچ کر کتے نے مجھے دیکھا، دم ہلائی اور واپس روانہ ہو گیا۔ میں نے بھی احسان بھری نظروں سے اسے دیکھا اور اسکول میں داخل ہو گئی۔ سارا دن اسی پریشانی میں گزرا کہ آتے ہوئے تو کتا ہمراہ تھا۔ واپسی میں کیا ہوگا؟ آخر چھٹی ہوئی۔ میں نے دھڑکتے دل سے اسکول سے قدم نکالا تو مجھے حیرت کا جھٹکا لگا، کیوں کہ وہی کتا گیٹ کے قریب موجود تھا۔ مجھے دیکھتے ہی وہ چوکس ہو گیا اور پھر میرے ساتھ روانہ ہو گیا۔ گویا میرے انتظار میں کھڑا تھا۔ اس نے یونہی مجھے گھر تک پہنچا کے چھوڑا اور دم ہلاتا رخصت ہوا۔ میرا دل بھر آیا اور اللہ تعالیٰ کا خوب شکر ادا کیا۔ خیر اگلے دن چھٹی تھی۔ اس سے اگلے دن پھر پیپر تھا۔ ایک بار پھر دل پریشان تھا۔ پھر دعا کی اور گھر سے قدم باہر نکالا تو مجھے پھر حیرت کا جھٹکا لگا۔ کیوں کہ گھر کے بالکل سامنے ہی وہی کتا بالکل چوکس گویا میرے ہی انتظار میں کھڑا تھا۔ اس نے ایک دفعہ پھر میرے ساتھ سفر شروع کر دیا اور بحفاظت مجھے اسکول تک پہنچایا۔ چھٹی ہوئی، میں نے اسکول سے قدم نکالا تو کتا میرے انتظار میں وہاں موجود تھا۔ مجھے دیکھتے ہی میرے ساتھ چل پڑا۔ الغرض اس نے تمام پیپرز میں اسی طرح میرا ساتھ دیا۔ مجھے دورانِ سفر کسی بھی پریشانی سے واسطہ نہ پڑا۔ آخر آخری پیپر والے دن مجھے گھر تک پہنچا کر وہ دم ہلاتا ہوا رخصت ہوا تو پھر میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا۔ میرے پیارے اللہ میاں جی نے مجھ عاجز بندی کی دعا پر اپنی مخلوقات میں سے ایک نجس جانور کو میری حفاظت کے لیے مامور کر دیا۔ میں اپنے سوہنے رب کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے۔

چیونٹی اور خنزیر کی دُعا

ایک چیونٹی کا واقعہ کتابوں میں مذکور ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں ایک بار قحط سالی ہوئی تو ایک چیونٹی نے اس طرح دعا کی۔ ''یا اللہ! میں بھی تیری ایک مخلوق ہوں، اے اللہ! تیرے فضل کی محتاج ہوں، اپنے فضل سے بارش برسا دے۔'' چونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام جانوروں کی زبان کو سمجھتے تھے، چیونٹی کی دعا سنی۔ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد بارش برسنا شروع ہوگئی۔ اسی طرح ایک اور واقعہ مولانا محمد ایوب سورتی شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی کتاب میں نقل کرتے ہیں کہ کابل کے ایک شخص نے اپنی آنکھوں دیکھا واقعہ مجھ سے بیان کیا کہ کابل کے جنگلات میں جنگلی جانوروں اور موذی درندوں کی بڑی کثرت تھی۔ ان کی وجہ سے باغات اور کھیتی باڑی کو سخت نقصان پہنچتا تھا۔ ایک مرتبہ لوگوں نے تمام جانوروں کو گھیر کر جنگل کو آگ لگا دی۔ جب آگ نے تپش اختیار کرلی اور چاروں اطراف سے جنگل کو گھیر لیا تو جانوروں میں سے ایک خنزیر باہر نکل آیا اور اس نے آسمان کی طرف اپنا منہ اٹھا کر چیخنا شروع کر دیا (یعنی اپنی بے بسی و مظلومیت کو گڑ گڑا کر بارگاہِ الٰہی میں بیان کرنے لگا)۔ پس خنزیر کا رونا تھا کہ دریائے رحمت جوش میں آ گیا۔ اسی وقت آسمان ابر آلود ہوگیا اور آناً فاناً بارش برسنا شروع ہوگئی۔ اسی وقت سارے جنگل کی آگ بجھ گئی اور گھرے ہوئے سارے درندے بھاگ نکلے۔

اے کاش! ہم بھی غفلت کی چادر کو اتار کر اللہ سے مانگنا سیکھ لیں کہ وہ جانور جس کا بال بال ناپاک ترین ہے، جب اس کی دعا رد نہ ہوئی تو ہم تو اس نبی کے امتی ہیں جو کائنات کے سردار، رب کائنات کے محبوب ہیں!!

بنت محمد عثمان، لاہور

دنیا کے بارے میں دعا

حضرت مفتی رشید احمد رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

''چالیس سال کی عمر تک مجھے یاد نہیں کہ کبھی دنیا کی کسی غرض کے لیے طبیعت دعا کرنے پر آمادہ ہوئی ہو، اس لیے کہ دو باتیں پیشِ نظر رہتی تھیں۔

1 کوئی حاجت ایسی تھی ہی نہیں جو اللہ تعالیٰ نے پوری نہ فرمائی ہو۔

ما نبودیم و تقاضا ما نبود
لطفِ تو ناگفتۂ ما می شنود

''نہ ہم تھے اور نہ ہمارے تقاضے، تیرا کرم ہماری ناگفتہ دعائیں سن رہا تھا۔''

سب ضروریات بلا مانگے ہی پوری ہو رہی تھیں، بلکہ رب کریم نے ضرورت سے بھی ہزاروں درجہ زیادہ نعمتوں سے نوازا ہے، اب مانگیں تو کیا مانگیں؟

2 اللہ تعالیٰ کا اتنا بڑا دربار، اس سے سوال کیا جائے تو اس کی شان کے مطابق ہونا چاہیے، اور وہ صرف آخرت ہی ہے، اس کے مقابلہ میں پوری دنیا کی کوئی حقیقت نہیں۔

جب زندگی کی چالیس منزلیں طے ہوگئیں تو ایک بار سفرِ عمرہ میں بیت اللہ کے سامنے رب کریم نے دل میں یہ بات ڈالی:

''حاجات دنیویہ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگنا عبدیت کی دلیل ہے، ہم تو سراسر اس کے محتاج ہیں، پانی کے ایک قطرے تک کے لیے بھی۔ اس وقت سے نعم دنیا و آخرت دونوں کی دعا کا معمول ہوگیا، مگر یہ یاد نہیں کہ کبھی دنیا کی کوئی متعین حاجت طلب کی ہو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے سب حاجتیں پوری کر رکھی ہیں، سوچنے پر بھی کوئی حاجت نظر نہیں آتی۔''

اس زمانہ میں حضرت والا کے پاس مال و دولت کی فراوانی نہیں تھی۔ دینی اداروں میں علوم اسلامیہ کی تدریس اور افتاء پر بادلِ نخواستہ تنخواہ لینے پر مجبور تھے، اس کے باوجود قناعت، غناءِ قلب و شکر کا یہ عالم تھا۔ [انوار الرشید]

ام نعمان

صرف غذا ہی کمزوری ختم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے

میزان 24

وزن 400 گرام
قیمت 850 روپے

خالص قدرتی اور غذائی اجزاء سے تیار کیا گیا میزان 24 ایک ایسا مرکب ہے جو جسم کے تمام اعضاء کو طاقت دے کر آپ کو صحت مند، توانا اور جاذب نظر بناتا ہے، بھوک اور نیند کی کمی کو پورا کر کے جلد تھکاوٹ کا احساس ختم کرتا ہے۔ نیا اور صاف خون پیدا کر کے چہرے کو بارونق بناتا اور آنکھوں کے گرد سیاہ داغ ختم کرتا ہے، دماغی اور اعصابی قوت پیدا کر کے حافظہ اور نظر کو بھی تیز کرتا ہے، معدہ اور جگر کی اصلاح کر کے بیماریوں سے لڑنے کیلئے قوت مدافعت پیدا کرتا ہے، نیز گیس، قبض، سانس کی تنگی اور پیشاب کے جملہ امراض میں بھی بے حد مفید اور موثر ہے۔ جن بچوں اور جوانوں کا قد یا نشوونما کسی بیماری کے باعث رُک گئی ہو وہ ایک بار ضرور آزمائیں۔ معتدل مزاج اور خوشگوار ذائقہ کی بدولت ہر عمر اور موسم میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ شوگر کے مریض شوگر فری طلب کریں

دل کا بائی پاس مت کروائیں

میزان 14
صرف ایک بار استعمال کریں

شہد میز یوں اور مقوی اجزاء سے تیار کی گئی میزان 14 دل کی شریانوں کی تنگی کو ختم کر کے بند والو کو کھولنے والی دنیا کی سب سے کامیاب اور بے ضرر ہربل پروڈکٹ ہے بڑھے ہوئے کولیسٹرول کو اعتدال پر لا کر دل کو طاقت دیتی ہے۔ بے مثال اور حیرت انگیز نتائج کی حامل یہ پروڈکٹ۔ موٹاپا، سانس کا پھولنا جوڑوں کے درد، بلڈ پریشر، فالج، لقوہ، ملیریا بخار اور بواسیر میں بھی بے حد موثر ہے۔

قیمت 1450
مقدار 700 گرام

اجزاء: شہد، ادرک، لہسن، لیموں، سرکہ سیب
مروارید، زہر مہرہ، ورق طلائی، عنبراشہب

- مولانا ابراہیم، حیدر چالی پٹھان کالونی، بنارس کراچی 0321-2682667
- حکیم جمال شاہ مدینہ شاپنگ مال مین طارق روڈ کراچی 0300-2548293
- مرحبا پنسار سٹور، لوکوٹ ضلع میرپور خاص (سندھ) 0300-3119312
- رحمانی میڈیکل سٹور میرپور خاص (سندھ) 0307-2100345
- راوی دواخانہ، ژوب ضلع لورالائی (بلوچستان) 0344-8282359
- (AK) 0312-8006622
- 0342-7323604
- خالد دواخانہ صرافہ بازار ایبٹ آباد 0992-335900
- الاحسان ہسپتال ضلع مانسہرہ 0334-9624448
- 0333-6037718
- 0315-8701970
- 0333-6031077
- حافظ اظہر مین بازار چشتیاں 0321-6989035
- 0300-7382825
- 0302-3558110
- 0333-4985886
- 0300-6668972
- 0345-7000088
- 0322-5420834
- 0333-5179523
- تبلیغی مرکز رائیونڈ 0315-4306257
- 0311-0981002
- 0322-9814004
- 0300-8393627
- 0333-6756493
- مکتبہ امیر شریعت عیدگاہ روڈ میلسی 0300-7734614
- شافی دواخانہ شاہی بازار بہاولپور 0307-6679957
- آفتاب میڈیکل سٹور 0322-6958870
- 0313-8549406
- 0334-4403452

مزید مشورہ / کاروباری رابطہ یا براہ راست منگوانے کیلئے
میزان ہربل ®
افشار روڈ نزد دولت گیٹ ملتان
چیف ایگزیکٹو حکیم غلام رسول (40 سالہ تجربہ کار معالج، ماہر نسخہ ساز) 0312-1624556
پاکستان بھر سے ڈیلرز درکار ہیں

جب دستِ دُعا اس نے اُٹھایا!

میں نے ایک دینی گھرانے میں آنکھ کھولی۔ اللہ کا کرم ہے میرے والدین نے ہمیں ہمیشہ دین پر چلنے کی ترغیب دی۔ اُنہوں نے ہمیں حلال کھلایا اور حرام لقمے سے بچایا۔ یوں تو دعا کے بہت سارے پہلو ہیں لیکن آج میں ماں کی دعا کی تاثیر کے حوالے سے کچھ لکھنا چاہوں گی۔ اس سے قبل یہ بتادوں کہ ہمارا گھر کراچی کے علاقے نارتھ ناظم آباد میں ہے۔ میرے بڑے بھائی محمد عثمان گلشن معمار کے ایک مدرسے میں زیرِ تعلیم تھے۔ وہ ایک ہفتے بعد گھر آتے تو جمعرات اور جمعے کی شب گھر میں گزار کر ہفتے کے دن صبح سویرے مدرسے جاتے تھے۔ ہمارے گھر سے مدرسے تک کا فاصلہ بس میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کا ہے۔ بھائی ہمیشہ وقت پر ہی مدرسے جاتے تھے، اس معاملے میں اُنہوں نے کبھی لاپروائی نہیں برتی۔ بھائی نے والدہ کو کہہ رکھا تھا کہ صبح جلدی جگادیا کریں، کیوں کہ مدرسے کی جانب سے بروقت حاضری کی بڑی سختی تھی۔

یہ 2011ء کی بات ہے، ہفتے کا دن تھا۔ ایک دن ہم نے فجر کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد تسبیحات کر کے سوگئے۔ بھائی کو مدرسے کے لیے نکلنا تھا لیکن امی سمیت ہم میں سے کسی کی بھی بروقت آنکھ نہ کھل سکی۔ امی کی جب اچانک آنکھ کھلی تو اس وقت 7:40 ہو رہے تھے، جبکہ بھائی کو آٹھ بجے تک لازمی کلاس پہنچنا ہوتا تھا۔ میری امی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھیں اور پریشانی کے عالم میں فوراً جا کر بھائی کو جگایا۔ جب بھائی کو پتا چلا کہ اتنی دیر ہوگئی ہے تو وہ جلدی سے اٹھے اور نکلنے کی تیاری کرنے لگے۔ اس دن ان کا موڈ بہت خراب تھا۔ امی نے کہا کہ بیٹا جلدی سے ناشتہ کرلو۔ مگر انہوں نے منع کر دیا کہ اب مدرسے پہنچ کر ہی ناشتہ کروں گا۔ وہ بے حد پریشان نظر آرہے تھے۔ امی نے اُنہیں تسلی دی۔ ”بیٹا! فکر مت کرو، تم بروقت پہنچ جاؤ گے۔“

”امی! میں ہوا میں اڑنے سے تو رہا کہ 15 منٹ میں ڈیڑھ گھنٹے کی مسافت طے کرلوں۔“

اللہ جانے وہ قبولیت کی کون سی گھڑی تھی، میری امی نے کہا ”بیٹا! تمہارے ساتھ ماں کی دعا ہے۔ یاد رکھنا تم یوں جاؤ گے جیسے ہوا میں اڑ کر گئے ہو اور ان شاء اللہ تمہیں پہنچنے میں دیر نہیں لگے گی۔“

امی کی بات سن کر بھائی ہلکے سے مسکرائے اور فوراً گھر سے نکل گئے۔ جب میرے بھائی گھر سے نکل رہے تھے، اس وقت پونے آٹھ بج رہے تھے۔ بھائی مدرسے کے لیے نکلے تو امی نے فوراً جائے نماز بچھا کر اللہ تعالیٰ سے مانگنا شروع کر دیا تھا۔ امی تب تک اللہ تعالیٰ سے مانگتی رہیں جب تک بھائی نے مدرسے پہنچ کر امی کو خوش خبری نہیں سنادی۔ ٹھیک آٹھ بج کر پانچ منٹ پر بھائی نے امی کو فون کر کے بتایا: ”امی! آپ کی دعاؤں سے میں اڑ کر پہنچ گیا ہوں۔“

”بیٹا! میں نے کہا تو تھا کہ تم بروقت پہنچ جاؤ گے۔“ امی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

بعد میں بھائی نے گھر آکر پورا واقعہ سنایا کہ وہ کیسے اتنی جلدی مدرسے پہنچے۔ دراصل ہمارے گھر سے بس اسٹاپ تک تقریباً دس منٹ کا پیدل راستہ ہے جبکہ گاڑی میں نئی سبزی منڈی گلشن معمار تک ایک گھنٹہ لگتا ہے۔ اس کے بعد وہاں سے دوسری گاڑی میں بیٹھ کر مدرسے جانا ہوتا ہے۔ اس میں بھی اگر بس فوراً مل جائے تو 10 منٹ تو لگ ہی جاتے ہیں۔

بھائی نے بتایا کہ اس دن میں جیسے ہی گھر سے نکلا۔ پیدل بس اسٹاپ کی طرف جارہا تھا کہ ایک رکشے والے نے میرے قریب آکر گاڑی روکی اور کہا:

”بس اسٹاپ تک جانا ہے تو بیٹھ جائیں۔“

بھائی فوراً رکشے میں بیٹھے اور کچھ ہی لمحوں بعد بس اسٹاپ تک پہنچ گئے۔ حالاں کہ اس شخص کو بھائی نے کبھی دیکھا تک نہیں تھا لیکن اللہ پاک کی جانب سے مدد شاملِ حال تھی۔ بھائی جونہی بس اسٹاپ تک پہنچے، فوراً سامنے سے ان کی مطلوبہ بس نمودار ہوئی اور وہ اس میں بیٹھ گئے۔ اتفاق دیکھیے کہ اس بس کے پیچھے اُسی روٹ کی ایک اور بس بھی آرہی تھی۔ ایسے میں بس ڈرائیور کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ دوسری بس سے پیچھے نہ رہے، اس کی کئی وجوہات ہوتی ہیں، بہرحال ان دونوں بسوں میں 'ریس' لگ گئی، ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی لگن میں اُنہوں نے گاڑی ایسی دوڑائی کہ دس منٹ میں ہی نئی سبزی منڈی تک پہنچادیا۔ صبح کا وقت تھا تو سڑکیں سنسان ہونے کی وجہ سے بھی کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔ اب آخری مرحلہ درپیش تھا۔ بھائی دوسری گاڑی کا انتظار کرنے کے لیے جونہی اپنے مطلوبہ بس اسٹاپ پر کھڑے ہوئے۔ سامنے سے اُنہی کے مدرسے کے استاذ موٹر سائیکل پر آرہے تھے۔ اُنہوں نے بھائی کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور چند منٹ میں بھائی مدرسے پہنچ گئے۔ بھائی کو اس دن اتنی حیرت ہورہی تھی کہ کہاں ڈیڑھ گھنٹے کا راستہ اور کہاں یہ معرکہ 15 سے 20 منٹ میں ہی سر ہوگیا۔ یہ صرف اور صرف والدہ کی دعا کی وجہ سے ہی ممکن ہوا۔

نائلہ بنت جہانزیب۔ کراچی

ابھی چند روز قبل کی بات ہے۔ بھائی نے ایک لاکھ روپے کی کمیٹی ڈالی۔ اس میں 50 افراد شامل تھے۔ انہوں نے کہا تھا کہ جب میری یہ کمیٹی نکلے گی تو میں گھر کے لیے ایک جنریٹر اور نیا فریج خریدوں گا۔ وہ بہت شدت سے اپنی کمیٹی نکلنے کا انتظار کر رہے تھے۔ اس دوران دس کمیٹیاں نکل گئیں لیکن ان کی نہیں نکلی۔ ایک دن بھائی نے امی کو کہا کہ آپ دعا کریں نا! ماں کی دعا تو رد نہیں ہوتی۔

”بیٹا! جس دن کمیٹی نکل رہی ہو، اس دن مجھے بتا دینا۔“ امی نے کہا۔ بھائی نے اس دن صبح ہی امی کو بتادیا اور کمیٹی نکلنے سے قبل امی کو ایک بار پھر فون کر کے بتایا کہ ایک گھنٹے بعد کمیٹی نکلے گی۔ آپ دعا کریں۔

میری امی مصلّی پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ سے مانگنے لگیں۔ اس دن بھائی نے بتایا کہ مجھے سو فی صد یقین تھا کہ آج قرعہ فال میرے نام ہی نکلے گا، کیوں کہ امی جس کام کے لیے دعا کر دیں، اللہ ان کی دعا کی ضرور لاج رکھتے ہیں۔ ایک گھنٹے بعد ہی بھائی نے فون کر کے امی کو خوش خبری سنائی کہ میری ہی کمیٹی نکلی ہے۔ تب میری والدہ نے اللہ تعالیٰ کا بے پناہ شکر ادا کیا۔

قاریات! آپ کو بھی جب کوئی مشکل پیش آئے، اپنے والدین بالخصوص اپنی والدہ سے ایک بار دعا ضرور کروائیں۔ آپ دیکھیے گا کہ کس کس انداز میں غیب کے پردے کھلنا شروع ہوجائیں گے۔ جن کے والدین اب اس دنیا میں نہیں رہے، ان کے لیے ہر نماز کے بعد ڈھیر ساری دعائیں کریں اور اُنہیں ایصالِ ثواب پہنچا کر ان کے درجات کی بلندی کے لیے دعا گو رہیے۔ اس عمل سے بھی آپ کے مسائل حل ہونا شروع ہوجائیں گے۔ بس شرط صرف یہ ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ پر یقین کامل ہو۔

نیند نہ آ رہی ہو تو پڑھیے

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰاتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرْضِیْنَ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا اَضَلَّتْ کُنْ لِیْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِکَ کُلِّھِمْ جَمِیْعًا اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیَّ اَحَدٌ اَوْ اَنْ یَّبْغِیَ عَلَیَّ عَزَّ جَارُکَ وَجَلَّ ثَنَاؤُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ. (ترمذی)

اے اللہ ساتوں آسمانوں کے اور ان سب چیزوں کے مالک جو اس کے نیچے واقع ہیں اور سب زمینوں کے اور ان سب چیزوں کے مالک جو ان پر واقع ہیں اور شیاطین اور ان کی گمراہ کن سرگرمیوں کے مالک اپنی ساری مخلوق کے شر سے مجھے اپنی پناہ اور حفاظت میں لے لے، کوئی مجھ پر زیادتی اور ظلم نہ کر پائے، باعزت اور محفوظ ہے وہ جس کو تیری پناہ حاصل ہے۔ تیری حمد وثنا کا مقام بلند ہے تیرے سوا کوئی لائق پرستش نہیں بس تو ہی معبود ہے۔

فائدہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند نہ آنے کی شکایت کی تو آپ نے درج بالا دعا کی تعلیم دی۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ طواف کر رہا تھا کہ دفعتاً میں نے ایک خاتون کو دیکھا کہ اس کے کاندھے پر ایک بچہ بہت کم سن بیٹھا ہے اور وہ ندا کر رہی ہے۔ ”اے کریم اے کریم! تیرا گزرا ہوا زمانہ (یعنی کیسا موجب شکر ہے)“

میں نے پوچھا: ”وہ کیا چیز ہے جو تیرے اور مولیٰ کے درمیان گزری۔“

کہنے لگی کہ ”میں ایک مرتبہ کشتی پر سوار تھی اور تاجروں کی ایک جماعت ہمارے ساتھ تھی۔ طوفانی ہوا ایسے زور سے آئی کہ وہ کشتی غرق ہو گئی اور سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ بس میں اور یہ بچہ ایک تختے پر رہ گئے اور ایک حبشی آدمی دوسرے تختے پر۔ ہم تین کے سوا کوئی بھی ان میں سے نہ بچا۔ جب صبح کا چاندنا ہوا تو اس حبشی نے مجھے دیکھا اور پانی کو ہٹاتا ہٹاتا ہوا میرے تختہ کے پاس پہنچ گیا اور جب اس کا تختہ میرے تختہ کے ساتھ مل گیا تو وہ بھی میرے تختہ پر آ گیا اور مجھ سے بُری بات کی خواہش کرنے لگا۔ میں نے کہا کہ اللہ سے ڈر! ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں، اس سے خلاصی اس کی بندگی سے بھی مشکل ہو رہی ہے، چہ جائیکہ اس کا گناہ ایسی حالت میں کریں! کہنے لگا ان باتوں کو چھوڑ، خدا کی قسم یہ کام ہو کر رہے گا۔ یہ بچہ میری گود میں سو رہا تھا۔ میں نے چپکے سے ایک چٹکی اس کے بھر لی، جس سے یہ ایک دم رونے لگا۔ میں نے اس سے کہا، اچھا ذرا ٹھہر جا، میں اس بچے کو سلا دوں، پھر جو مقدر میں ہوگا ہو جائے گا۔ اس حبشی نے اس بچے کی طرف ہاتھ بڑھا کر اس کو سمندر میں پھینک دیا۔ میں نے اسی وقت اللہ پاک سے کہا کہ اے وہ پاک ذات جو آدمی کے اور اس کے دلی ارادہ میں بھی حائل ہو جاتی ہے، میرے اور اس حبشی کے درمیان تُو ہی اپنی طاقت اور قدرت سے جدائی کر، بے تردّد تُو ہر چیز پر قادر ہے۔ خدا کی قسم میں ان الفاظ کو پورا بھی نہ کرنے پائی تھی کہ سمندر سے ایک بہت بڑے جانور نے منہ کھولے ہوئے سر نکالا اور اس حبشی کا ایک لقمہ بنا کر سمندر میں گھس گیا اور مجھے اللہ جل شانہٗ نے محض اپنی طاقت اور قدرت سے اس حبشی سے بچایا۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے، پاک ہے، اس کی بڑی شان ہے۔ اس کے بعد سمندر کی موجیں مجھے تھپیڑتی رہیں، یہاں تک کہ وہ تختہ ایک جزیرے کے کنارے سے لگ گیا۔ میں وہاں اتری اور یہ سوچتی رہی کہ یہاں گھاس کھاتی رہوں گی، پانی پیتی رہوں گی، جب تک اللہ جل شانہٗ کوئی سہولت کی صورت پیدا کرے، اسی کی مدد سے کوئی صورت ہو سکتی ہے۔

چار دن مجھے اس جزیرے میں گزر گئے۔ پانچویں دن مجھے ایک بڑی کشتی سمندر میں چلتی ہوئی نظر آئی۔ میں نے ایک ٹیلے پر چڑھ کر اس کشتی کی طرف اشارہ کیا اور کپڑا جو میرے پاس تھا، اس کو خوب ہلایا۔ اس میں سے تین آدمی ایک چھوٹی سی ناؤ پر بیٹھ کر میرے پاس آئے۔ میں ان کے ساتھ اس ناؤ پر بیٹھ کر اس کشتی پر پہنچی تو میرا یہ بچہ جس کو حبشی نے سمندر میں پھینک دیا تھا۔ ان میں سے ایک آدمی کے پاس تھا۔ میں اس کو دیکھ کر اس پر گر پڑی۔ میں نے اس کو چوما، گلے سے لگایا اور میں نے کہا کہ یہ میرا بچہ ہے، میرا جگر پارہ ہے۔ وہ کشتی والے کہنے لگے، تُو پاگل ہے، تیری عقل ماری گئی ہے۔ میں نے کہا، نہ میں پاگل، نہ میری عقل ماری گئی، میرا عجیب قصہ ہے۔

پھر میں نے ان کو اپنی سرگزشت سنائی۔ یہ ماجرا سن کر سب نے حیرت سے سر جھکا لیا اور کہنے لگے، تُو نے بڑی حیرت کی بات سنائی اور اب ہم تجھے ایسی ہی بات سنائیں جس سے تجھے اور تعجب ہوگا۔ ہم اس کشتی میں بڑے لطف سے چل رہے تھے، ہوا موافق تھی۔ اتنے میں ایک جانور سمندر کے پانی کے اوپر آیا۔ اس کی پشت پر یہ بچہ تھا اور اس کے ساتھ ہی ایک غیبی آواز ہم نے سنی کہ اگر اس بچے کو اس کی پشت پر سے اٹھا کر اپنے ساتھ نہ لیا تو تمہاری کشتی ڈبو دی جائے گی۔ ہم میں سے ایک آدمی اٹھا اور اس بچہ کو اس کی پشت پر سے اٹھا لیا اور وہ جانور پھر پانی کے اندر چلا گیا۔ تیرا واقعہ اور یہ واقعہ دونوں بڑی حیرت کے ہیں اور ہم سب عہد کرتے ہیں کہ آج کے بعد سے اللہ جل شانہٗ ہمیں کبھی کسی گناہ پر نہ دیکھے گا۔ اس کے بعد ان سب نے توبہ کی۔ وہ پاک ذات کتنی مہربان ہے، بندوں کے احوال کی خبر رکھنے والی ہے، بہترین احسانات کرنے والی ہے، وہ پاک ذات مصیبت زدوں کی مصیبت کے وقت مدد کو پہنچنے والی ہے۔“ (روض)

اللہ سے مانگیں مگر...

امۃ اللہ - کراچی

شائستہ باجی بیس سالوں سے ایک گورنمنٹ پرائمری اسکول میں پڑھا رہی تھیں۔ اتنے سالوں سے مستقل الف سے انار اور ب سے بلی پڑھاتے پڑھاتے اب وہ فقط نام کی ہی شائستہ رہ گئی تھیں، مزاج کی شائستگی تو کب کی رخصت ہوگئی تھی۔

اماں نے لوگوں کے جھوٹے برتن مانجھ مانجھ کر اسے دس جماعتیں پڑھا کر 'پی ٹی سی' کروادی۔ پی ٹی سی کا نتیجہ آیا اور اس نے نوکری کی کوشش شروع کردی ۔ پتا نہیں شائستہ کی قسمت اچھی تھی یا بُری جو فوراً گورنمنٹ نوکری بھی لگ گئی۔ کمانے لگی تو سارے مسٹنڈوں کی ماؤں نے رشتے بھیجنے شروع کردیے۔ ایسے رشتوں کی لائن لگ گئی جو لڑکے کمانے سے نابلد اور کمانے کی فکر سے بھی آزاد زندگی گزار رہے تھے۔

گھر میں بٹھا کر شائستہ کے بالوں میں چاندی اتارنے اور لوگوں کے طعنے کھانے کہ 'ماں بیٹی کی کمائی کھا رہی ہے' اس نے بہتر جانا کہ کسی معقول گھر میں جلد از جلد شائستہ کی شادی کردے، لہٰذا تھوڑی بہت چھان بین کے بعد بالآخر اماں نے احمد کا رشتہ قبول کر کے شائستہ کو بیاہ دیا۔ احمد کا گھرانہ معقول، خود بھی شریف النفس اور ایک محنتی مستری تھا۔ البتہ روزی نصیب کی ہے، اس لیے احمد کو جب کوئی بلاوا آتا، کام پر چلا جاتا...... ورنہ اللہ کا گھر تو کھلا ہے ہی، اس لیے فارغ وقت مسجد میں عبادت کرنے، آئی گئی جماعتوں کی نصرت کرنے اور مسجد کی صفائی کرنے میں گزر جاتا۔

☆

"ساری زندگی خود کمایا، تب کھایا، اٹھارہ سال کی تھی جب سے کمانے نکلی ہوں، نہ باپ کے گھر میں سکھ دیکھا نہ شوہر کی کمائی دیکھی...... اللہ جانے کیسے نصیب ہیں؟" شائستہ نے ڈھکن کو دیگچی پر پٹختے ہوئے کہا۔ احمد آرام سے چائے میں پاپے ڈبو ڈبو کر کھاتے رہے۔

"اپنی تو جیسی تیسی گزر گئی، بیٹی کے معاملے میں ذرا بھی سمجھوتا نہیں کروں گی ہاں...... شاہینہ کو میں نے نازوں سے پالا ہے، کسی غریب کے گھر نہیں بیاہوں گی، ہاں......" شائستہ نے پاپے کی تھیلی کو دوسری تھیلی میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"بیگم پیسے کی اہمیت اپنی جگہ...... لیکن حسب نسب اور دینداری بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے۔"

"خدارا......! مجھے حسب نسب اور دینداری کے فوائد نہ سمجھائیں...... آپ کے یا میرے حسب نسب نے ہماری زندگی میں کون سے گلاب کھلا دیے؟؟ مرغی کی بوٹیاں گن کر پکتی ہیں، موسم کے پھل گن کر آتے ہیں...... دودھ بھی اتنا ہی آتا ہے کہ حساب سے سب کے مگ بھر جائیں...... تب میرا یا آپ کا حسب نسب کیا کمال دکھاتا ہے۔؟ پیسہ بولتا ہے صاحب پیسہ...... آج کھلا پیسہ ہوتا تو کلو کے حساب سے مرغی، گوشت لاؤں، کھلا پیسہ ہو تو درجن کے حساب سے پھل لاؤں...... لیکن نہ جی...... ساری زندگی بس گن گن کر کھانے میں گزر گئی۔" شائستہ کی زبان سرپٹ گھوڑے کی طرح بے لگام ہو چکی تھی۔

"میں نے شاہینہ کو ہمیشہ اچھا پہنایا اور اچھا کھلایا ہے، کنگلوں میں دے کر کیا اس کو حسرتوں میں مبتلا کرنا ہے؟ نہ جی...... شاہینہ کی شادی پیسے والے گھر میں کروں گی بس۔" شائستہ نے چائے کی پیالی کو دھوتے ہوئے اٹل لہجے میں کہا۔

پھر واقعی شاہینہ کا جب بھی خاندان یا برادری سے رشتہ آیا، شائستہ نے انکار کر دیا...... بس اللہ سے رو رو کر شاہینہ کے لیے پیسے والے گھر کا رشتہ مانگتی رہی۔ دوستوں اور اسکول کی ساتھی ٹیچروں کو بھی شاہینہ کے رشتے کے لیے کہہ رکھا تھا۔ وظیفے کرنا بھی شائستہ کا معمول تھا۔ اسے اللہ کی ذات سے پوری امید تھی کہ شاہینہ کا رشتہ اس کے حسبِ منشا پیسے والے گھر میں ہی ہوگا۔

☆

ایک رشتہ کرانے والی عورت کے توسط سے شاہینہ کا رشتہ آیا تھا۔ جب وہ لوگ آئے تو شائستہ کی مسکراہٹ گہری ہوگئی۔ تنگ گلی میں اتنی بڑی اور خوبصورت گاڑی آئی تھی کہ بچوں نے گاڑی کو ہاتھ لگا لگا کر نشان لگا دیے تھے...... شائستہ پھولے نہیں سما رہی تھی کہ اتنی زبردست گاڑی اس کی دہلیز پر آ کر رکی ہے وہ بھی اس کی بیٹی کے رشتے کے لیے......

پھر جب شائستہ نے آنے والی خواتین کو دیکھا تو ان کے کپڑے اور زیور دیکھ کر ایک بار پھر اس کی بولتی بند ہوگئی۔ ایک لڑکے کی والدہ اور ایک لڑکے کی بھابھی تھی۔ دونوں ہی قیمتی کپڑوں اور خوب زیور سے سجی ہوئی تھیں۔ شائستہ نے بھی ان کی خوب آؤ بھگت کی...... ان کو شاہینہ پسند آئی اور انہوں نے شائستہ کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی۔ چار دن بعد شائستہ احمد کے ساتھ ان کے گھر گئی۔ گھر دیکھ کر اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور جب انہوں نے ٹیبل سجائی تو

مہنگی مہنگی اور ڈھیر ساری چیزیں دیکھ کر اس کا دل چاہا کہ ابھی ابھی وہ کہہ دے کہ میں نے آپ کو بیٹی دے دی...... بمشکل دل پر جبر کر کے وہ خاموش بیٹھی رہی۔

☆

"ارے بیگم! میں نے پوری معلومات کی ہیں، ان کا کوئی خاندان نہیں ہے۔ نہ حسب نسب کے اعتبار سے نہ دینداری کے اعتبار سے۔ تو وہ لیتے ہیں، لڑکے کے دادا، دادی، نانا نانی سب غریب لوگ تھے، بس اس کے والد نے باہر جا کر چار پیسے کما لیے اور بس۔" احمد نے اپنے حساب سے معلومات کی تھیں۔

وہ معلومات جن کی شائستہ کی نظر میں ذرہ برابر بھی اہمیت نہیں تھی۔

''ہمیں اس کے کیا دادا دادی، نانا نانی کی قبر پر جا کر فاتحہ تھوڑا ہی پڑھنی ہے، ہماری بلا سے چور تھے یا ڈاکو...... ہمیں بس لڑکے سے مطلب ہے۔ لڑکا تو نیک، سمجھدار اور اچھی نوکری پر فائز ہے ناں؟ بس یہی کافی ہے...... ماں باپ آج ہیں کل نہیں...... اور مریں گے تو بھی جائیداد چھوڑ کر جائیں گے، ان کی زندگی عیش سے گزر جائے گی......'' شائستہ کی بات پر احمد لاحول پڑھ کر رہ گئے۔

بالآخر ہوا وہی جو شائستہ نے چاہا...... اس نے خوب رو دھو کر اللہ سے جو مانگا تھا، وہ اسے دے دیا گیا۔ شاہینہ کا رشتہ پکا ہو گیا اور ایک سال بعد شادی......

☆

شادی بھی خوب دھوم دھام سے ہو گئی۔ شائستہ نے لاڈلی بیٹی کی شادی پر چادر سے زیادہ پاؤں پھیلا لیے۔ جیسا سسرال سے آیا، اس سے کہیں بڑھ کر شائستہ نے دیا تا کہ کل کو بیٹی کو کوئی طعنہ نہ سننا پڑے۔ چاہے اس کے لیے وہ قرض تلے ہی دب گئی۔

''قرض تو سال بھر میں اتر ہی جائے گا، طعنہ زندگی بھر کا رہے گا۔'' اس نے خود کو بھی تسلی دی اور شاہینہ کی بھی تسلی کروائی۔ ماں اور باپ کے سائے تلے کے ساتھ شاہینہ رخصت ہو گئی۔

''اور انسان شر کو اس طرح مانگتا ہے جس طرح خیر کو، بے شک انسان بہت جلد باز واقع ہوا ہے'' (سورۂ بنی اسرائیل)

☆

شائستہ نے ہمیشہ یہی دعا مانگی تھی کہ شاہینہ پیسے والے گھر میں جائے۔ اللہ نے سنی اور وہ پیسے والے گھر میں ہی گئی...... لیکن اس گھر کے ماحول میں اور شاہینہ کے گھر کے ماحول میں زمین آسمان کا فرق تھا...... یہ فرق شاہینہ کو مٹانا بہت بھاری لگا......

وہ سسرال کے ماحول میں ڈھلنے کے لیے بالکل ڈھے گئی...... اس کا سسرال بلا شبہ پیسہ والا تھا...... لیکن پیسے والا کیسے ہوا تھا؟ یہ شاہینہ کو اب پتا چلا تھا۔

☆

''پیسے والے دو ہی لوگ ہو سکتے ہیں ایک حرام کمائی والے، اور دوسرے کنجوس۔'' شاہینہ نے اپنی ماں شائستہ سے کہا تو وہ چونک گئی۔

''مطلب......''

''مطلب وطلب کچھ نہیں...... حلال میں عیش وعشرت نہیں ہوتے امی، سکھ ہوتا ہے...... اور آپ شکر ادا کریں کہ آپ کے گھر میں عیش وعشرت بھلے نہ سہی سکھ ضرور ہے۔'' بیس سالہ شاہینہ نے چالیس سالہ شائستہ کو شکر کا کلمہ سکھا دیا تھا۔

''تم خوش تو ہو ناں......؟'' شائستہ نے انجانے خدشوں کے پیش نظر اسے دزدیدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ شاہینہ ہلکے سے مسکرائی۔

جن کے آنگن میں امیری کا شجر لگتا ہے
ان کا ہر عیب زمانے کو ہنر لگتا ہے

شاہینہ نے اللہ جانے کیوں یہ شعر پڑھا تھا...... اس سے پہلے کہ شائستہ آگے کچھ پوچھتی۔ شاہینہ کا شوہر اسے لینے آ گیا۔ شاہینہ شائستہ کو انجانے خدشوں اور ہزاروں وسوسوں میں مبتلا چھوڑ کر خود اپنے گھر چلی گئی۔

☆

پھر آہستہ آہستہ شاہینہ کی کمزور حالت، سوکھے ہونٹ اور بے رونق بال اور آنکھیں دیکھ دیکھ کر شائستہ کو اندازہ ہونے لگا کہ شاہینہ کے سسرال میں پیسہ تو بہت ہے لیکن نصیب کسی کو بھی نہیں۔ کھانے پینے سے ہاتھ روک کر اور ضروریاتِ زندگی کو فضول خرچی کا نام دے کر پیسہ جوڑا اور جمع کیا گیا ہے، اب نئی نسل کو بھی یہی سبق سکھایا پڑھایا جا رہا ہے، البتہ جب لوگوں کو دکھانا ہوتا ہے، نام کمانا ہوتا ہے تب خرچ کر دیا جاتا ہے۔

''گوشت، مرغی، پھل، دودھ میں نے گھر میں کبھی نہیں دیکھا امی! سبزی پکتی ہے وہ بھی صرف ایک وقت...... آپ کو یاد کرتی ہوں کہ اللہ نے آپ کو کتنی نعمتیں دی ہیں، موسم کے پھل تک تو آتے نہیں ہمارے گھر اور آپ نے ہمیشہ اللہ سے یہ شکوہ کیا کہ گن کر آتے ہیں، ارے آتے تو ہیں؟ لوگوں کو بے شمار پیسہ ہوتے ہوئے بھی نصیب نہیں...... شکر کریں امی اللہ کا ہر حال میں...... اور دعا ہمیشہ سوچ سمجھ کر مانگیں...... اللہ سے خیر مانگا کریں ہر معاملے پر...... میں تو سوچ سوچ کر پریشان ہوتی ہوں کہ پیٹ کاٹ کر، دل مار کر، بچوں کو ترسا کر، پیسہ جمع کر کے جائیدادیں بنانے والے جائیدادوں کا کیا کریں گے......؟ بچوں کو ترسا کر جو مال جمع کریں گے وہ کتنے بڑے فتنے کا موجب ہو گا، مگر یہ بات ان کو کون سمجھائے...... بس اللہ پاک ہی سمجھا دے۔''

شاہینہ آج کھلی تھی، شائستہ کے لیے سانس لینا دوبھر ہو گیا۔

''میں کھانے پینے کے سکھ و فراوانی کے لیے تو پیسے والے گھر میں رشتہ چاہتی تھی، آج وہی سکھ نہیں میری بیٹی کو تو کیا فائدہ......'' اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، شاہینہ گھبرا گئی۔

''امی...... امی! آپ کیوں رو رہی ہیں؟...... میں خوش ہوں، میرے شوہر بہت اچھے ہیں، میرا بہت خیال رکھتے ہیں بلکہ ساس سسر بھی بہت اچھے ہیں، ہزار سکھ ہیں بس ایک ہی دکھ ہے کہ کنجوس ہیں تو...... تو یہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ تو نہیں...... میں نے اپنے حالات سے سمجھوتا کر لیا ہے امی، آپ بالکل بھی پریشان نہ ہوں......''

شاہینہ ماں کی تسلی کروا رہی تھی اور شائستہ سوچ رہی تھی کہ آج رات اسے اللہ کے حضور حاضر ہو کر پہلے تو کثرت سے توبہ واستغفار کرنی تھی، شکر کرنا تھا، پھر شاہینہ کے اچھے نصیب کے لیے دعا کرنی تھی۔

طب یونانی، طب ہندی، طب نبوی اور قانون مفرد اعضاء کے ماہر

استاذ الحکماء حکیم محمود الحسن توحیدی

مطب

جس مطب کا افتتاح تقریباً 15 سال قبل

حضرت سید نفیس الحسینی شاہ رحمۃ اللہ

نے اپنے دست مبارک سے فرمایا

حکیم محمود الحسن توحیدی علماء ومشائخ امراء و وزراء اور

داعی و مبلغ اسلام مولانا طارق جمیل صاحب

کے بھی معالج خاص ہیں

حکیم محمود الحسن توحیدی

دکھی مریضوں کی خدمت اس جذبہ سے کرتے ہیں کہ اللہ پاک ہمیں اپنے بندوں کی ہدایت اور شفاء کا ذریعہ بنا دے (آمین)

جو جانتے ہیں یقیناً وہ سب مانتے ہیں

خواتین و حضرات اور بچوں کے تقریباً تمام امراض کا علاج انتہائی توجہ سے کرتے ہیں

آپ بھی آزمائیں آپ بھی مان جائیں گے انشاءاللہ

فون پر مشورہ کر کے ادویات بذریعہ ڈاک بھی منگوا سکتے ہیں

تمام مریضوں کا معائنہ اور مشورہ مفت

غریب اور مستحق مریضوں کو دوا مفت دی جاتی ہے

بروز اتوار مطب بند رہتا ہے

ملاقات سے پہلے فون پر وقت ضرور لیں

0300-4679784 0322-4719084

متصل عسکری بنک چوک ناخدا وسن پورہ شادباغ روڈ لاہور

فکر و غم، سستی اور بخل سے پناہ

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ.

''اے اللہ! میں تجھ سے فکر و غم، عاجزی و سستی، بخل و بزدلی، قرض کے چڑھ جانے اور لوگوں کے غالب آنے سے پناہ مانگتا ہوں۔'' [مشکوٰۃ]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کا مفہوم ہے کہ جس بندے کو غم اور پریشانی لاحق ہو اور وہ یہ دعا پڑھے، اللہ اس کے غم اور پریشانی کو ختم کر کے خوشی اور اطمینان میں بدل دیتے ہیں۔ (عالیہ بنت نصیب وہاب۔ کراچی)

خدمت کیجیے، دُعا لیجیے

یاسمین احمد علی، کراچی

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے تین دعاؤں کے متعلق فرمایا کہ یہ ہر حال میں سب سے زیادہ قبول ہونے والی دعائیں ہیں۔ 1۔ والدین کی دعا اولاد کے حق میں۔ 2۔ مسلمان بھائی کی دعا دوسرے مسلمان بھائی کے لیے اس کی غیر موجودگی میں۔ 3۔ نیک عادل بادشاہ کی دعا۔

اس تناظر میں، میں اپنی زندگی میں پیش آنے والے واقعات قاریات کی نذر کرنا چاہوں گی۔

☆ یہ 1970ء کی بات ہے۔ میرے ماموں نے تھرڈ ڈویژن میں بی ایس سی پاس کیا۔ پاکستان میں کوئی خاص مستقبل نظر نہ آیا، اس لیے بڑے ماموں نے لیبیا بلوالیا۔ وہاں نوکری تو چھوٹی موٹی تھی لیکن تنخواہ کافی اچھی تھی۔ ابھی ان کو گئے تھوڑا عرصہ ہی ہوا تھا کہ نانا سخت بیماری میں مبتلا ہو کر بالکل بستر پر پڑ گئے۔ کبھی باجماعت نماز ادا کرنے کے شوق میں مسجد چلے جاتے تو گر جاتے، پھر محلے کے لوگ پکڑ کر لاتے۔ نانی نے سب کو منع کر دیا تھا کہ ''رشید (ماموں) کو نانا کی بیماری کے متعلق کوئی خط نہ لکھے، وہ یہاں آ کر کیا کام کرے گا، وہاں اس کا مستقبل بن جائے گا۔''

ماموں کے کسی دوست نے ان کو خط لکھ دیا کہ تم وہاں مال بنا رہے ہو اور یہاں تمہارے باپ کی یہ حالت ہے! ماموں خط پڑھتے ہی نوکری سے استعفا دے کر پاکستان آ گئے اور نانی سے سخت ناراض ہوئے کہ مجھے کیوں لاعلم رکھا، میں چھولے بیچ لوں گا، ٹیکسی چلالوں گا مگر اب پاکستان میں ہی رہوں گا۔ 22 سال کی عمر میں نہ کوئی خاص تعلیم نہ تجربہ۔ ایک ادارے میں چھوٹی سی ملازمت مل گئی۔ ماموں نے نانا جان کی خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ وہ نانی کو کچھ کام نہیں کرنے دیتے تھے۔ میرے نانا اور نانی ہر وقت ماموں کو بے شمار دعائیں دیتے تھے۔ جس ادارے سے ماموں نے نوکری شروع کی، وہیں سے ریٹائر ہوئے اور سب سے اعلیٰ عہدے تک پہنچے۔ آج ان کا شمار ہمارے خاندان کے چند امیر ترین افراد میں ہوتا ہے۔ ان کی اولاد بھی بہت نیک صالح نکلی، سب اعلیٰ تعلیم یافتہ اور سب کی اچھی جگہ شادیاں ہوئیں۔

☆ دوسرا واقعہ خود میرا ہے۔ میرے شوہر نوکری کے سلسلے میں بیرون کراچی ہوتے تھے۔ ہر ہفتہ وار چھٹی پر گھر آتے تھے۔ ایک دن مجھے بخار تھا اور میرے بیٹے کو بھی 103 بخار۔ بیٹے کے میٹرک کے امتحان بھی ہو رہے تھے۔ اچانک میرے شوہر کا فون آ گیا کہ چار آدمیوں کا کھانا تیار کرلو، میں آ رہا ہوں۔ میں سودا لینے جانے کا ارادہ کر رہی تھی مگر بیٹے نے مجھے بالکل جانے نہ دیا اور بخار کی حالت میں ہی جا کر سارا سودا لا کر دیا۔ اسی دن اس کا کیمسٹری کا پرچہ تھا۔ پرچہ دے کر واپس آیا تو کہنے لگا۔ ''امی مجھے تو پیپر کچھ سمجھ میں نہیں آیا، ہال میں تو مجھے اور زیادہ بخار ہو گیا تھا۔'' میں نے کہا کہ بیٹا! اگر ماں کی دعا کوئی چیز ہے تو تمہارے تمام مضمونوں میں جیسے بھی نمبر آئیں، کیمسٹری میں کم نہیں آئیں گے ان شاء اللہ۔'' جب رزلٹ آیا تو کیمسٹری میں سب سے زیادہ 94 نمبر تھے۔

☆ میرے ایک رشتے کے دادا تھے، پاکستان بننے کے فوراً بعد پاکستان آ گئے اور کافی مشکلات کا سامنا کیا۔ ان کے ایک بیٹے نے بڑی مشکل سے میٹرک کیا، جس کا پیار کا نام آقا تھا۔ میرے ان چچا کی ہر وقت یہ کوشش تھی کہ ماں باپ کو ہر طرح کا سکھ پہنچائیں۔ اس زمانے میں پانی گلی کے کونے میں میونسپلٹی کے نلکے سے بھرنا ہوتا تھا۔ چچا اسکول جانے سے پہلے اور اسکول آنے کے بعد کندھوں پر لا لا کر ڈھیروں پانی بھرتے اور کہتے ۔ ماں خوب نہائیں، خوب خرچ کریں، رات میں پھر بھر دوں گا۔''

ایک دکان پر بیٹھ کر چھوٹی موٹی الیکٹرک کی چیزیں ٹھیک کرنے کا کام بھی تعلیم کے زمانے میں سیکھ لیا۔ کبھی کسی کی کوئی چیز ٹھیک کر دی، کسی کی کوئی۔ یوں جو پیسے ملتے، سارے باپ کے ہاتھ پر رکھتے۔ بس یوں سمجھ لیں کہ اگر ان کے ماں باپ کہتے، دو اور دو پانچ تو وہ پانچ ہی کہتے۔ اگر وہ دن کو رات کہتے تو میرے چچا دن کو رات ہی کہتے۔ یوں ہر وقت ہم دادا اور دادی سے ان کے لیے دعائیہ کلمات ہی سنتے۔ میرا آقا، میرا آقا کہتے دونوں کا منہ نہ سوکھتا۔

پھر چچا دبئ نکل گئے۔ ماشاء اللہ وہ بھی آج ہمارے خاندان کے چند امیر لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ اولاد بھی بہت نیک، صالح، تعلیم یافتہ ملیں۔ ہر طرح عافیت ہے اور بہت خوش ہیں۔

دعا سگے ماں باپ کے علاوہ سوتیلے ماں باپ کی بھی قبول ہوتی ہے کیونکہ وہ بھی سوتیلے بچوں کو پالنے میں مشقت اٹھاتے ہیں۔ میرے دو سوتیلے بہن بھائی تھے۔ بہن جلد ہی انتقال کر گئی، بھائی حیات ہیں۔ میری والدہ میرے سوتیلے بھائی سے بہت خوش تھیں۔ ہم سب سے کہتی تھیں کہ تم لوگ اونچی آواز میں بول لیتے ہو اور اکثر میرے کام کو منع بھی کر دیتے ہو۔ سید نے آج تک مجھ سے نگاہ اٹھا کر اور اونچی آواز میں بات نہیں کی۔ میری والدہ بڑے بھائی سے ایک مخصوص رقم ہر مہینے لیتی تھیں لیکن بھائی ہمیشہ پوری تنخواہ ہاتھ میں دیتے تھے پھر والدہ جو چاہے لے لیتیں۔ اکثر بھائی والدہ کا اور بھابھی کا ایک جیسا جوڑا بنا دیتے جس پر سب کو ہنسی بھی آتی کہ ساس بہو ایک جیسے جوڑے پہنیں گی۔ ایک بار ہم سب باتیں کر رہے تھے تو والد صاحب مذاق میں والدہ سے کہنے لگے ''سنو جی! اگر تم ہم سے ناراض ہو جاؤ گی تو کہاں جاؤ گی؟'' والدہ نے فوراً جواب دیا۔ ''کہاں جاؤں گی، سید کے ہاں جاؤں گی اور کہاں جاؤں گی۔''

والدہ کی اس درجے رضا مندی کا اللہ نے میرے بڑے بھائی کو یہ صلہ دیا کہ ماشاء اللہ سات بیٹیوں کی اچھی جگہ شادیاں ہوئیں، تین بہوئیں جو اس زمانے کے حساب سے مثالی بہوئیں ہیں۔ میرے بھائی کو اللہ نے روزی بھی بہت فراخ دی اور الحمدللہ! دین کا بھی بہت فہم رکھتے ہیں۔

جب سے شعوری طور پر دائرہ اسلام میں قدم رکھا، نبی ﷺ کی دعاؤں نے ہمیشہ ایک انوکھی حلاوت، لذت، سکینت دل میں اتاری۔ جیسے جیسے قدم بہ قدم آگے بڑھتی گئی۔ اس بات پر ہمیشہ نہایت خوش گوار اور میٹھی حیرت (مولوی صاحبان وصاحبات کو میٹھا ذائقہ ہی بھاتا ہے کیا کریں!) ہوئی کہ ہر معاملے میں میری ہر ضرورت، ہر خواہش کو نبی ﷺ نے ایسی جامع زبان دی، جس میں ہر حاجت کا احاطہ ہوگیا۔ سفر کی دعاؤں میں دیکھیے تو وہ نسبتاً طویل دعا:

﴿اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُکَ فِی سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی. اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاَطْوِ عَنَّا بُعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی الاَهْلِ. اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَّعْثَآءِ السَّفَرِ وَکَاٰبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالاَهْلِ.

”اے اللہ! ہم اس سفر میں تجھ سے نیکی، پرہیز گاری اور تیرے پسندیدہ عمل کی درخواست کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہم پر ہمارا یہ سفر آسان کر دے اور اس کی درازی کو لپیٹ دے۔ اے اللہ! تو ہی سفر میں ہمارا ساتھی اور ہمارے گھر والوں کا قائم مقام ہے۔ اے اللہ! میں سفر کی مشقت سے، افسردہ منظر سے اور مال اور اہل میں ناکام لوٹنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“ [مسلم]﴾ آپ ﷺ نے ہر سفری ضرورت اور احساس وجذبات کو ایسی کامل زبان عطا فرمائی ہے کہ اسے پڑھ کر، اللہ سے مانگ کر دل اطمینان وسکون سے بھر جاتا ہے اور انسان پرسکون ہو کر تمام غم وفکر اللہ کے حوالے کر کے چل دیتا ہے۔

دعائے استخارہ دیکھیں تو اس کا حرف حرف ہماری تمام ضروریات کو ایسی عمدہ زبان عطا کرتا ہے جس کے بعد مزید ایک لفظ کہنے کی حاجت یا گنجائش نہیں رہتی۔

دعاؤں کا باب اپنی جگہ، کہیں آب کوثر کا مزہ اس دنیا میں چکھا دیتا ہے اور کہیں غموں، دکھوں پر مرہم کا کام دیتا ہے۔ اللہ غفار کے کلمات میرے گناہوں کی تمام قسموں کا احاطہ کر کے بہترین صفائی، ستھرائی اور غسلِ روحانی کا سبب بنتے ہیں اور درودِ نبی ﷺ تو پھر بے اختیار ہی لب پر جاری ہوتا ہے کہ میری ایک ایک ضرورت کا خیال آپ ﷺ نے میرے وجود میں آنے سے بھی پہلے کر رکھا تھا۔ دعاؤں کی الماری کھولو اور ہر دعا موجود پاؤ......!

تاہم دعا کے حوالے سے کچھ من مانیاں بھی کر گزرتی ہوں۔ یعنی دعا جن مخصوص مقاصد کے لیے کتابوں میں عنوانات کے تحت درج ہوتی ہیں۔ ان سے ہٹ کر بھی ان کا استعمال کر کے میں نے انہیں مؤثر پایا ہے کیوں کہ آپ ﷺ کے فرمان ہی کے مطابق 'اللہ بندے کے گمان کے مطابق ہے۔ مثلاً سفر میں سواری کی یہ دعا پڑھی جاتی ہے: ﴿سُبْحَانَ الَّذِی سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ.

”پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارے لیے مسخر کر دیا اور ہم اسے زیر کرنے والے نہیں تھے اور یقیناً ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں۔﴾ اسے ہم نے پورے خشوع وخضوع سے اپنے بچوں پر پڑھا ہے، جب وہ چھوٹے تھے۔ ہماری ساس مرحومہ فرماتی تھیں۔ ”ایک لڑکا پالنا اور چار لڑکیاں پالنا برابر ہے۔“ اس اعتبار سے ہمارے چار نہیں سولہ بچے تھے۔ جن میں سے ایک اپنے نام کے زیر اثر سراپا سلامتی تھا۔ تاہم باقی بچوں کی تہذیب وتربیت میں اس دعا کا اثر بھی یقیناً ہمراہ رہا ہوگا۔ یہ حیرت کی بات نہیں کہ بچے اور سواری کو ہم نے برابر کیونکر کرلیا۔ بات یہ ہے کہ دعا مسخر کرنے اور تابع کرنے کی ہے، لہٰذا بچے تو بچے اس دعا سے شاید دل جمعی سے مانگا جائے تو تسخیر جنات کا کام بھی لیا جاسکتا ہو۔ نیز یہ کہ (ہم نے ہرگز یہ تجربہ نہیں کیا) تسخیر شوہر بھی شاید ممکن ہو (تسخیر بیوی اس لیے نہیں کہ صیغہ مذکر ہے......هٰـذا) ہم نے اس طرف دھیان یوں نہ دیا کہ اللہ نے جسے قوام بنایا ہے، اسے تابع بنانے کی دعا کرنا زیب نہیں دیتا۔

اس دعا کی طرف دھیان یوں گیا کہ بچپن میں بچوں کو بہلانے (کے بہانے) بندر اور ریچھ کا تماشا دیکھا (گیٹ کے پیچھے پس پردہ)، تو کافی دیر حیرت طاری رہی کہ ایک انسان نے بندر جیسے نامعقول مسخرے کا ہیٹ پہنا، بابو بنا، مسخر کر کے بٹھالیا، اور ریچھ جیسے وحشی کو اپنے اشاروں پر نچایا اور اِدھر ہم ہیں کہ انسانی بچے قابو کرنے سے قاصر سر پکڑے بیٹھے ہیں، تو اس وقت اس دعا کا خیال آیا جو ابتدا میں گھوڑے، گدھے، خچر، اونٹ پر پڑھی جاتی تھی اور ان کی سرکشی دور کر کے سواری کا کام کرواتی تھی، لہٰذا کیوں نہ بچوں کو مسخر کرنے کے لیے اللہ ہی سے یوں رجوع کر کے بھی دیکھا جائے، تاہم ان کے لیے تمام تر اشرف المخلوقات والی دعائیں مثلاً

﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا﴾

”اے ہمارے رب! ہماری بیویوں کی طرف سے ہمیں دل کا چین اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیز گاروں کا امام بنادے۔“ اور روزانہ صلوٰۃ الحاجۃ بھی پڑھی گئی تو بچپن کا وہ دور بہ عافیت گزرا جس میں لڑکے سراپا ہنگامہ ہوتے ہیں۔ ہر چیز اٹھائی (پنسل، چمچ، چھتری) اور اس کی پستول، میزائل، مارٹر بنالیا اور ٹھا، ڈز کے دھماکے شروع ہوگئے۔ (لڑکیاں کتنی پرامن ہوتی ہیں ہر چیز کی گڑیا بنا کر آرام سے بیٹھ گئیں، اب اگرچہ یہ پرانے زمانے کی داستان ہے اس دور میں لڑکیوں کو جینز، پی کیپ، جوگرز پہنا کر کرکٹ، ہاکی کے میدان میں اتارا جاچکا ہے) بچوں کا پسندیدہ کھیل کشتی ہوتا تھا۔ اس میں بھی گرایا، پچھا، یہ مارا، وہ مارا کا ہنگامہ ہوتا تھا جس سے میرا دل سہار رہتا تھا (کیوں کہ ہم نے تو ایک ایسے گھر میں پرورش پائی تھی جس میں لائبریری کی سی خاموشی طاری رہتی تھی خواتین کی اکثریت کی بنا پر) اس پر طرہ یہ کہ یہاں میاں صاحب نے ایک عدد طویل گاؤ تکیہ بھروا کر اپنے بچوں کے ہاتھ دے رکھا تھا کہ جب کوئی نہ ملے تو یہ رہا تمہارا مدِ مقابل پہلوان۔ جس پر دورِ حاضر کے مرحب وعنتر کے نام لکھ کر رکھے تھے۔ ایسے ماحول میں ان

Brighto
Inspired by Nature
Toll Free 08000-1973
ہر دیوار کی داستان
رنگوں کی روایت کے چالیس برس
Brighto
PAINTS
Brighto
ALL WEATHER
Brighto
PLASTIC EMULSION
Brighto
SUPER EMULSION
برائیٹو پینٹس میں ہمارا ماننا ہے کہ دیواریں عمارتوں کی شخصیت کا آئینہ ہوتی ہیں، یہی دیواریں تو ہیں جو مکان کو گھر بناتی ہیں، بیتے لمحوں کی داستان سناتی ہیں۔ تب ہی تو گذشتہ چالیس برس ہم نے دیا ہر دیوار کی داستان کو ایک نیا رنگ۔
www.brightopaints.com
UAN: +92-42-111-00-1973

لڑکوں کو تابع کرنے کے لیے یہ تہا صنفِ نازک سبحن الذی سخر لنا...... نہ پڑھتی تو کیا کرتی۔

یہی دعا کچن میں بھی ہمراہ جاتی۔ ایک مرتبہ میری غیر موجودگی میں پریشر ککر اپنے بم ہونے کا مظاہرہ کر چکا تھا۔ جب لوٹی تو باورچی خانے کی دیواریں اور فرش کابلی چنوں سے لیپی پوتی کی جا چکی تھیں اور ککر اوندھے منہ فرش پر انتقال کیے پڑا تھا، لہٰذا اس کے بعد یہی دعا اس کی تسخیر کے لیے بھی استعمال ہوتی رہی، اور حقیقت بھی یہی ہے کہ بھاپ کی قوت سے بھرے پریشر ککر (جو سٹیم انجن بن کر چل پڑنے کی طاقت رکھتا ہے) پر اللہ کی پاکی بیان کر کے اس کا تابع ہو جانا طلب کیا جانا چاہیے، اور آخر میں یہ بات کہ یا اللہ (اس کے شر سے تو بچالے اگر چہ) لوٹنا تو تیری ہی طرف ہے۔

ایک اور دعا جو کثیر المقاصد ہے۔ وہ مصیبت زدہ کو دیکھ کر پڑھے جانے والی دعا ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلاً.

''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے اس چیز سے بچایا ہے جس میں تجھے مبتلا کیا اور اپنی مخلوق میں سے مجھے اکثر پر فضیلت بخشی۔'' [ترمذی]

یہ اگرچہ جسمانی آزمائشوں، امتحانوں، ابتلاؤں سے بچنے کے لیے سکھائی گئی ہے۔ اصول وہی ہے کہ شکر گزار رہو گے تو اور زیادہ نوازے جاؤ گے۔ (لـئـن شـكـرتـم لازيدنكم) لہٰذا نابینا، بہرے، گونگے یا اپاہج کو دیکھ کر، کوئی حادثہ، دکھ، بیماری دیکھ کر یہ دعا خود بخود عبرت پذیری یا احساسِ تشکر لیے زبان پر آجاتی ہے۔ یوں بھی اس دعا کے ساتھ یہ بشارت نتھی ہے کہ پھر تم اس آزمائش ابتلا سے بچا لیے جاؤ گے۔ ہماری ایک آپا کو یہ دعا اتنی محبوب ہے کہ انہیں جب کسی کی بیماری یا عیادت کی خبر سنائی جائے وہ ہمیشہ پوچھتی ہیں، تم نے وہ دعا تو پڑھ لی تھی ناں! (اس سے ان کی محبت بھی جھلکتی ہے!) ایک مرتبہ ایک خاتون کو خوب صورت حسین زلفیں لہراتے، مرقع فیشن عریانی وفحاشی بنے جاتے دیکھا۔ بانکے پکارے نگاہوں کے تیر اپنی جانِ ناتواں پر لیے بھری سڑک پر وہ اللہ کے حکم توڑتی چلی جارہی تھی۔ اس وقت یہ دعا بے اختیار زبان پر آگئی۔ یہ بے ساختہ ردعمل پھر عادت بن گیا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ جسمانی طور پر بھی عافیت سے رکھے، لیکن یہ نعمت کتنی عظیم الشان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ناپسندیدہ حلیوں میں مبتلا ہونے سے بچالیا۔ بدنگاہی کے تیروں کی یلغار سے عافیت میں رکھا۔ اسی طرح کسی فرد کو حد سے بڑھ کر حبِ دنیا اور شوقِ دنیا میں دیوانہ پایا تو شکر گزاری کے لیے یہی دعا دل کو لگی کیوں کہ یہ بھی ایک ابتلا ہے جس سے بچانے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں۔ اداکارائیں، ماڈل گرلز جس حال میں ہوتی ہیں، اس پر بھی مارے عبرت کے یہی دعا لبوں پر آتی ہے۔ غرض آپ آزما کر دیکھیے۔ یہ دعا جا بجا آپ کے کام آئے گی۔

ایک دعا مزید...... ﴿رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي. وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي. وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي. يَفْقَهُوا قَوْلِي.

اے پروردگار! میرا سینہ کھول دے، اور میرے کام کو میرے لیے آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ سلجھا دے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔﴾ جسے یوں تو پڑھتے دعوتی زندگی بیت رہی ہوتی ہے، جس کے بغیر اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچانا ہی ممکن نہیں ہوتا۔ ایک مرتبہ بھول گئی تھی تو زبان پر اتنی گرہیں لگیں کہ گویا ہر قدم پر اسپیڈ بریکر۔ تا آنکہ یاد آیا کہ گرہ کشائی تو کروائی نہیں، لہٰذا دعا پڑھنے کی دیر تھی کہ زبان رواں ہوگئی، شرحِ صدر ہو گیا۔

علاوہ ازیں یہ دعا وہاں بھی کام آتی ہے، جہاں پہنچ کر شاعر نے کہا......

یارب وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے مری بات

دے اور دل ان کو جو نہ دے مجھ کو زباں اور

ایسے میں اللہ نے ہمیں بہترین دعا عطا کر دی جو ان کی سمجھ کا خانہ کھول دے اور دل کا دروازہ کھول دے، اور ہمیں وہ زبان دے دے، جو بات سمجھانے والی ہو۔ یعنی يفقهوا قولي! لہٰذا جہاں جہاں معاملہ یوں لگا کہ بس...... بھینس کے آگے بین نہ بجاؤ۔ وہاں وہاں یہ دعا پڑھ لی اور بھینس یکا یک انسان میں ڈھل گئی۔ دعا کی قبولیت کا بہت کچھ تعلق اس مان اور گمان سے بھی تو ہے جس کے ساتھ دعا مانگی جائے۔ جو حضرت زکریا علیہ السلام کے ہاں ہے کہ 'اے پروردگار میں کبھی تجھ سے دعا مانگ کر نامراد نہیں رہا۔' (مریم:4)

لیکن ایک مرتبہ تو یہ دعا میں نے وہاں پڑھی بے اختیار ہو کر، جہاں بظاہر پڑھنے والے نہیں پڑھتے۔ ہسپتال میں مریض کے سرہانے۔ تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ عزیز از جان والدہ محترمہ ہسپتال میں بستر پر، چوراسی سال کی عمر میں، جبکہ ذہن کی کیفیت بھی ان کی ایسی ہوگئی ہے کہ وہ جو اپنے وقت میں افسانہ نگار اور شاعرہ تھیں، زبردست شخصیت کی مالک تھیں، اب قرآن کی زبان میں عین وہی کہ 'سب کچھ جاننے کے بعد کچھ بھی نہ جانے' کبھی بات فوراً سمجھ جاتیں، کبھی ہر طرح سمجھا کر دیکھ لیں اور ذہن میں گویا ایک سیاہ پردہ سا آگیا اور ایک بچے کی طرح وہ ہر لمحہ ایک بات پر بضد ہو کر دہرائے چلے جائیں گی۔ وہ رات ایسی ہی ایک رات تھی۔ فریکچر کے بعد آپریشن کے مرحلے سے گزر کر وہ بستر پر تھیں اور میں ایک طویل تھکا ہوا دن گزارنے کے بعد اچانک اس نہایت دل گیر کر دینے والی ڈیوٹی پر...... ماں کو اتنی ضعیفی میں یوں لاچار دیکھنے سے زیادہ تکلیف دہ بات اور کیا ہوگی؟ بہت سی دعائیں مانگ کر سرہانے بیٹھی۔ ہاتھ پر لگی ڈرپ کا کینولا نکال پھینکنے کے لیے ہر لمحہ ان کا دوسرا ہاتھ متحرک تھا۔ وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھیں کہ یہ بایاں ہاتھ ٹیپ در ٹیپ کس کر کیوں باندھ رکھا ہے؟ (ان کی اسی دست برد سے بچانے کو اضافی ٹیپ بھی لگا رکھی تھی) لہٰذا مسلسل ان کا ہاتھ بچانے کے لیے میں اسے پکڑے بیٹھی تھی۔ انہوں نے ساری زندگی نہایت چوکس اور الرٹ رہ کر گزاری، لہٰذا ضعیفی بیماری میں بھی انہیں نیند بہت کم آتی ہے اور خواب آور گولی بھی بہت کم اثر کرتی ہے، لہٰذا ان کے دھیان کا مرکز پوری رات یہی ہاتھ تھا۔ میں بار بار یاد دہانی پوری تفصیل سے کروا دیتی کہ یہ سب کیا ہے؟ آپ نے اسے ہاتھ نہیں لگانا، اور دوسرے ہی لمحے ان کا ہاتھ پھر اسی ٹیپ کو نوچنے پر آمادہ ہوتا۔ ایک مسئلہ اور اٹھ کھڑا ہوا کہ مجھے غسل خانے لے چلو۔ جب پوری بات بتائی کہ آپ اٹھ نہیں سکتیں، وقتی طور پر آپ کو پیمپر لگا دیا گیا ہے، آپ فراغت حاصل کرلیں۔ تو پھر وہی معاملہ شروع ہوگیا کہ فوراً ہی بات جھٹک کر وہ پھر تقاضا شروع کر دیتیں کہ مجھے لے چلو۔ جتنی قسم کی دعائیں والدین کے لیے رحمت کی دعا، شفا، عافیت، آسانی سے وابستہ دعائیں تھیں، کر ڈالیں۔ پھر شیطان کی شرارت محسوس ہوئی تو تعوذات بھی آزما لیے۔ کبھی یوں نہ لگا تھا کہ میری دعا قبول نہیں ہو رہی ہو مگر یہ رات ایسی تھی کہ ایک طرف ان کی تکلیف اور کسمپرسی کا غم، دوسری طرف مسئلے کا کوئی حل میسر نہیں۔ مسلسل سمجھانے کے بعد اچانک یہی دعا (رب اشرح لی صدری ......الخ) زبان پر آگئی۔ اور پھر تا دیر یہی دعا پڑھتی رہی کہ یا اللہ!...... امی کو میری بات سمجھا دے۔ تقاضوں میں کچھ وقفہ آگیا۔ وہ رات تو اسی طرح گزر گئی لیکن اس کے بعد اگلے دن سے ان کی طبیعت بحال ہونا شروع ہوگئی اور مجھے یوں لگا کہ وہ بے شمار دعائیں جو مانگ مانگ کر ایک طرف رکھتی جارہی تھی کہ (نعوذ باللہ) اس سے فائدہ نہیں ہو رہا (دل دماغ جسم بھی تھکن سے چور تھا)، وہ ساری اگلے دو دن میں اکٹھی ہو کر انہیں لگ گئیں، اور اللہ نے نہایت آسانی عطا فرمادی۔ اگرچہ ان کی ساری اولاد ہی دعائیں کر رہی تھی لیکن میں یہ کیوں نہ کہوں کہ میری ہی دعائیں قبول ہوئیں!

دعا اور عمل

فرزانہ رباب

میں آج خاص طور پر ان بچیوں کے لیے لکھوں گی جو نئی زندگی میں قدم رکھتی ہیں اوران کے دل میں بہت سارے شکوک وشبہات ہوتے ہیں۔اور بہت زیادہ سوالات بھی دماغ میں شور مچاتے رہتے ہیں کہ شاید کوئی دعا قبول نہیں ہوئی۔اللہ تعالیٰ نے ہماری سنی نہیں، ہماری قسمت خراب ہے، ہمارے سسرال والے اچھے لوگ نہیں۔

سب سے پہلے تو یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ ہمیں اپنے فرائض ہر حال میں ادا کرنے ہیں، وہ نماز روزے کے ہوں یا میاں کے یا سسرال والوں سے متعلق ہوں۔ دعائیں ساتھ ساتھ اللہ سے مانگتے رہنا چاہیے۔ یہ نہیں کہ کچھ دن دعا مانگی اور سوچنا شروع کردیا کہ ہماری دعا قبول کیوں نہیں ہورہی۔ہمیں ہمیشہ یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ دعا بھی ایک مسلسل عبادت ہے اور سسرال میں بے لچک رویوں کے ساتھ زندگی نہیں گزرے گی۔اس لیے کسی بھی قسم کی سختی ہوتو دل چھوڑ کر نہ بیٹھ جائیں کہ ہماری تو قسمت ہی خراب نکلی، سسرال والے اچھے نہیں ملے۔بھئی اللہ نے آپ سے آپ کے سسرال والوں کا تو نہیں پوچھنا کہ وہ اچھے تھے یا نہیں تھے۔آپ سے آپ کا عمل پوچھا جائے گا کہ کن حالات میں کیا کچھ کیا؟ موافق میں سب اچھا اور ناموافق میں زبان درازی، مایوسی، غفلت، سستی اور چغلی غیبت پر ڈٹ جانے سے اعمال میں کسی قسم کی بہتری لکھی جائے گی نہ ہی زندگی میں کوئی بہتری آئے گی۔اس لیے ہر کام دل لگا کر کریں، ہر رشتے کی عزت کریں، محبت نہ بھی کرسکیں تو عزت ضرور کریں اور دعا بھی ساتھ ساتھ کرتی رہیں۔

دعا ایک طاقت بھی ہے، نفسیات دان بھی اس پر زور دیتے ہیں کہ آپ نے کچھ کرنا ہوتو اپنے آپ کو باقاعدہ بتائیں کہ یہ کام کرنا ہے، اپنے جسم کو تیار کریں۔ اپنے ذہن کو تیار کریں، با آواز بلند تنہائی میں خود سے باتیں کرکے کچھ کہا جائے گا تو اس کا اثر سارے جسم پر ہوگا، دل ودماغ اچھے طریقے سے سمجھ جائیں گے اور پرسکون بھی رہیں گے۔یہ تو نفسیات دان کہتے ہیں۔ایک مسلمان کی حیثیت سے میں تو یہ کہوں گی کہ تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے خوب باتیں کرکے دعائیں کرکے اپنے لیے ہمت اور طاقت مانگیں تو آپ واقعتاً بہت بہتری محسوس کریں گی اپنے اعمال اور افعال میں یعنی آپ کی کارکردگی بہت بہتر ہوگی۔کام کا بوجھ نہ جسم کو تھکائے گا، نہ روح زخمی ہوگی نہ ہی دل ودماغ میں کوئی خلفشار ہوگا۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ محنت کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔دعا میں بھی محنت درکار ہے، یہ نہیں کہ بس اوپر اوپر سے کہہ دیا کہ یااللہ میرا کام کردے، اللہ تعالیٰ بھی اوپر اوپر سے قبولیت کو گزار دیتا ہے۔دعا کی قبولیت میں صدقہ، خیرات بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ضروری نہیں کہ آپ بہت زیادہ مقدار میں دیں، بالکل نہیں، جتنا آپ کے پاس ہے اس میں سے ہی کچھ نہ کچھ نکال دیں۔دعا کی طرح یہ عمل بھی مسلسل کرنا ہے۔

ہمارے ہاں ملازمہ کا خیال گھر کے فرد کی طرح رکھا جاتا ہے اور میں ملازمہ سے کہہ دیتی ہوں کہ آس پاس کوئی لاچار مجبور عورت نظر آئے تو ضرور بتانا۔ایک بار ملازمہ نے بتایا کہ ہمارے نزدیک ایک چھان بھورے والے کی بیوی کے گیارہ سال بعد اولاد ہونے والی ہے اور وہ بھی جڑواں۔خاوند یہ سن کر کہیں چلا گیا ہے کہ اس کا خرچہ کیسے اٹھائے گا۔اب وہ بے چاری بے انتہا پریشان ہے؟ میں اسے کچھ پیسے بھجواتی رہی، اس تاکید کے ساتھ کہ ڈاکٹر کو بھی دکھائے اور اپنی خوراک کا بھی خیال رکھے۔ کچھ عرصہ گزرا، اس کا خاوند تو واپس نہیں آیا مگر سنا کہ وہ اب ٹھیک ٹھاک تھی۔ایک دن میں نے ملازمہ کو پھر اس عورت کے لیے پیسے دیے کہ اسے دے دینا۔اس دن مجھے خیال آیا کہ پتا نہیں پیسے اسے پہنچتے بھی ہیں یا نہیں۔دوپہر کو سوئی تو خواب میں ایک بھاری بھرکم سی عورت نظر آئی۔بولی: "باجی! پیسے مجھے پہنچ گئے ہیں، اس کے بدلے آپ کو کیا چاہیے؟ میں نے کہا، بس میرے لیے صحت کی دعا کردیا کرو۔

یقین کریں! ٹوٹے ہوئے دل والے مسکین، مجبور، بے بس لوگوں کی دعا ہمارے حق میں بہت جلد اور بہت زیادہ قبول ہوتی ہے۔اس لیے نئی دلہنیں بھی آنے والی زندگی کے لیے دعا کو ہتھیار بنائیں اور کسی نہ کسی مسکین کا سہارا ضرور بنیں، اس مسکین، بے بس اور لاچار مجبور کی دعا آپ کی زندگی کو بہت اچھا بنا سکتی ہے۔

اگر آپ سمجھیں کہ سب کچھ ہمیں بغیر کسی محنت کے مل جائے تو یہ اچھی بات نہیں ہے۔اور پھر سب کچھ سے مراد کبھی بھی دنیا کا مال اسباب نہیں ہونا چاہیے، دعاؤں میں بے شک عافیت والی اور برکتوں والی دنیاوی نعمتیں بھی مانگیں مگر اس سے کہیں زیادہ آخرت کے لیے مانگیں، اللہ کی رضا اور اس کے محبوب کی محبت مانگیں۔اشفاق احمد کہا کرتے تھے کہ جس کی دنیاوی خواہشات زیادہ پوری ہوتی ہیں وہ تند خو ہوجاتے ہیں۔بہرحال دعا کیجیے، دل سے کیجیے اور مسلسل کیجیے۔

جنّت میں لوں گا

نویدہ صدیقی، احمد پور شرقیہ

"اللہ گرمی نہیں کرو، اللہ گرمی نہیں کرو۔" یہ آواز سن کر میں جو آٹا گوندھنے میں مشغول تھی، جلدی سے باہر نکلی۔ دیکھا تو عبدالمنعم نے ایک ہاتھ سے اپنی سائیکل پکڑ رکھی تھی جو دھوپ میں کھڑی ہونے کی وجہ سے گرم ہو رہی تھی اور دوسرا ہاتھ اس نے دعا کی صورت میں بلند کر رکھا تھا اور دعا کر رہا تھا: "اللہ جی! گرمی نہیں کرو۔" اپنی سائیکل گھسیٹ کر اس نے چھاؤں میں کھڑی کی اور دونوں ہاتھ بلند کر کے پھر دعا کرنے لگا۔ یہ دیکھ کر مجھے اس پر بے تحاشا پیار آیا، ساتھ ہی مجھے خیال آیا کہ اللہ کو بھی یہ سب کتنا اچھا لگتا ہوگا۔

☆

ابھی کل ہی کی بات ہے کہ پانچ سالہ عبدالواسع نے ٹوکری پکڑ رکھی تھی اور مجھے بتا رہا تھا کہ امی! میں اس میں تتلی کو بند کروں گا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے صحن میں لے آیا اور بولا۔ امی! اب آپ دعا مانگو، اللہ تتلی بھیج دے۔ عبدالواسع اس کو ٹوکری میں بند کرے گا۔

میں نے کہا: "چلو آپ بھی مانگو، میں بھی مانگتی ہوں۔"

میں نے بہت دل لگا کر دعا کی کہ یا اللہ! ہمارا تجھ پر کامل یقین ہے کہ تُو ہماری دعاؤں کو سنتا ہے اور ہماری دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور تیرے ہاں کچھ بھی ناممکن نہیں، تُو ایک تتلی بھیج دے۔

جیسے ہی ہم نے دعا مکمل کی۔ سامنے درختوں سے اچانک ایک تتلی اڑتی ہوئی ہمارے گھر کے اوپر آ گئی۔ میں نے عبدالواسع کو سمجھایا کہ بیٹا تتلی تو اللہ میاں نے بھیج دی مگر اسے پکڑنا نہیں ہے۔ اللہ عبدالواسع کو جنت میں تتلی دے گا جو ہر وقت عبدالواسع کے پاس رہے گی۔" یہ سن کر وہ خوشی خوشی عبدالمنعم کو یہ بتانے کے لیے بھاگ گیا کہ "اللہ مجھے جنت میں تتلی دے گا۔"

☆

ڈھائی سالہ عبدالمنعم اور پانچ سالہ عبدالواسع نے جب سے یہ سنا تھا کہ ہمیں ہر چیز اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور ہمیں ہر چیز اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہیے تو دونوں کا یہی حال تھا کہ ہر چیز اللہ سے مانگتے اور ہر تکلیف پر اللہ ہی کو پکارتے۔ عبدالمنعم کو تھوڑی سی چوٹ لگی نہیں کہ اس کے ہاتھ دعا کے لیے بلند ہو گئے۔ "اللہ! مجھے ڈلد ہو گیا ہے لازم کلو" (اللہ مجھے درد ہو گیا ہے، آرام کرو) اگر کھانا گرم ہوتا تو دعا کرتے "اللہ جی! کھانا تھنڈا (ٹھنڈا) کرو، آمین۔"

حتیٰ کہ اگر دونوں کی لڑائی ہو جاتی تو بھی اپنا احتجاج اللہ کے ہاں ریکارڈ کراتے۔ عبدالمنعم کہتا "اللہ جی! مجھے بھیا نے مارا ہے۔" عبدالواسع بھیا بھی جلدی سے ہاتھ اٹھا دیتے اور گڑگڑاتے کہ "اللہ جی! معاف کل (کر) دو آیندہ میں نہیں مالوں (ماروں) گا۔"

کچھ دن پہلے عبدالواسع پیسے مانگ رہا تھا کہ چیز لینی ہے۔ میں نے کہا کہ میرے پاس تو نہیں ہیں۔ کہنے لگا۔ کوئی بات نہیں اللہ سے مانگ لو۔ میں نے دعا مانگی اس کے سامنے ہی اور کہا۔ اللہ جب پیسے دے دے گا تو آپ کو دوں گی۔ کہنے لگا۔ نہیں ابھی دیکھو، جہاں پر آپ پیسے رکھتی ہو، اللہ نے وہاں پیسے رکھ دیے ہوں گے۔" یہ سن کر میں حیران رہ گئی اگرچہ اللہ سے مانگنے کا یہ سبق میرا ہی پڑھایا ہوا تھا لیکن یہ پانچ سالہ میرا بیٹا قبولیت دعا کے ساتھ یقین میں مجھ سے بڑھ گیا تھا۔

غرضیکہ دونوں بھائی اس حدیث کا مصداق بنے ہوئے تھے کہ "اگر جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اللہ سے مانگو۔"

آج صبح ہی صبح دونوں بھائیوں کی کسی بات پر تکرار ہو گئی تو عبدالمنعم کہنے لگا: "بھیا! میں ابو سے کہوں گا مجھے بڑا والا ٹرک لے دیں میں تو آپ کے ساتھ نہیں کھیلوں گا۔"

"ابو آپ کو نہیں لائیں گے تو پھر آپ کیا کرو گے؟" عبدالمنعم بھی ذرا نہ گھبرائے، فوراً بولے۔ "میں اللہ سے مانگ لوں گا۔" یہ سن کر میں ناشتہ بنانے کے لیے کچن میں آ گئی۔ ناشتہ بنانے کے بعد واپس کمرے میں آئی۔ دیکھا تو دونوں کے موڈ خراب تھے۔ مجھے دیکھتے ہی عبدالواسع فوراً کھڑا ہو گیا اور بولا "امی! ہم نے اللہ سے ٹرک مانگا ہے، اللہ نے ہمیں دیا ہی نہیں۔" میں نے دونوں کو ساتھ بٹھا کر سمجھایا کہ جب ہم اللہ سے دعا مانگتے ہیں تو اللہ ہماری دعا کو فوراً سن لیتا ہے پھر کبھی تو اللہ ہمیں وہ چیز دے دیتا ہے اور کبھی وہ چیز ہمارے لیے جنت میں رکھ دیتا ہے، اب بھی اللہ نے آپ کے لیے جنت میں اچھا سا ٹرک رکھ دیا ہوگا جو جنت میں آپ کو ملے گا اور کبھی بھی خراب نہیں ہوگا۔ دیکھو ناں! جو کھلونا بھی آپ کو یہاں ملتا ہے، کچھ دن بعد پرانا ہو جاتا ہے، ٹوٹ جاتا ہے، پھر ختم ہو جاتا ہے، یہاں کوئی بھی چیز ہر وقت ہمارے پاس نہیں رہتی، ہر چیز ختم ہو جاتی ہے لیکن جو چیز ہمیں جنت میں ملے گی وہ یہاں کی چیز سے بہت اچھی ہو گی اور ہمیشہ ہمارے پاس رہے گی، ٹھیک ہے بیٹا۔"

"جی امی......" عبدالواسع بولا تو میں دوبارہ بولی:

"ایک بات اور سن لیں کہ آپ ہر وقت اللہ سے دنیا کی چیزیں نہیں مانگا کرو بلکہ اس سے زیادہ یہ دعا مانگا کرو کہ اللہ ہمیں نیک بنا دے اور ہمیں جنت دے، جب اللہ ہمیں جنت دے گا تو ہمیں سب چیزیں اس میں مل جائیں گی۔"

دونوں سر ہلانے لگے تو میں نے پیار سے گود میں بھر لیا۔

میرے بندے تو مجھے پکار تو سہی

سیما انجم فرید

انسان اپنے مقاصد کے لیے سینکڑوں قسم کی تدبیریں کرتا پھرتا ہے اور ان میں بڑی بڑی تکلیفیں بھی اٹھاتا ہے، مگر ہر تدبیر کامیاب نہیں ہوتی، جب کہ ہر مقصد کے حصول کی ایک اعلیٰ تدبیر خود حق تعالیٰ جل شانہٗ نے انسان کو بتائی ہے جو ہر صورت کامیاب رہتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جس کا مفہوم ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

بے شک اللہ تعالیٰ کی ہر بات سچی ہے اور میں نے اپنی ماں کے لبوں سے نکلنے والی دعاؤں کو پورا ہوتے دیکھا ہے۔ آیئے میرے ساتھ چند لمحوں کے لیے ماضی میں چلیے۔ وہ ایک نہایت سرد رات تھی۔ ساڑھے گیارہ بجے کا وقت ہوگا۔ گھر میں امی اور بھابھی کے علاوہ سب افراد بے خبر سو رہے تھے، نچلی منزل میں بڑی بہن اور مجھ سے چھوٹی دونوں بہنیں سو رہی تھیں۔ گلی میں گاڑی رُکنے کی آواز آئی۔ پھر کچھ دیر بعد کمرے کی کھڑکی پر کسی نے زور سے دستک دی۔ بڑی بہن صائمہ کی گھبراہٹ میں آنکھ کھل گئی کہ اتنی رات گئے کون آیا ہے؟ اتنے میں بھائی کی آواز آئی، جو دروازہ کھولنے کے لیے کہہ رہے تھے۔ وہ جلدی سے دروازہ کھولنے کو لپکی۔ دروازہ کھولا، بھائی اندر آئے تو ان کے منہ سے سسکی نکل گئی۔ اب بجیا چونکی اور اس نے جلدی سے گیلری کی لائٹ جلائی۔ جونہی اس کی نظر بھائی پر پڑی تو بے ساختہ اس کے منہ سے چیخیں نکل گئیں۔ بھائی کا پورا منہ جلا ہوا تھا، دونوں ہاتھ بھی کہنیوں تک جلے ہوئے تھے۔ اس کو مزید دیکھنے کی تاب نہ رہی۔ وہ دروازہ بند کر کے تیزی سے اوپر کی منزل کی طرف بھاگی، جہاں ہم سب سو رہے تھے۔ ہم پانچ بہنیں اس وقت غیر شادی شدہ تھیں، امی اور ابا جان حیات تھے۔ بجیا کی چیخ کی آواز سن کر بھابھی اور امی جان تیزی سے کمرے سے باہر نکلیں، ہم باقی بہنوں کی بھی آنکھ کھل چکی تھی۔ سب منہ پر ہاتھ رکھے بہتے آنسوؤں کے ساتھ بھائی کی حالت دیکھ رہے تھے۔

جلنے کی تکلیف کی وجہ سے بھائی سے بولا بھی نہ جا رہا تھا۔ انہوں نے مختصر طور پر بتایا کہ فیکٹری میں حادثہ پیش آیا تھا۔ ہمارے بھائی انجینئر ہیں اور ان دنوں ایک ماچس کی فیکٹری میں کام کرتے تھے۔ بہرحال فیکٹری کے لوگ فوری طور پر بھائی کو ایمرجنسی میں داخل کروا آئے تھے۔ مگر تکلیف میں بھی بھائی کو گھر والوں کی فکر تھی کہ اگر وقت پر گھر نہ پہنچا تو والدین فکر مند ہو جائیں گے۔ رات سب کی آنکھوں میں کٹی۔ صبح ہوتے ہی بھائی کو بڑے بہنوئی میو ہسپتال لے گئے، جہاں بھائی کو داخل کر لیا گیا۔ اب بھائی کا علاج صحیح طور پر شروع ہوا۔ ابتدائی طبی امداد تو مل چکی تھی۔ بھائی کی کھال جگہ جگہ سے جل کر لٹک رہی تھی، پلکیں بھنویں سب ختم ہو چکی تھیں۔ سر کے آگے سے بھی کافی بال جل چکے تھے۔ بھائی کو اس حالت میں کوئی پہچان بھی نہیں رہا تھا۔

ڈاکٹرز نے آپس میں مشورہ کیا کہ بھائی کی جلی ہوئی کھال رگڑائی کر کے اتاری جائے گی۔ یہ ایک تکلیف دہ عمل تھا۔ اس میں جلد کو سن بھی نہیں کرنا پڑتا تھا۔ بھائی اس آپریشن میں سخت تکلیف دہ عمل سے گزرے لیکن انہوں نے بے مثال صبر و ہمت سے نہ صرف تکلیف برداشت کی بلکہ آپریشن کے دوران ڈاکٹرز سے ہلکی پھلکی بات چیت بھی کرتے رہے۔

حادثے کی تفصیل بعد میں بھائی سے پتا چلی۔ ہوا یہ تھا کہ فیکٹری میں فرنس آئل کو بڑے بڑے ڈرم میں گرم کیا جاتا تھا، تو اس دن آئل بہت زیادہ تیز گرم

ہو چکا تھا۔ ڈرم سے کچھ فاصلے پر کسی ملازم نے سگریٹ جلانے کے لیے ماچس جلائی، فاصلہ زیادہ تھا لیکن اللہ کا حکم کہ اتنی دور سے بھی تیز گرم آئل نے آگ پکڑ لی اور تیل کے ڈرم میں آگ کے شعلے بھڑک گئے، جو آناً فاناً پھیلنے لگی۔ کچھ فاصلے پر تیل کے اور ڈرم بھی موجود تھے۔ فیکٹری کا سارا عملہ سخت گھبراہٹ کے عالم میں دور کھڑا یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ یہ انتہائی خطرناک منظر تھا۔ ڈرم سے آگ کے شعلے تیزی سے باہر نکل رہے تھے، چند لمحے گزرنے تھے کہ یہ چھوٹی سی آگ بڑھ کر بڑی تباہی کا پیش خیمہ بن جاتی۔ سب کے دماغ ماؤف تھے کہ کیا کریں؟ اس وقت بھائی کو اللہ پاک نے تدبیر سجھا دی۔ بھائی اکیلے تیزی سے چلتے ہوئے ڈرم کی طرف بھاگے۔ فیکٹری کے کارکن حواس باختہ ان کو آگ کی طرف بڑھتا دیکھ رہے تھے۔ ڈرم کا ڈھکن آگ کی طرح گرم تھا۔ بھائی نے اپنے ہاتھوں سے ڈھکن کو بند کر دیا۔ ڈھکن بند کرتے کرتے بھی آگ کی لپیٹیں بھائی کے منہ اور ہاتھوں کو بُری طرح جھلسا چکی تھیں لیکن انہوں نے ہمت نہ ہاری۔ ڈھکن کو نٹ لگا کر بند کیا جیسے ہی ڈرم کا ڈھکن بند ہو گیا۔ آکسیجن نہ ملنے کی وجہ سے آگ دھیمی ہونا شروع ہوئی پھر ڈرم کے اندر ہی بجھ گئی۔ بھائی کو یہی خیال آیا تھا کہ آگ کو جب آکسیجن نہیں ملے تو وہ بجھ جائے گی، یوں ان کی کوشش کامیاب رہی۔

جیسے ہی ہنگامی صورت حال پر سکون ہوئی تو سب نے بھائی کا حال دیکھا۔ جلنے کی وجہ سے ان کی بُری حالت تھی لیکن میرے اللہ پاک کا کرم ہے کہ میرے ماں باپ کی دعائیں میرے بھائی کے ساتھ لپٹی ہوئی تھیں، جسم تو جلا لیکن اللہ تعالیٰ نے قیمتی آنکھوں اور سب سے بڑھ کر قیمتی جان کی حفاظت کی۔

سید محمد نعیم ماشاء اللہ سے ہم آٹھ بہنوں کا اکلوتا بھائی ہے۔ وہ شروع ہی سے امی اور ابا کی آنکھ کا تارا تھے۔ بیماری کی وجہ سے ابا جان نے وقت سے پہلے ریٹائرمنٹ لے لی تھی، اب ابا جان کی پنشن اور ایک گھر کا کرایہ آتا تھا، اس وقت تک تین بہنوں کی شادی ہوئی تھی۔ امی جان ہر وقت بھائی کی صحت و سلامتی اور ترقی کے لیے دعا گو رہتی تھیں کہ میرے بیٹے پر بڑی ذمہ داری ہے۔ دنیا سے جانے سے پہلے امی جان کینسر جیسے مہلک مرض میں مبتلا ہوئیں۔ میو ہسپتال سے امی جان کا علاج چل رہا تھا۔

پرچی بنوانے کے لیے بھائی کو ایک لمبی لائن میں کھڑے رہنا پڑتا تھا۔ امی کا رُواں رُواں اس وقت اپنے بیٹے کے لیے دعا گو رہتا تھا۔ ٹریٹمنٹ کروانے کے بعد بھائی جب امی کو گھر لاتے تو موٹر سائیکل پر بٹھا کر لانا پڑتا۔ رکشے سے بہت جھٹکے لگتے ٹیکسی ان دنوں لاہور میں مشکل سے ہمارے گھر جانے پر رضامند ہوتی تھی۔ بس بھائی چیونٹی کی رفتار سے موٹر سائیکل چلاتے کہ امی کو کوئی جھٹکا نہ لگے۔ امی جان گھر آ کر بھائی کو ڈھیروں دعائیں دیتیں کہ میرے نعیم نے راستے میں کہیں بھی مجھے تکلیف نہ ہونے دی۔

آج میں کبھی کام سے تھک کر ٹیک لگا کر تھوڑی دیر کے لیے بیٹھتی ہوں تو میرے چہرے پر تھکن کے آثار دیکھ کر میرا تین سالہ بیٹا محمد احمد بہت پیار سے پوچھتا ہے: ”اماں! کیا آپ تھک گئیں؟“ پھر اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے میرا سر دبانے لگتا ہے، تو میری روح جیسے سرشار ہو جاتی ہے۔ میں اس کے چھوٹے چھوٹے ہاتھ چوم کر اس کو سینے سے لگا کر کتنی دعائیں دے ڈالتی ہوں۔ واقعی بیٹا نعمت ہوتا ہے اگر فرماں بردار ہو۔ ہمارے بھائی نے جس طرح امی ابو کی خدمت کی ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اور پھر ہمارے امی ابو نے بھی خوب جھولیاں بھر بھر کے انہیں ڈھیروں دعائیں دیں، اور ان کی دعاؤں کو ہم نے قبول ہوتے ہوئے بھی دیکھا۔ والد کے انتقال والے دن ہی بھائی کو ایک غیر ملکی کمپنی میں اچھے عہدے پر جاب مل گئی۔ یوں کل میرا بھائی جو سرکاری ہسپتال میں پرچی بنوانے کے لیے ایک لمبی لائن میں کھڑا ہوتا تھا، آج لاہور کے کسی بڑے پرائیویٹ ہسپتال سے بھائی اپنی پوری فیملی کا علاج کروا سکتا ہے۔ کل بھائی مالی حالات کی وجہ سے امی جان کو موٹر سائیکل پر لانے پر مجبور تھے اور آج بھائی کے پاس نئے ماڈل کی بڑی گاڑی ہے جس میں نہ صرف ان کا خاندان سیر کرتا ہے، بلکہ ہم بہنیں بھی جو اب سب ماشاءاللہ سے شادی شدہ ہیں، ان کی رفاقت میں گھومتی پھرتی ہیں۔ امی جان کے انتقال کے بعد بھائی چار بہنوں کی شادی کے فریضے سے فارغ ہوئے اور سب کی اپنی حیثیت کے مطابق بہترین طریقے سے شادیاں کیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ جس شخص کے لیے دعا کے دروازے کھول دیے گئے، اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے گئے۔ آج کاشانہ صائم میں ماں باپ کی دعاؤں سے رحمت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ والدین کی وفات کے بعد اب ہم بہنوں کے لیے بھائی کا وجود باعثِ نعمت ہے۔ امی جان بھائی کے لیے رزق میں فراخی کی دعا کرتی تھیں، آج میکے میں بھائی نہ صرف ہم بہنوں کی فرمائشیں پوری کرتے ہیں، بلکہ شادی شدہ بھانجے، بھانجیوں کے لاڈ بھرے نخرے بھی پورے کرتے ہیں۔ کبھی لکشمی چوک کے پائے، بھائی کا حلیم، کبھی شاہی قلعے کے قریب حلوہ پوری کا مزہ، کبھی چمن کی آئس کریم، گولے کا کیک اور اس کے علاوہ سیر کی فرمائش بھی ہوتی ہے۔ آج کل ہر دوسرے گھر میں تین تین، چار چار بھائیوں کی موجودگی کے باوجود بہنوں کو شکایت ہوتی ہے کہ میکے میں جاؤ تو بھائی بھابھی کی توجہ نہیں ملتی۔ مگر ماشاءاللہ سے ہمارا اکلوتا بھائی ہم سب بہنوں کا مان ہے۔

آج ہم سب بہنیں دعا کرتی ہیں کہ یا اللہ! جیسے تُو نے دنیا میں ہمارے بھائی کو ہم سب بہنوں میں اپنی اچھائیوں کی وجہ سے ممتاز رکھا، ایسے ہی آخرت میں تُو انہیں ہم سب سے بہتر درجہ عطا فرما۔“ آپ سب بہنوں سے بھی درخواست ہے کہ میرے ساتھ اس دعا پر کہیں، آمین۔

گرہ

ناہید جعفر۔ راولپنڈی

جب سے میں نے ہوش سنبھالا تھا، امی کو ایک ہی دعا زور و شور سے مانگتے دیکھا تھا۔ وہ اٹھتے بیٹھتے کہا کرتیں۔ ”یا اللہ! مجھے اس کے سامنے سرخرو کرنا۔“ میرا ننھا سا ذہن الجھ جاتا، پتا نہیں وہ کون ہے جس کے سامنے امی سرخرو ہونا چاہتی ہیں۔ کئی بار ان سے پوچھا مگر وہ ٹال گئیں۔

ہم کل پانچ بہن بھائی تھے۔ سب سے بڑے سعید بھائی، پھر دو جڑواں بہنیں سلمہ، اسماء۔ ان کے بعد میں اور مجھ سے چھوٹا فرید۔ تینوں بڑے بہن بھائی ہم چھوٹوں پر جان چھڑکتے تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ گھر میں تینوں بڑے بہن بھائیوں کو ہم پر ایسی فضیلت تھی جیسے وہ بادشاہ ہوں اور ہم ان کی رعایا۔ گھر کا ہر کام ان کے مشورے سے ہوتا۔ کھانا پکنے سے لے کر ہر چیز کی سیٹنگ تک ان کی مرضی اور پسند سے ہوتی۔ ہمیں امی تک کوئی فرمائش پہنچانی ہوتی تو سلمہ، اسماء آپی کو سیڑھی بنانا پڑتا۔ امی بازار سے ہم سب بہنوں کے کپڑے جوتے وغیرہ خرید کر لاتیں تو ساری چیزیں سلمہ، اسماء کے سامنے رکھ دی جاتیں۔ پہلے وہ اپنی پسند کی چیزیں اٹھاتیں، پھر میری باری آتی۔ یہ اور بات تھی کہ میں بعد میں ان سے اپنی چیزیں بدل لیا کرتی۔ ہر جگہ جانے کے لیے امی پہلے ان دونوں کو آفر کرتیں، اگر وہ خود جانے سے منع کر دیتیں تو پھر امی مجھے ساتھ لے جاتی تھیں۔ غرض ان دونوں کو مجھ پر ایسی فوقیت دی جاتی تھی کہ اگر وہ دونوں مجھ سے بہت زیادہ محبت نہ کرتی ہوتیں تو یقیناً میں ان سے حسد کرنے لگتی۔ لیکن ان کی محبتوں کی وجہ سے میں بھی ان سے بہت محبت کرتی تھی۔

بچپن کا دور ایسے ہی ہنستے کھیلتے گزر گیا۔

بڑی بہنوں کی تعلیم مکمل ہوتے ہی امی نے ان دونوں کی شادی اپنے لائق فائق بھانجوں سے کر دی۔ ان کی شادی پر تو امی نے حد ہی کر دی۔ اپنے بھاری بھاری خوب صورت زیورات دونوں کو دے دیے اور میرے لیے سب سے ہلکا سیٹ رکھ دیا گیا۔ امی کے ملتانی جھمکوں والے جڑاؤ سیٹ میں تو میری جان تھی۔ میرے کہنے کے باوجود وہ امی نے سلمہ آپی کو دے دیا جس سے امی کی طرف سے میرے دل میں گرہ سی پڑ گئی۔

وہ تو اللہ بھلا کرے سلمہ آپی کا کہ جب میری شادی ہوئی تو اس وقت وہی سیٹ انہوں نے

اگر زندگی ہو......

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ
وَتَوَفَّنِيْ اِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِّيْ

یا اللہ! جب تک زندہ رہنا میرے لیے بہتر ہو، مجھے زندہ رکھیے اور جب آپ کے علم کے مطابق مرنا میرے لیے بہتر ہو، اس وقت مجھے وفات دے دیجیے۔

(قمر النساء، منظور پیر کراچی)

کوئی چیز ضرر نہیں پہنچا سکتی

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِی لَایَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْئٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ. (۳ مرتبہ)

''اللہ کے نام کے ساتھ' جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز آسمان وزمین میں نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہی سننے والا جاننے والا ہے۔'' [ترمذی]

فضیلت: جو آدمی اسے صبح وشام تین تین مرتبہ پڑھ لے، اسے کوئی چیز ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ [ابوداؤد]

مجھے تحفے میں دے دیا جس سے میرے دل میں ان کی قدر اور بڑھ گئی۔

شادی کے بعد ہم تینوں بہنیں اپنے اپنے سسرال میں مصروف ہو گئیں۔ سعید بھائی کی شادی امی کی بھتیجی سے ہوگئی اور یوں امی اپنے پوتوں، پوتیوں میں مصروف ہو گئیں۔ جب بھی ہم تینوں بہنیں میکے جاتیں تو خوب مزہ آتا۔ امی ہم سب کو دیکھ دیکھ کر نہال ہوا کرتیں۔ خاطر مدارت تو تینوں بہنوں کی ایک جیسی ہوتی لیکن اب بھی ان دونوں کو عیدیاں اور دیگر تحائف مجھ سے زیادہ اچھے ملا کرتے۔ ان دونوں کی ساسیں چونکہ امی کی بہنیں تھیں، اس لیے ان کے سسرال والوں کو بھی میری سسرال پر فوقیت حاصل تھی کیونکہ میری شادی غیروں میں ہوئی تھی۔

یہ تینوں فیملیاں مل جل کر خوب انجوائے کیا کرتیں۔ عید، بقر عید پر اکٹھے دعوتیں ہوتیں۔ مل کر پکنک پر جایا جاتا۔ غرض آپس میں خوب میل جول تھا جبکہ میرے سسرال والے غیر تھے، اس لیے قدرتی طور پر کھنچے کھنچے رہتے اور مجبوراً ان کے ساتھ مجھے بھی اپنے ہی خاندان سے دور رہنا پڑتا تھا۔ کبھی کبھی تو میرے دل میں بھی یہ خواہش ہوتی کہ کاش! میری شادی بھی امی اپنے خاندان میں کرتیں تو میں بھی سب کے ساتھ اٹیچ رہتی مگر امی کو ان دونوں سے زیادہ محبت رہتی تھی، اسی لیے تو اپنے سے دور نہیں ہونے دیا، میں بھلا کس کھیت کی مولی تھی۔

وقت تیزی سے گزرتا رہا۔ ہم سب کے بچے جوان ہو گئے اور امی بوڑھی ہو گئیں۔ اب ان کا زیادہ تر وقت عبادت میں گزرتا۔ اکثر ان کا فون آتا اور کہتیں: ''ہفتے عشرے میں ایک دفعہ تو شکل دکھا جایا کرو ماں کو...... ماں تمہاری راہ تکتی رہتی ہے۔'' میں بھی کسی نہ کسی طرح وقت نکال کر ان سے ملنے جاتی رہتی۔ ویسے تو ان کی طرف سے بڑی بے فکری تھی کہ بڑے بھائی جان نے امی کو ہتھیلی کا چھالا بنا کر رکھا ہوا تھا، وہ اور ان کی بیوی امی کی بے حد خدمت کیا کرتے تھے۔

ان ہی دنوں ایک عجیب بات ہوئی۔ امی کی چھوٹی خالہ تقریباً 30 سال کے بعد کشمیر سے پاکستان آئیں۔ میں بھی ان سے ملنے امی کے گھر جا پہنچی۔ چھوٹی نانی نے بڑے مزے مزے کے پرانے قصے سنائے۔ تھوڑی دیر بعد میں ان کے لیے چائے بنانے اٹھ گئی۔ میں چائے کی ٹرے لے کر امی کے کمرے کے قریب آ رہی تھی تو نانی کی رازدارانہ آواز میرے کانوں میں پڑی۔ وہ کہہ رہی تھیں: ''صفیہ! تُو نے واقعی سگی اور سوتیلی اولاد میں کوئی فرق نہیں رکھا۔''

یہ الفاظ میری سماعت پر بم بن کر گرے، میں کانپتے قدموں سے دوسرے کمرے میں بستر پر جا گری اور پھر دماغ نے کڑی سے کڑی ملانی شروع کر دی۔

''اچھا!...... تو میں امی کی سوتیلی اولاد ہوں، تبھی تو انہوں نے ہمیشہ اپنے تینوں بچوں کو مجھ پر اور فرید پر فوقیت دی، خیر پیار تو ہمیں بھی بہت کیا ہے مگر اہمیت ہمیشہ ان کو ہی دی...... بھلا کوئی مجھ سے تو پوچھے سگی، سوتیلی اولاد میں فرق کیسے نہیں کیا انہوں نے؟...... وہ اس فرق کو مٹانے میں فیل ہوئی ہیں، پاس نہیں......''

میرے دماغ میں ایک جھماکا ہوا...... تو پھر میری اپنی ماں کون ہے؟ امی نے ساری زندگی مجھے میری ماں سے دور کیوں رکھا؟ میرے دل کی دنیا اتھل پتھل ہو رہی تھی۔ دماغ میں آندھیاں چل رہی تھیں۔ میری حالت اس بچے کی طرح تھی جو بھرے میلے میں اپنی ماں سے بچھڑ گیا ہو اور ہر قریب سے گزرنے والی عورت کو اپنی ماں سمجھ کر اس کی طرف لپک رہا ہو...... میرا دل بے اختیار اپنی سگی ماں کو دیکھنے، اس کا لمس محسوس کرنے کو تڑپ گیا۔

کچھ دیر بعد جب نانی وہاں سے ہٹ گئیں تو میں روبوٹ کی طرح چلتی ہوئی امی کے پاس پہنچی اور ان کے گھٹنے میں اپنا سر دے کر بیٹھ گئی اور بولی: ''امی آپ کو خدا کا واسطہ...... مجھے بتا دیں میری سگی ماں کون ہے؟''

امی کو شاید اس سوال کی توقع نہیں تھی، اس لیے حیران پریشان ہو کر مجھے دیکھنے لگیں...... پھر اٹھ کر سجدے میں چلی گئیں اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہہ رہی تھیں:

''ربا! تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے، تُو نے مجھے سرخرو کر دیا۔''

سجدہ شکر ادا کرنے کے بعد مجھے سینے سے لگا کر بھینچتے ہوئے بولیں: ''میں نے ساری زندگی اس راز کی حفاظت کی ہے، اب تمہیں پتا چل ہی گیا ہے تو سنو! اسماء، سلمہ اور سعید تمہارے ابو کی پہلی بیوی کے بچے ہیں، تم اور فرید میری اولاد ہو، اس طرح وہ سوتیلے ہیں اور تم دونوں میرے سگے ہوئے۔ سوتیلی اولاد ایک عورت کے لیے بہت بڑی آزمائش ہوتی ہے، اسی لیے میں ہمیشہ دعا کرتی تھی کہ اللہ! مجھے اس امتحان میں کامیاب کرے اور روزِ محشر اپنی سوکن کے سامنے سرخرو کر دے۔ تمہارے اس سوال سے مجھے لگتا ہے کہ میں ان بن ماں کے بچوں کو پیار دینے میں کامیاب ہو گئی ہوں، بس اللہ اسی بہانے میری مغفرت کر دے۔'' یہ کہہ کر وہ ہچکیاں لے کر رونے لگیں

میں ہونقوں کی طرح منہ کھولے ساری بات سن رہی تھی، جب دماغ کچھ سوچنے کے قابل ہوا تو اپنی پیاری ماں عظمت کا مینار نظر آئی۔ اب امی کو ہم سے بچھڑے ہوئے کئی سال بیت چکے ہیں اور ان کی 'دعا' کو میں نے اپنی دعاؤں میں شامل کر رکھا ہے۔ مجھے یقین ہے روزِ محشر میری ماں بہت اونچے مرتبے پر ہو گی ان شاء اللہ!

اقراء دینیات للبنات

خواتین اور لڑکیوں کے لئے گھر بیٹھے آن لائن
ایک سالہ فہم دین کورس کرنے کا بہترین موقع

۱) منتخب سورۂ قرآن کی تفسیر
۲) تجوید قرآن، مسنون دعائیں (بمعہ صبح وشام کے اذکار)
۳) احادیثِ بخاری شریف (منتخب چالیس احادیثِ مبارکہ)
۴) سیرتِ رسول ﷺ (بمعہ سیرتِ صحابہ وائمہ)
۵) فقہ النساء (خواتین کے ضروری مسائل)

حصہ اول ۲ ماہ (مارچ تا مئی)	حصہ دوم ٤ ماہ (جولائی تا ستمبر)	حصہ سوئم ۲ ماہ (اکتوبر تا دسمبر)
۱۔ تجوید و تفسیر	۱۔ تجوید و تفسیر	۱۔ تجوید و تفسیر
۲۔ چہل احادیث	۲۔ عربی گرامر و مسنون دعاء	۲۔ سیرت نبوی بمعہ سیرت صحابہ وائمہ
۳۔ نفس لوامہ سے نفس مطمئنہ کا سفر	۳۔ میری زندگی اللہ کے لئے (ورکشاپ)	۳۔ فقہ النساء
۴۔ حکمتِ عملی پیچھی وژن (ورکشاپ)	۴۔ وقت کی تنظیم (ٹائم مینجمنٹ ورکشاپ)	۴۔ اولاد کی تربیت (ورکشاپ)

۵۔ ذہنی سکون اور خوشی (ورکشاپ)

آغاز 3 مارچ 2014

اس کورس میں مندرجہ بالا مضامین کی تعلیم دی جائیگی۔
یہ کورس آن لائن کرایا جائے گا

ہفتے میں چار دن | پیر، منگل، بدھ، جمعرات

Artistic i Institute
For Details and Registration +92 331-2478399 | Skype ID: artistic_i_institute
artistici.art@gmail.com | www.artistici.info

مسنون دُعائیں ساری مقبول ہیں

اخت محمد رمیض یونس۔ ملتان

انسان صبح سے لے کر شام تک جو بے شمار اعمال انجام دیتا ہے، تقریباً ہر عمل کے وقت آپ ﷺ نے دعا کی تلقین فرمائی ہے۔ صبح بیدار ہو تو یہ دعا پڑھو، جب بیت الخلاء جاؤ تو یہ پڑھو، جب باہر نکلو یہ پڑھو، جب وضو کرو تو یہ دعا پڑھو، دعا کے درمیان یہ دعا پڑھو، گویا کہ آپ ﷺ نے ہر ہر نقل و حرکت کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے ذکر کی اور اس سے مانگنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اگر کوئی غیر مسلم صرف آپ ﷺ کی مانگی ہوئی دعاؤں کو غور سے پڑھ لے تو آپ ﷺ کے سچا رسول ہونے میں کوئی ادنیٰ شبہ بھی نہ رہے۔ آپ ﷺ کی مانگی ہوئی دعائیں علوم کا ایک جہاں ہیں۔ آپ ﷺ کی امت کو سکھائی گئی تمام دعائیں بذاتِ خود نبی کریم ﷺ کی رسالت کی دلیل ہیں اور آپ ﷺ کا معجزہ ہیں۔ کیونکہ کوئی بھی انسان اپنی ذاتی عقل اور ذاتی سوچ سے ایسی دعائیں مانگ ہی نہیں سکتا جیسی دعائیں آپ ﷺ نے مانگیں اور اپنی امت کو وہ دعائیں تلقین فرمائیں۔ ایک ایک دعا ایسی ہے کہ انسان اس دعا پر قربان ہو جائے۔ دراصل تمام مسنون دعائیں درخواست کرنے کے فارم ہیں، ایسے کہ جب کسی دفتر میں یا ادارے میں کوئی درخواست دی جاتی ہے تو اس درخواست کے فارم چھپے ہوتے ہیں اور یہ اعلان ہوتا ہے کہ ان فارموں پر درخواست دی جائے اور ان فارموں پر درخواست منظور کرنے والا الفاظ خود لکھ دیتا ہے تا کہ درخواست دینے والے کو آسانی ہو جائے اور اس کو مضمون بنانے کی تکلیف نہ ہو۔ بس اس فارم کو پڑھ کر اس پر دستخط کر کے ہمیں دے دو۔ بالکل اسی طرح یہ تمام مسنون دعائیں درحقیقت اللہ تعالیٰ سے درخواست عرض کرنے کے فارم ہیں جو اللہ پاک نے نبی کریم ﷺ کے ذریعے سے ہمیں عطا فرمائے ہیں کہ جب ہم نے مانگنا ہو تو اس طرح مانگیں، جس طرح ہمارے پیارے نبی محبوب خدا ﷺ نے مانگا ہے۔

بلاشبہ دعا کے لیے کسی زبان یا انداز یا الفاظ کی کوئی قید نہیں ہے۔ بندہ اپنے خدا سے جس زبان اور جن الفاظ میں جو چاہے مانگے، مگر دین و دنیا کی کوئی حاجت اور خیر کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس کے لیے دعا نہ سکھائی گئی ہو۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ ہم اللہ پاک، قرآن و سنت کے بتائے ہوئے الفاظ ہی میں دعا مانگیں، کیونکہ اللہ رب العزت نے اپنے پیغمبروں اور نیک بندوں کو دعا مانگنے کے جو انداز اور الفاظ بتائے ہیں ان سے اچھے الفاظ اور انداز ہم کہاں سے لا سکتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ہی کے اپنے رسولوں کو بتلائے ہوئے الفاظ میں جو اثر، مٹھاس، جامعیت، برکت اور قبولیت کی شان ہوتی ہے وہ کسی دوسرے کلام میں بھلا کیسے ممکن ہے؟

اسی طرح آپ ﷺ نے شب و روز میں جو دعائیں مانگی ہیں ان میں بھی سوز، مٹھاس، جامعیت و عبودیت کاملہ کی ایسی شان پائی جاتی ہے کہ ان سے بہتر دعاؤں، التجاؤں اور آرزوؤں کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا، لہٰذا ہمیں ہر موقع کی مسنون دعا کا اہتمام کرنا چاہیے۔

''دعا ذہنی صحت کو بہتر کرنے میں بھی بہت اہم کردار کی حامل ہے۔ خاص کر ڈپریشن (یاسیت) اور تشویش کے علاج میں بہت مؤثر ہے۔ دعا ذہنی بیماریوں میں معالجاتی اثرات یوں کرتی ہے کہ ایک فرد جب اللہ پاک کے حضور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق و مالک تسلیم کرتا ہے، اس کا تکبر انکساری میں ڈھل جاتا ہے اور وہ اس کے حضور اپنی ہستی مٹا کر عرض کرتا ہے کہ اے اللہ! میں بہت گناہ گار ہوں۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی اس کے تحت الشعور میں موجود گناہوں اور غفلتوں کے تمام واقعات شعور کی اسکرین پر منکشف ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے بندے کی آنکھوں سے آنسو بھی بہنے لگتے ہیں۔ یہ آنسو اور دل سے نکلنے والی آہیں اس کے دکھ درد کو کم کر دیتی ہیں۔ نفسیات کی زبان میں اس عمل کو ''Catharsis'' کہتے ہیں جو کہ نفسیاتی مسائل کے حل میں معالجاتی اثرات کا حامل ہے۔ جب بندہ اللہ رب العزت کے حضور دعا اس لیے مانگتا ہے کہ وہ یقین واثق رکھتا ہے کہ وہی اس کے مسائل کو حل کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور وہ اس کے مسائل ضرور حل کرے گا تو اس طرح وہ مستقبل میں اپنے مسائل کے حل ہونے کی امید باندھ لیتا ہے اور اپنی تشویش اور یاسیت پر قابو پا لیتا ہے۔

جو تحقیقات آج سائنس کر رہی ہے یہی سب باتیں ہمارے پیارے نبی ﷺ نے چودہ سو سال قبل دریا کو کوزے میں سمیٹ دینے کی مانند بتلا دی تھیں۔ پس ہمیں جان لینا چاہیے کہ اللہ پاک نے ہمیں ایک ایسا انمول ہیرا دیا ہے جس کی قدر و منزلت کا ٹھکانہ نہیں اور وہ ہیرا ''دعا'' ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو حقیقی معنوں میں ''دعا'' مانگنے والا بنا دے۔

پہاڑ جیسا قرض ادا

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک مکاتب (متعین مال کی ادائیگی کی شرط پر آزاد کردہ غلام) نے انہیں آ کر کہا کہ قسطوں کی ادائیگی سے عاجز آ گیا ہوں۔ آپ نے فرمایا: میں تمہیں وہ دعا سکھا دیتا ہوں جو حضور ﷺ نے مجھے سکھائی تھی، اگر تم پر پہاڑ جیسا بھاری قرض بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ادا کر دے گا: اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ.

''اے اللہ اپنے حلال کے ذریعے اپنے حرام سے میری کفایت کر اور اپنے فضل کے ساتھ مجھے اپنے علاوہ سب سے غنی کر دے۔'' [ترمذی]

آپ کیلئے دو تحفے

اپنے لئے اور اپنے پیاروں کیلئے صدقہ جاریہ اور ایصال ثواب کا انتظام کیجئے

یٰس
منزل
ہدیہ 30 روپے صرف

الحمدللہ! "خزینہ اوراد و وظائف" بلاشبہ وظائف کی دنیا میں انتہائی اہم، مستند اور جامع فوائد و فضائل پر مشتمل ادارہ نشر العلوم کی اہم کاوش ہے۔ اٹھارہ (۱۸) ابواب پر مشتمل اس کتاب میں سینکڑوں عنوانات کے تحت ہزاروں اذکار و دعائیں اور اہم وظائف جمع کیے گئے ہیں جن کی جامع و مستند دعاؤں، مجرب وظائف اور اہم اعمال سے ہزاروں لوگ استفادہ کر کے اللہ کے فضل و کرم سے خوش و خرم زندگیاں گزار رہے ہیں۔ اس کتاب کے معمولات کی برکت سے بیشمار مشکلات کے شکار اپنی مشکلات سے چھٹکارے، حتیٰ کہ سزائے موت کے قیدی باعزت بری ہونے کی خوشخبریاں سنا چکے ہیں۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں محبت بھرے خوبصورت انداز میں مستند دعاؤں کے فضائل و انعامات بتلا کر ان کے اہتمام کی ترغیب دی گئی ہے۔ دنیا بھر میں اس کتاب کی بے پناہ مقبولیت کی بناء پر اس کے کئی ایڈیشن بحمد اللہ ہاتھوں ہاتھ نکل چکے ہیں۔ اس کا نیا ایڈیشن انتہائی خوبصورت کتابت اور دو رنگہ طباعت سے آراستہ عنقریب منظر عام پر آ رہا ہے۔ اردو زبان میں مستند دعاؤں، اذکار اور وظائف پر مشتمل ایسی جامع، مفید اور واضح کتاب ہماری معلومات کے مطابق اس سے پہلے نہیں لکھی گئی۔ منزل، سورہ یٰس اور خاص دعاؤں پر مشتمل پاکٹ سائز مختصر کتابچہ دراصل ادارہ کی اسی ضخیم کتاب "خزینہ اوراد و وظائف" سے انتخاب لاجواب ہے۔

اور ان اہم دعاؤں کو احباب و مستورات لاکھوں فی سبیل اللہ تقسیم کروا چکے ہیں۔ آپ بھی اپنے عزیز و اقارب مرحومین کے احسانات کا بدلہ دیجئے! ابھی فون کیجئے!

042-35294905-6
0300-0321-4634112

علماء کرام، مشائخ عظام اور اولیاء کرام کا پسند فرمودہ تصدیق شدہ مستند

خزینہ اوراد و وظائف کی برکت سے سزائے موت کا قیدی باعزت بری ہو گیا

دنیا و آخرت کی بھلائیوں، خیروں، سعادتوں، خوشیوں کے خزانے لوٹیے تمام دکھوں، غموں، تکلیفوں، مصیبتوں اور بے شمار پریشانیوں سے نجات کیجئے

الحمدللہ!
ملک بھر میں بے حد پسند کیا گیا، ہاتھوں ہاتھ نکل رہا ہے۔ آپ بھی اپنے ہاکر یا قریبی مکتبہ سے یا براہ راست ادارہ سے آج ہی طلب فرمائیں، کہیں اگلے ایڈیشن کی انتظار سے آپ کو دو چار نہ ہونا پڑے!

پوری آب و تاب کے ساتھ منظر عام پر آگیا ہے

ہدیہ ۴۰۰ روپے صرف

آج ہی اپنا آرڈر دیجئے تعداد محدود ہے

ہر باب مستقل کتاب کی مانند مفید، قیمتی علمی اور روحانی خزانہ

خزینہ اوراد و وظائف کے ابواب

قرآنی سورتیں مع فضائل و آداب	علاج بذریعہ اسمائے ربانی
علاج بذریعہ آیاتِ قرآنی	مختلف مواقع کی مسنون دعائیں
صبح و شام پڑھنے کی مسنون دعائیں و اذکار	شکر کے فضائل اور دعائیں
غموں پریشانیوں سے راحت کیلئے	فضائل و آدابِ مشورہ
حصولِ مغفرت کیلئے اہم دعائیں	توبہ کے فضائل و آداب
۵ ایمان افروز واقعات	ستر (۷۰) کلماتِ استغفار
مسائل کے حل کا نسخہ کامل	غصہ دور کیجئے
چہل ربنا	فراخئ رزق اور خوشحالی حاصل کیجئے
شفاء حاصل کیجئے	دعا کے فضائل و آداب
درود شریف کے فضائل	سفر خوشگوار اور بابرکت بنائیے
رات کو سونے کے اعمال و آداب	شادی کو خانہ آبادی خوشگوار بنائیں
بیان طارق جمیل مدظلہ	مناجات مقبول کی منزلیں
آسیب و جادو و نظر سے حفاظت کیلئے منزل	Treatment Through Quran

دعا کا طریقہ

رابعہ مشتاق۔ راولپنڈی

حضرت معاذ بن جبل ؓ فرماتے ہیں: ''حضور اکرم ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے، وہ یہ دعا کر رہا تھا۔ اے اللہ! میں تجھ سے صبر کی توفیق مانگتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، تُو نے تو اللہ سے مصیبت کو مانگ لیا (کیونکہ پہلے کوئی مصیبت آئے گی پھر اس کے بعد صبر ہوگا) تُو اللہ سے عافیت کو مانگ (کوئی مصیبت آجائے تو پھر صبر مانگنا چاہیے) اور آپ ﷺ کا گزر ایک اور آدمی پر ہوا جو یہ دعا مانگ رہا تھا۔ اے اللہ! میں تجھ سے پوری نعمت مانگتا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: 'او آدم کے بیٹے! تم جانتے ہو کہ پوری نعمت کیا ہے؟' اس نے کہا یا رسول اللہ! یہ تو میں نے خیر کی امید میں دعا مانگ لی ہے (مجھے نہیں پتا کہ پوری نعمت کیا ہوتی ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا، پوری نعمت یہ ہے کہ آدمی جہنم کی آگ سے بچ جائے اور جنت میں چلا جائے۔ حضور اکرم ﷺ ایک اور آدمی کے پاس سے گزرے وہ کہہ رہا تھا: 'یا ذا الجلال والاکرام' آپ ﷺ نے فرمایا، ان الفاظ سے پکارنے کی وجہ سے تیرے لیے قبولیت کا دروازہ کھل گیا ہے، اب تُو مانگ۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''حضور اکرم ﷺ ایک آدمی کے پاس گئے وہ کمزوری اور بیماری کی وجہ سے پرندے کے اس بچے کی طرح نظر آرہا تھا جس کے پَر کسی نے نوچ لیے ہوں۔ حضور ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تُو کوئی خاص دعا مانگا کرتا تھا؟ اس نے کہا، میں یہ دعا مانگا کرتا تھا کہ اے اللہ! تُو نے مجھے جو سزا آخرت میں دینی ہے وہ دنیا ہی میں جلد دے دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے یہ دعا کیوں نہیں مانگی، اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی خیر وخوبی عطا فرما اور آخرت میں بھی خیر وخوبی عطا فرما اور ہمیں آخرت کے عذاب سے بچالے۔ چنانچہ اس نے اللہ سے یہ دعا مانگی تو اللہ نے اسے شفا دے دی۔

حضرت عمر ؓ نے ایک آدمی کو سنا کہ فتنہ سے پناہ مانگ رہا تھا۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: اے اللہ! اس کی دعا کے الفاظ سے تیری پناہ چاہتا ہوں، پھر اس آدمی سے فرمایا کیا تم اللہ سے یہ مانگ رہے تھے کہ وہ تمہیں بیوی، بچے اور مال نہ دے؟ (کیونکہ قرآن میں مال اور اولاد کو فتنہ کہا گیا ہے) تم میں سے جو بھی فتنہ سے پناہ مانگنا چاہتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ گمراہ کرنے والے فتنوں سے پناہ مانگے۔

حضرت محارب بن دثار کے چچا کہتے ہیں میں آخر شب میں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کے گھر کے پاس سے گزرا کرتا تھا تو انہیں میں یہ دعا فرماتے ہوئے سنتا تھا۔ اے اللہ! تُو نے مجھے بلایا میں نے اس پر لبیک کہا، تُو نے مجھے حکم دیا میں نے تیری اطاعت کی اور یہ سحری کا وقت ہے، لہٰذا تُو میری مغفرت کردے۔ پھر میری حضرت ابن مسعود ؓ سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے کہا کہ میں نے آپ کو آخر شب میں چند کلمات کہتے ہوئے سنا ہے، پھر میں نے وہ کلمات انہیں بتائے تو انہوں نے فرمایا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے وعدہ فرمایا تھا کہ میں تمہارے لیے اپنے رب سے استغفار کروں گا تو انہوں نے آخر شب میں ان کے لیے دعائے مغفرت کی تھی۔

ماں کی بددعا

ع۔ج۔ر۔ راولپنڈی

کچھ ایسے واقعات زندگی میں پیش آتے ہیں، جنہیں ہم چاہیں بھی تو بھلا نہیں سکتے۔ ایسا ہی ایک واقعہ ہمارے والد صاحب کے ساتھ پیش آیا تھا۔ آیئے آپ بھی وہ واقعہ ہمارے والد صاحب کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں پاک آرمی سے تقریباً ایک ہفتے کی چھٹی لے کر اپنے بچوں کو نانی کے ہاں لے کر جا رہا تھا۔ بچوں کی چھٹیاں ہوچکی تھیں، اس لیے وہ ضد کر رہے تھے کہ ہمیں نانی کے ہاں لے کر چلیں۔ مسئلہ میری چھٹیوں کا تھا، جو مشکل سے ہی ملتی تھی، خیر اللہ اللہ کر کے ہمیں چھٹی ملی اور ہم اپنے بچوں کو کوئٹہ سے منڈی بہاؤالدین لے جانے کے لیے تیار ہوگئے۔ پلیٹ فارم پر پہنچے تو پتا چلا کہ گاڑی تقریباً آدھا گھنٹہ لیٹ ہے۔ خیر بیٹھ گئے ریل کے انتظار میں۔ انتظار کچھ زیادہ طویل نہ ہوا اور ریل گاڑی پلیٹ فارم پر پہنچ گئی۔ ہمارے ڈبے میں رش زیادہ تھا، سب لوگ باری باری سوار ہونے لگے، ہم بھی سوار ہوگئے۔ بالکل آخر میں ایک میجر صاحب تھے، جو اپنے بچوں کو ریل گاڑی میں سوار کرا ہی رہے تھے کہ ریل آہستہ آہستہ چلنے لگی۔ میجر صاحب نے اپنے بچوں کو جلدی جلدی گاڑی میں سوار کیا اور خود بھی گاڑی میں سوار ہونے کے لیے ایک آدمی کو ہاتھ دیا کہ اچانک ہی گاڑی کی رفتار تیز ہوگئی اور میجر صاحب کا ہاتھ اس آدمی کے ہاتھ سے پھسل گیا اور وہ نیچے گر پڑے۔ ایک شور اٹھا اور ریل گاڑی جھٹکے سے رک گئی۔ تمام مسافر ریل گاڑی سے اترنے لگے اور میجر کے گرد حلقہ بنا کر کھڑے ہوگئے۔ جیسے ہی میں نے میجر کی طرف دیکھا تو دل ہل کر رہ گیا، کیوں کہ ان کی دونوں ٹانگیں جسم سے علیحدہ ہوگئی تھیں اور خون بے تحاشا بہہ رہا تھا۔ میجر صاحب آہ وبکا کر رہے تھے لیکن اپنے ہوش میں تھے۔ میں کھڑا دل ہی دل میں ان کی ہمت کو داد دے رہا تھا کہ اتنی تکلیف میں بھی وہ بے ہوش نہیں ہوئے تھے۔ پھر اچانک میجر صاحب درد بھری آواز میں چلائے:

''لوگو! آج میں نشانِ عبرت بن گیا ہوں۔ ہاں مجھ سے عبرت حاصل کرو! میں بدبخت نامراد ہوگیا، خدارا کبھی...... بھ...... ی...... بھی اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرنا، دیکھو یہ ہے نافرمانی کا انجام، یہ ہے میری بدقسمتی، کہاں ہے میرا عہدہ؟ کہاں ہے؟ جو مجھے ماں کی بددعا سے بچا نہ سکا......'' ہجوم تیزی سے بڑھ رہا تھا، شاید ریلوے پولیس نے ایمبولینس بلوا لی تھی مگر ان کی یہ غیر متوقع بات سن کر مجمع کو سانپ سونگھ گیا۔ سب دم بخود ان کے چہرے کو دیکھنے لگے۔ چند ثانیوں کے بعد وہ دوبارہ بولے:

''مجھ پر خدا کی مار ہے، بے شک خدا کی لاٹھی بے آواز ہے، کسی نے مجھے نہ بچایا، کسی میں قدرت نہیں کہ وہ خدا کے عذاب سے کسی کو بچا سکے، ہاں یہ ہے بدنصیبی، یہ میں ہوں جو کل خود کو کچھ زیادہ ہی اونچا گمان کرتا تھا، اتنا اونچا کہ اس کے آگے اپنے والدین کی بھی کوئی قدر ومنزلت نہ تھی، آہ...... وہ...... وہ بھیانک دن، وہ خوف ناک صبح جب میں نے تنگ آکر اپنے بوڑھے والدین کو خوب مارا اور جب میں مار مار کر تھک گیا تو میری ماں نے صرف یہ کہا: 'اے خدا! اے مالک تو نے اس کی ٹانگیں کیوں نہ توڑ دیں؟' ...... یہ شکوہ نہیں بلکہ بددعا تھی جس کا نتیجہ آپ سب لوگوں کے سامنے ہے۔''

بس یہ چند جملے تھے، جو میجر نے کہے پھر درد کی شدت کے باعث اس کی زبان بند ہوگئی۔ اتنے میں ایمبولینس آگئی اور کچھ لوگ اسے ہسپتال لے گئے۔

یہ واقعہ سن کر ہمارا دل لرز کر رہ گیا۔ خدایا! کیا واقعی کوئی اپنے والدین کو مار سکتا ہے؟

حکام کے ظلم سے بچنے کے لیے دعا

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ، وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، کُنْ لِیْ جَاراً مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ وَأَحْزَابِهٖ مِنْ خَلَائِقِکَ، أَنْ یَّفْرُطَ عَلَیَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَوْ یَطْغٰی، عَزَّ جَارُکَ، وَجَلَّ ثَنَاؤُکَ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ

"اے اللہ! اس سات آسمانوں کے رب، عرش عظیم کے رب، تو فلاں بن فلاں (اس شخص کا نام لے) سے اور اس کے لشکروں سے، جو کہ تیری مخلوق میں سے ہیں، مجھے اپنی پناہ میں رکھ۔ ایسا نہ ہو کہ ان میں سے کوئی مجھ پر زیادتی کرے یا سرکش ہوجائے۔ تیری پناہ قوی ہے، تیری تعریف عظیم ہے، اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔" [الأدب المفرد از بخاری]

دُعا تقدیر بدل دیتی ہے

اہلیہ مصطفیٰ، قصبہ کالونی، کراچی

یہ واقعہ جو میں سنا رہی ہوں بالکل سچا ہے، جو کہ میرے ماموں کے ساتھ پیش آیا، ان کی زبانی آپ کے لیے پیش خدمت ہے۔

میرا نام تنویر ہے۔ میری عمر 42 سال ہے، جوانی میں دین سے دور رہا اور دن رات کمانے کی فکر رہی، اللہ نے توفیق دی، کاروبار میں ترقی رہی، نہ حلال کی فکر نہ حرام کا خوف، نہ نمازوں کی پابندی، الحتصر خدا کو بھول کے ابن دنیا بنے رہے۔ بہرحال اللہ نے ہدایت دی، تبلیغ میں وقت لگایا اور باقی ماندہ زندگی کو علماء سے پوچھ پوچھ کر گزارنے کا تہیہ کرلیا اور اپنے ذمہ کے تمام قرض وغیرہ جو نمازوں اور روزوں کی صورت میں تھے ادا کیے اور اپنے مال کو جائز کرنے کی کوشش کی تو ہاتھ خالی ہوگئے مگر دل خدا کی یاد سے اور اس کے اعتماد و اعتقاد سے لبریز ہوا۔ چہرے پر سنت مصطفیٰ آ گئی۔ شادی بھی کی مگر بغیر نقطے کے کی۔

اللہ کا نام لے کر کچھ قرضہ لیا اور چھوٹا سا کاروبار شروع کیا، مگر شاید ابھی میرے ایمان کا امتحان لینا مقصود تھا، اس لیے کاروبار تنزلی کا شکار ہوتے ہوتے بالکل ہی ختم ہوگیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ساٹھ ستر ہزار کا قرضہ چڑھ گیا۔ بیس ہزار تو گھر کا چھوٹا موٹا سامان بیچ کر ادا کر دیا کیونکہ قرض خواہوں کے تقاضے بڑھتے جاتے تھے، اب باقی رہ گئے پچاس ہزار جو ایک ہی شخص کو ادا کرنے تھے اور وہ بہت تقاضا کرنے لگا کہ مجھے ابھی فوراً دو۔ میں روز اس کو تسلی دیتا کہ انتظام ہوجائے گا۔ مگر بظاہر انتظام کی کوئی صورت بنتی ہوئی نظر نہیں آ رہی تھی اور کوئی بھی اتنا قرضہ دینے کو تیار نہ تھا، میں بس اللہ سے دعا کرتا رہتا کہ وہ انتظام کی کوئی صورت بنا دے۔ آخر جب انتظام کی کوئی صورت نہ بنی تو ایک دن وہ شخص آیا اور اس نے بہت بے عزتی کی۔ بُرا بھلا کہا اور دھمکی دی کہ اگر کل عصر تک پیسے نہ دیے تو باہر نکال کر ذلیل کردوں گا۔ میں روہانسا ہوگیا۔ گھر جا کر بیگم کو بتایا تو اس نے کہا کہ گھبرایئے نہیں آج رات ہم سوئیں گے نہیں اور اللہ سے دعا مانگیں گے، کیوں کہ دعا سے تقدیریں بدلتی ہیں۔ پھر اس رات ہم صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے خوب گڑگڑا کر مانگتے رہے۔ یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ وہ اشراق کا وقت تھا، جب دروازے پر دستک ہوئی۔ میں باہر نکلا تو وہی شخص کھڑا تھا۔ عصر کی بجائے صبح صبح اسے دیکھ کر میرا دل زور سے دھڑکا اور متوقع بے عزتی کا سوچ کر میرا منہ اتر گیا۔ مگر میری حیرت کی انتہا نہیں رہی جب اس آدمی نے عاجزی سے سلام کیا اور کہنے لگا: "بھائی صاحب...... ! مجھے معاف کردیں کل میں نے آپ کے ساتھ بُرا سلوک کیا، بلاوجہ بُرا بھلا کہا، اب میں آیا ہوں اور اپنی حرکت پر نادم ہوں اور آپ مجھے معاف کردیں، میں نے بھی آپ کو وہ قرضہ معاف کردیا۔"

ان الفاظ کو سن کر میرا دل تو کیا میرا رُواں رُواں بارگاہِ ایزدی میں شکر ریز ہوگیا۔

سون برسا محلّہ

فصیح الدین، ڈپٹی کلکٹر جونپور اپنی کتاب "ہسٹری آف جونپور" میں ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ جونپور میں ایک محلّہ "سون برسا" نامی ہے، وہاں ان کے والد کے ایک دوست رہتے تھے، جنہیں سب سید صاحب کے نام جانتے تھے۔ وہ خود معمولی حیثیت کے آدمی تھے مگر ان کے در سے کوئی سوالی خالی ہاتھ نہیں جاتا تھا۔ اپنی ساری کمائی غریب اور حاجت مند لوگوں پر لٹا دیا کرتے تھے۔ ان کی سخاوت کے چرچے دور دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ ایک روز مراثیوں کی ایک ٹولی نے ان کے دروازے پر آ کر صدا لگائی۔

"سید صاحب! ہمیں بھی کچھ دے دو، ہم دور سے بڑی آس لگا کر آئے ہیں۔"

اتفاق سے اس روز سید صاحب کے پاس فوری طور پر دینے کے لیے کچھ نہیں تھا۔ انہوں نے پریشانی کے عالم میں وضو کیا اور دو رکعت صلوٰۃ الحاجہ پڑھ کر خداوند کریم سے گڑگڑا کر دعا کی کہ مالک ان کی عزت رکھ لے۔ دعا کے دوران بادل کا ایک ٹکڑا آیا اور مینہ برسا کر چند ہی منٹوں میں چلا گیا۔ سید صاحب نے سوچا کہ شاید میراثی بارش میں بھیگ جانے کے خوف سے اِدھر اُدھر چلے گئے ہوں گے۔ کمرے سے صحن میں آئے تو یہ دیکھ کر ششدر کھڑے رہ گئے کہ بارش کے پانی کے ساتھ صحن میں سونے کے کچھ سکے بھی چمک رہے تھے۔ وہ سمجھ گئے کہ قدرت نے ان کی دعا قبول فرمائی ہے۔ وہ سکے اٹھا کر انہوں نے مراثیوں کی ٹولی کو دے دیے، جو دروازے پر براجمان تھے۔ یہ ماجرا ایک پڑوسی جو واقفِ حال تھا، اپنی چھت سے دیکھ رہا تھا، اس نے محلے والوں کو بتایا اور اس روز سے اس واقعے کی نسبت سے اس محلے کا نام "سون برسا محلّہ" پڑ گیا۔ ﴿ **حیا ایمان** ۔ لاہور کینٹ ﴾

القراء AL-QURRA

بوائز سیکنڈری اسکول (رجسٹرڈ ریکگنائزڈ)

B-669، بلاک 13 مین گلبرگ، فیڈرل بی ایریا کراچی

فون: 021-36801447 موبائل: 0333-2482854

انگلش میڈیم

پریپ تا دھم حفاظ کے لیے

انفرادیت

دینی اور دنیاوی تعلیم کا حسین امتزاج

نویں اور دسویں میں شاندار کامیابی کی ضمانت

★ نئی اور کشادہ بلڈنگ

★ حافظ بچوں کی گردان کا تسلی بخش انتظام

★ غیر حافظ بچوں کے لیے ناظرے کا خصوصی اہتمام

★ مخلص، مشفق اور محنتی اساتذہ کرام

★ تعلیم، تربیت اور تفریح ساتھ ساتھ

انتہائی مناسب فیس

مکمل اسلامی ماحول

ٹرانسپورٹ کی سہولت

داخلے جاری ہیں

بد دعائیں

میں اپنا نام ظاہر نہیں کرنا چاہتی، بس 'دعا نمبر' کے ذریعے ایک پیغام تمام قارئین خصوصاً والدین تک پہنچانا چاہتی ہوں کہ خدارا! بچوں کی ذرا ذرا سی کوتاہی پر ان کو بددعائیں مت دیا کریں۔ ماں کے قدموں تلے جنت ہے تو باپ کی دعا کی قبولیت کی اہمیت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

ابھی چند دن قبل میرے ابو میرے بھائی کو آوازیں دے رہے تھے۔ بھائی کو بیت الخلا کی شدید حاجت تھی تو انہوں نے کہا کہ ابو! میں بس ابھی آیا فارغ ہو کر مگر ابو کو پتا نہیں کیوں غصہ آ گیا؟ اونچی آواز سے بددعائیں دینے لگے کہ تم مر جاؤ، اس گھر سے بھی کوئی جنازہ اٹھے۔"

آپ یقین کریں کہ اسی دن رات بارہ بجے میرے تایا ابو کا بیٹا فوت ہو گیا اور ہمارے گھر سے جنازہ اٹھ گیا۔ جس وقت تایا زاد بھائی کے انتقال کی خبر ملی میرا دل جیسے کسی نے مٹھی دبوچ لیا تھا۔ بے شک موت کا وقت اٹل ہے، دعا یا بددعا سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتا، مگر تقدیر جو انسان پر ہر حال میں غالب آ کر رہتی ہے، اس میں ہونا ہے کہ یہ کام ہونا تو ہے مگر انسان دعا کرے گا تو ہو گا۔ دعا یا بددعا عموماً سبب بن جایا کرتی ہے۔ عموماً آج کل کے والدین غصے کے بہت تیز ہوتے ہیں۔ بات بات پر بچوں کو بددعا دیتے رہتے ہیں، یا عموماً مائیں غصے میں کہتی ہیں۔ "تیرا بیڑا غرق ہو۔" اس وقت تو غصے میں کہہ دیتی ہیں مگر جب بچہ واقعتاً اخلاقی پستی میں غرق ہو جاتا ہے تو ہر کسی سے رونا روتی ہیں کہ ہائے میرا بچہ ایسا ہو گیا؟

اے عورت! جب تُو ماں بن جاتی ہے تو اللہ پاک کی جانب سے ایک منصب پر فائز ہو جاتی ہے۔ آخر سوچنے کی بات ہے کہ ماں کے قدموں تلے جنت کیوں رکھی گئی ہے؟ اسی لیے ناں کہ وہ ایک ارفع منصب پر فائز ہو جاتی ہے۔ اس کی کوکھ سے جنم لینے والے بچوں کی تمام تر ذمہ داری اس پر آ پڑتی ہے۔ اگر اللہ نے عورت کے ذمے کچھ کام لگائے ہیں تو بدلے میں کتنا بلند مقام بھی تو دیا ہے ناں۔ 'ماں کے قدموں تلے جنت'...... 'ماں کی دعا عرش کو ہلا دیتی ہے'...... 'ماں کی دعا جنت کی ہوا' کتنے اقوال زبان زدِ عام ہیں تو اللہ نے جب ماں کے الفاظ کو اتنی قوت دے دی ہے تو آج کی ماں بات بات پر بددعا دینے کی بجائے دعا کیوں نہیں دیتی کہ اللہ ہدایت دے، اللہ ہر معاملے میں تمہارا بیڑہ پار کرے۔

میرا تو ماننا ہے کہ اگر اولاد نافرمان ہے یا بدتمیز ہوتی ہے تو والدین کی ہی کسی نہ کسی لمحے دی گئیں بددعاؤں سے ہوتی ہے۔ مثلاً ماں نے کہا کہ تیرا بیڑا غرق ہو۔ اب بظاہر یہ بچہ بڑا ہو کر ایک کامیاب انسان ہے مگر نہ نماز قرآن پڑھتا ہے اور والدین کا بھی نافرمان ہے تو بتائیے یہ آخرت کا بیڑہ غرق نہیں ہو رہا تو کیا ہو رہا ہے؟

میں تمام قاریات خصوصاً والدین سے التجا کرتی ہوں کہ غصے کے وقت بھی منہ سے الفاظ نکالتے ہوئے خیال رکھا کریں۔ بے شک یہ بچوں کی کوتاہی ہوتی ہے کہ وہ ایک آواز پر لبیک نہیں کہتے مگر وہ والدین کے احساسات کو کامل طریقے سے سمجھ ہی نہیں سکتے، جب تک خود ماں یا باپ نہیں بن جاتے۔ والدین کو خیال رکھنا چاہیے کہ اللہ نے انہیں والدین کا منصب عطا کر کے ایک بلند مقام دے دیا ہے، جس سے بچے ابھی غافل ہیں۔ لہٰذا ہمیں ہی اس مقام کی پاسداری کرنی چاہیے۔ بددعائیں دے کر اپنے ہی دل کی بربادی کا سامان نہ تیار کرنا چاہیے۔ جب دل دُکھا ہوا ہے تو ظاہر ہے دعا یا بددعا بھی دل کی گہرائیوں سے نکلے گی، لہٰذا ایسے میں بچوں کے لیے ہدایت کی دعا کرنی چاہیے نہ کہ بددعا۔

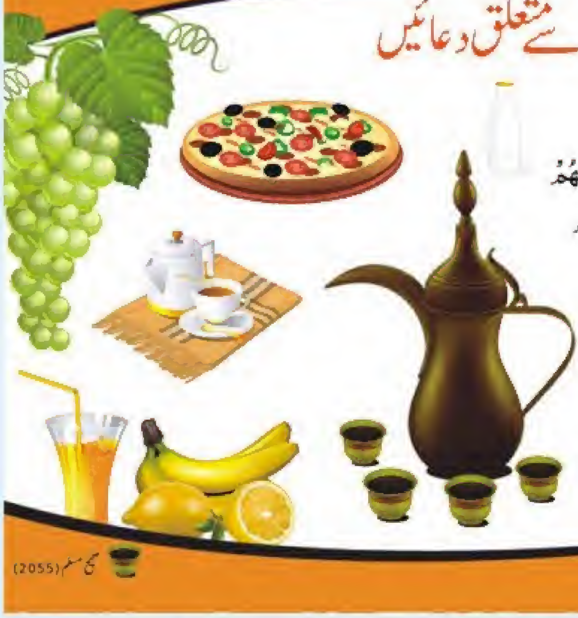

کھانے پینے سے متعلق دعائیں

مہمان کی میزبان کیلئے دعا

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَھُمْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ

اے اللہ! ان کیلئے ان چیزوں میں برکت عطا فرما جو تو نے ان کو دیں اور انھیں معاف فرما اور ان پر رحم فرما

پلانے و کھلانے والے کیلئے دعا

اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ

اے اللہ! اسے کھلا جس نے مجھے کھلایا اور اسے پلا جس نے مجھے پلایا

صحیح مسلم (2042)

صحیح مسلم (2055)

برنس روڈ کی مشہور ربڑی
1964 سے قائم روایتی لذت
برنس روڈ کے علاوہ ہماری کوئی برانچ نہیں
دہلی ربڑی ہاؤس
شوگر فری ربڑی
Special Rabbri
پستہ ربڑی
Special Pista Rabbri
دودھ دلاری
Special Dodh Dulari
لب شیریں
Special Lab-e-Shiren
رسملائی
Special Rasmalai
شاہی ٹکڑے
Special Shahi Takre
کھیر
Special Kheer
کھیر کے پیالے
Special Kheer ka Piyala
پنجیری
Special Panjeeri
گاجر کا حلوہ
Special Gajar ka Halwa
گلاب جامن
Special Gulab Jaman
چم چم
Special Cham Cham
Rabbri Available now in Tin Pack
www.delhirabbrihouse.com
/delhirabbrihouse
Email:info@delhirabbrihouse.com

25 YEARS
OF KEEPING THE WORLD YOUNG
Young's
برسوں کا رشتہ سب سے سچّا!
Young's
FRENCH
Mayonnaise
یونغز مایونیز
YoungsFood
www.youngsfood.com | UAN: 111-YOUNGS